

4589
SIA

1968
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ أَمْرٌ يَهْمُكَ وَأَمْرٌ يَهْمُنَا كَلِمَاتُ كُنْتُ مَرْتَدًّا

لما دلت الآية على أن الدعوى بلا برهان مما يوجب التعفف + وكان الحكم على الحديث
 بكونه حديثاً خلافه في التعسف كما أن عكسه لخل في التعسف + وكان الابتلاء
 في هاتين البليتين قد كثرت في أحاديث التصوف + وكانت الرسالة لللقية

التشفي بمعرفة إكساب التصوف

مع ترجمتها للمؤتب

تكميل النص في تبيين التشفي

وافية عن كليهما لما فيها من التحقيق والتعرف + خالية عن المجازفة والتكلف
 فالجائز عليها بغير إشكال الله تعالى عن التأسف + قريب إلى التلطف + من
 تصديقهم على العلم والتعرف + كاشف معضلات التصوف مولانا المولى
 المحفوظ الحاج الشافعي على سبيل الله الولي العلي فاجل فافاد أهل التلطف
 اهتم بطبعها محمد عثمان حفظه الله عن التلطف

وفي المطبع المعرف ومحبوب المطابع الواقعة في دهلي

فہرست مضامین الشرف بمعرفت احادیث التصوف

۱۔ تمییز	میں اولیٰ دلک باکنہ کا آخرت پر	۳۱۔ ادکار ضروری۔	۳۲۔ حقیقت قہر۔
۲۔ کتاب العلم ربیع جاد الایمان	۱۷۔ اقبال خلیفہ خیر قیاری ہونا	۳۲۔ تعیم حق معاشرت	۳۳۔ بیان تفویض و عمار
۳۔ علم کی فضیلت اور اس کی ضرورت	۱۸۔ کائنات کا مظاہر تکیا ہونا۔	۳۳۔ کتاب الصوم و کتاب الحج	۳۴۔ تکبیر و ترک دوام
۴۔ ذوق سلیم کا مستہر ہونا۔	۱۹۔ مسئلہ مذکورہ حدیث بالا	۳۴۔ عدم استحقاق صغائر۔	۳۵۔ اصل ہزاروی روزہ
۵۔ علوم و احوال باطنہ۔	۱۹۔ شعور جادات۔	۳۴۔ اتباع معاملات حق مع	۳۶۔ تاثیرات جہاد و رضا فی بغیہ
۶۔ علم غیر نافع کا جہل ہونا	۲۰۔ کتاب الصلوٰۃ	۳۵۔ زیارت قبر نبوی صلعم	۳۷۔ مجاہدہ مضطررہ و محنت بعض
۷۔ مجالس صوفیہ کی فضیلت	۲۰۔ قربانوں کا علاوہ قرب علی ہونا	۳۷۔ اختیار بودن فتح صلحاء	۳۸۔ شکوے اہل اللہ۔
۸۔ تائید عبادات صوفیہ کے ساتھ	۲۱۔ نماز خوش شرح اور نماز کبیر جا	۳۷۔ کتاب آداب القرآن	۳۹۔ عدم مختصر عاصی باحوال توبہ
۹۔ کواکب اشراق و منہج ترقی	۲۲۔ طریقہ تکمیل نماز۔	۳۷۔ ترک بعض طاعات غیر واجبہ و	۴۰۔ اعتدال و مجاہدہ۔
۱۰۔ غائب کی مابین تعلیم و تہذیب	۲۲۔ دو درجہ تہذیب و تہذیب ہونا	۳۷۔ اصل بعض اعیان صوفیہ	۴۱۔ کتاب آداب الکل من روح التہجد
۱۱۔ علم ربی کی نعمت۔	۲۵۔ صلح باطن کا مسئلہ ظاہر کرنے	۳۷۔ ثابت کرنا ظلمت نور کا قلب کیلئے	۵۰۔ توجیہ کلام مجازی
۱۲۔ علم باطن کی اصل	مستلزم ہونا۔	۴۰۔ توجہ بجز محسوس۔	۵۱۔ اختیار جانب سہل
۱۳۔ قرب قرآن و قرب اہل	۲۵۔ قطع ہر مایہ بشوئہ	۳۸۔ تقاضا صلح مابین کرب و حلیٰ و خفی	۵۱۔ ذکر ریا۔
۱۴۔ اثبات توحید باطنی و بعض احوال	۲۶۔ غیبت۔	۴۰۔ ترجیح جمع خاطر پر کثرت ثواب	۵۱۔ کتاب المتکلم
۱۵۔ وسیعہ بعض علائقہ عالمین	۲۷۔ مسئلہ سو حیا و ادب کا طریق	۴۰۔ در بعض احوال۔	۵۱۔ توجیہ کلام مجازی
۱۶۔ مہیٰ اشج فی توحہ و فضیلت	۲۸۔ عدم تجدید صلوٰۃ لیل	۳۹۔ متکرر بودن عبادت شاقہ	۵۲۔ غیر مقصود بودن احوال
۱۷۔ اہل ارشاد۔	۲۹۔ مداومت بر عمل	۴۰۔ ابطال علم مغائر شریعت و	۵۲۔ مجاہدہ مضطررہ
۱۸۔ فضیلت معرفت عارفین	۳۰۔ وبال ترک محمولات	۴۰۔ اثبات علم و ہبی	۵۳۔ ہدیہ دادن بحسب خالص
۱۹۔ قرآن کے بعض معانی کا اہل	کتاب الزکوٰۃ	۴۰۔ رعایت فضاظ و رجاء	۴۰۔ کتاب آداب الکسب و المعاش
۲۰۔ ظاہر سے مخفی ہونا۔	۳۰۔ علم تراجم و بیان معاد	۴۱۔ کتاب الذکار و الدعوات	۵۳۔ توکل مع النشال فی الکسب
۲۱۔ حق تعالیٰ کا مدد باکنہ نہ	معاشر ضروری۔	۴۱۔ ذکر کی فضیلت اور ذکر قلبی	۵۴۔ نرمی
۲۲۔ اور علم نبوی کا محیط الوجود	۳۰۔ تاکد حقوق عباد و خصوص	۴۱۔ دستانی میں جمع کرنے کی فضیلت	۴۱۔ کتاب الحلال و الحرام
۲۳۔ نہ ہونا۔	۳۱۔ مثل سابق	۴۲۔ تعبیر ذکر فی النفس و عذر	۵۴۔ اصل چلہ
۲۴۔ روح حق کا مجتمع ہونا و	۳۱۔ علم ثنائی و ربانی کل و	۴۲۔ صوفیہ و تہذیبات ایشان	۵۵۔ معیار تقویٰ

ب

۵۷- مشروط کردن منظوری	۶۹- عداوت نفس	۸۱- ترک جبال	۹۳- ترک تعرض بجمام
دعوت بمشرط مباح	۷۰- جهاد نفس	۸۱- اشد بودن غیبت میت	۹۳- بیغیر حکمت یا تکوینیه معیار
کتاب آداب الالفه	۷۱- دوام انتظار فیوض	کتاب مذمت محض	۹۴- اصل بودن اصلاح باطن
۵۷- طریقه نصیحت	۷۲- شوق و محبت	۸۳- ذم غصب	کتاب التوکل فی بیخ نجات
۵۸- معالجه باشیخ وقت صدر	۷۲- معتبر بودن تنبیسات	۸۳- قناعت و عافیت	۵۷- حقیقت توبه
نفرشی از او	فتکب سلیم	۸۴- مذمت بیهوش فقر	۹۶- معانی از مغلوب
۵۹- "نهی از غلو"	۷۴- دس قلب بجای خاص	۸۴- نفع عظیم محبت شیخ	۹۷- طاری شدن تیزاب بر کمال
۷۹- "وعدای در حق"	۷۵- صحت الهام	کتاب مذمت دنیا	۹۸- فرق در میان تدقیق و تعق
۷۰- اصل عظیم حسن خلاق	۷۲- مذمت غلو در حب خلق	۸۵- وحشت از دنیا	۹۹- بودن دنیا آخرت
۷۱- اعزاز مغزین هر قوم	۷۲- احتیاط از مشبهات	۸۶- تنفیر از دنیا	۱۰۰- غلیظه تیسیر
۷۱- احتیاط از مواضع بهم و	۷۲- "امور غیر مشهور و ص"	کتاب مذمت بخل	۷۲- بودن بلا اثر ملاقات
حقیقت آن	۷۶- محل تقوی	۸۷- مثل سابق	ولایت
۷۱- تطیب خاطر و شرط او	کتاب تهذیب نفس	۸۷- عدم ذم دنیا	۱۰۱- خرم نکردن کسی بدخول
۷۲- عقیم بودن ملاقات عباد	۷۶- عدم تنافی در میان	معین آخرت	۱۰۲- حکمت زلالت کاملین
کتاب آداب احسنه	۷۳- اصل تدبیر حالت بزرگان	۸۷- بودن غیبت و استغنا	۱۰۳- عدم اعتبار توبه بر باطن مغز
۷۳- اصل تدبیر حالت بزرگان	۷۷- اعتدال در مجاهده	۸۸- ذم بخل در فاده	۱۰۴- سبب بعض اقامت بعض از حبس
۷۷- "توسط در عمل"	۷۷- انتقام و کرامت الطبیعی در	کتاب مذمت جاه	کتاب صبر و شکر
۷۷- سفر و خشنه و شبیه	۷۸- فضل بودن جهاد	۸۹- ذم حرص دنیا	۱۰۴- عمل بودن باطن بر ظاهر
کتاب السماع	نفس از جهاد کفار	۹۰- مطلع نبودن ملئکه بر	۱۰۷- محاسن بعض درجات قبول
۷۴- معذور بودن صاحب جد	کتاب علاج شهوت و لطم	بعض اعمال و اصل ذکر قلبی	مسمی به یقین
۷۵- قطع اسباب تشویش	۷۹- عدم تنافی در میان	۹۰- مذمت تمایش	۱۰۹- بودن جذب ملت و صل
۷۹- اصل فراموشی و حکم آن	۷۹- زهد و توسع فی الماکول و المشرود	۹۱- معنوم نبودن برود	۱۱۰- استدرار بودن بقار
۷۷- اصل قص و جد و تواجد	۸۰- عدم اغتال داشته اهل غلو	۹۲- ضرر تعلقات مرضفکار	احوال مع المعاصی
۷۷- مواخذه قهر و مباحات	کتاب آفات اللسان	کتاب مذمت کبر	کتاب الخوف و الرجاء
کتاب عجایب القلب از برج	۸۱- ترک اقوال افعال عبث	۹۲- سادگی و منع	۱۱۲- غرور بودن رجاء بر عمل
مملکات			

۱۱۲- اعتبار بجا رجا جسر	۱۲۳- فضیلت فقر-	۱۳۴- شرط بودن مناسبت	۱۴۵- اعتبار نیت فوق العمل
بدون عمل-	۱۲۴- مشروط کردن بدید	در میان شیخ و طالب	بدون قلب مدار صلاح
۱۱۳- اجمال حدیثین بالا	بشرائط مناسبت	۱۳۵- ترجیح اثبات رویت	بالادراک والتوسل
۱۱۴- انفع بودن رجا از خود	۱۲۵- مشروط بودن قبول	بین غیر یا اصلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۶- الی الحقیقتہ الاشتراک
برائے عامل آخرت	بدید- بعد از اشرف	بر نفی آن	والتوسل- ۱۴۷
۱۱۵- فضیلت مومن بر کعبه	۱۲۶- عدم حکم قرآن مجتہد	۱۳۶- بطلان مذہب باہیمہ	۱۵۵- اتناع ادراک کتب حقیقت
۱۱۶- فضیلت جزئیہ مومن	۱۲۷- بعض صفات کاملین	۱۳۷- تمنی موت شوق	کتاب ذکر موت
بر بعض ملکہ	۱۲۸- ذم تکلف اور ترغ	۱۳۸- اہتمام حب زائد از	۱۵۶- فضیلت غیبت
۱۱۸- استعمار التکمال حق تعالی	کتاب توحید و توکل	اہتمام عرف	۱۵۷- مراقبہ موت
۱۱۹- بعض مصلح کو فیہ خلوص	۱۲۹- مکان انکشاف قدرت حق تعالی	۱۴۰- رضا و صبر	۱۵۸- ادراک میت
ذو رتبہ ذوق خلق	از کشف غوامض	۱۴۱- محترز از سبب المشر	۱۵۹- انافع بودن اعمال
۱۲۰- تکیہ نہ کردن بر طاعت	۱۳۱- ذم توہم و عوی و توہ	۱۴۲- اہتمام صلاح ہمہ وقت	اجبار بر اموات را
۱۲۱- سنائی بودن تفسیر کمال	کتاب المحبۃ و الشوق	۱۴۳- خوشبو مالیدن لثو	۱۵۹- تحقیق مسئلہ رویت
۱۲۲- اجتماع خان مع کمال	۱۳۲- مثنائی در مباحث فط	و نخل شدن بل خوشبو	۱۶۱- تقویت رجا ر
کتاب الفقہ و الزہد	مباحثہ و کمال زہد	مالیدن برائے دین-	در حقوق العباد-

تمت بالخیر

التشرف بمعرفة احادیث تکلیل لتصرف فی تسهیل سر

مترجمہ سید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وبعد فہذا تحقیق عدۃ احادیث مما
اشتهرت علی السنۃ الصوفیۃ فی خطبہم
وانتشرت فی کتبہم + التی ربما یحکم
المتشرف علی اکثرها بالوضع + لعدم
معرفة السند او توہم کون مدلولہ
مباشراً للشرع + وھذا الاختیار یتکفل بالبحث
عنه الدرایۃ + وانما قصدی فی ھذہ
الدراسة هو التحقیق من حیث الرأیۃ +
واصل ماخذھا تخریج احادیث الاحیاء
للہامام العراقی + ثم بعض الاسفار الاخر
للہامام العراقی + وحیث لم اصحح بالماخذ فھو
الاول + وفي الباقی اذکر الموعول + وربما
تجد الضعف فی بعض ھذہ الروایات +
لکن لا یغنی عن تشیید اصل المقصود منها
بالصحاح بل بالروایات + کما لا یخفی علی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد حمد و صلوٰۃ یتحقق ہی حیدر الیسی حدیثوں کی جو حضرت
صوفیہ کی زبانوں پر انکی تقریرات میں مشہور ہیں اور
اُن کی کتابوں میں شائع ہیں جن کے اکثر حصہ کو خشک
متشد و موضوع کہہ دیتا ہو۔ یا تو سند معلوم نہ ہونے کے
سبب یا اسکے مضمون کو مخالف شرع خیال کر نیکی سبب
اور اس امر خیر سے بحث کرنے کا ذمہ دار تو علم داریت ہے
باقی میرا مقصود اس جزو میں صرف روایت کی حیثیت
سے تحقیق کرنا ہے۔ اور اصل ماخذ اس جزو کا تخریج
احادیث الاحیاء للہامام العراقی ہے۔ اور اسکے بعد اور
بھی بعض کتابیں ہیں باقی احادیث کے لئے اور جس
جگہ ماخذ کی تصریح نہ کروں وہاں ماخذ پہلی کتاب ہی یعنی
تخریج اور باقی احادیث میں ماخذ کو جو پر اعتماد کیا گیا ہو ذکر
نہ کروں گا۔ بعض اوقات ان روایات میں بعض ضعیف
ہی ہونگے مگر وہ ضعیف اس لئے مضر نہ ہوگا کہ ان روایات جو
اصل مقصود وہ احادیث صحیحہ بلکہ آیات قرآنیہ مؤیدہ ہوں جیسا کہ

من ما رُس الفَن + اذ اكان ممن قد احسن
 الله تعالى اليه بالطَّهيم ومن + ويزيد
 وضوحا يزيل من الشكوك + النظر في
 رسالتی حقيقة الطريقة من السنة الايقنة
 ومساائل السلوك من كلام ملك الملوك
 لا مشراك الثلاثة في المقصود الاصل +
 وان كان بعض الخصوصيات اوقع بينها
 الفصل + وهوان المنظور اليه في الرسالة
 اثبات الغرض بالاصول + وفي هذه الرسا
 لة اثبات نفس الاصول بالمقول + هذا
 هو الذي ذكرته استقلازا وقصدا +
 ومع هذا لم يبعد ان اورد في مطاوي
 المقصد غير احاديث الاحياء القسمين
 الاخرين تبعا وطرحا + احدهما ما ثبتت
 به بعض المسائل المشهورة + والآخر
 تلك المراسيات في صحف الفَن مسطورة
 وعلى السنة اهله مذكورة + وثانيهما
 ما اصله لم يوجد + ذكرته عسى ان
 ينظر به احد + وميتها بالذات +
 بعرفتها احاديث المتصوف + رينا لثقل
 معنا ذلك انت السميع العليم + وعلينا

فَن کی مزاوت کرنی کے پر مخفی نہیں جبکہ وہ ایسا شخص ہو
 جس پر حق تعالیٰ نے فہم صحیح کا احسان اور امتنان فرمایا ہو۔
 اور اس دعوے کا کہ اصل مقصود ان روایات ضعیفہ کا قرآن و
 حدیث ثابت ہے اور صریح مفسران و رسالوں میں نظر کرنے
 سے اور زائد ہو جائے ایک حقیقۃ الطریقہ دوسرے مسائل السلوک
 کیونکہ اصل مقصود میں تینوں رسائلے مشترک ہیں اگرچہ بعض
 خصوصیات تینوں میں فرق بھی ہے یہ کہ رسالہ حقیقۃ الطریقہ
 و مسائل السلوک میں اصل ملحوظ مسائل کا اثبات ہے احادیث
 اور احادیث کی تخریج تبعا ہے اور اس رسالہ میں اصل ملحوظ
 احادیث کا اثبات ہے اسانید سے (اور تفریع مسائل تبعا ہے) اور
 احادیث کا وہ ذخیرہ جس میں استقلازا و قصدا ذکر کیا ہے
 تو یہی حصہ مذکور ہے کہ صوفیوں میں مشہور بھی ہے اور مذہبی قبا
 ہے (بانی کچھ بعینہ نہیں جو اس مقصود کے درمیان درمیان
 احادیث اجماع کے کہ انکے ساتھ اور کوئی قسم نہ آئیگی) اور وہ
 قسمیں بھی تبعا و استطرادا کہیں کہیں ذکر کر دوں ایک وہ دیا
 جن کے بعض مسائل مشہور فَن ثابت ہوتے ہیں مگر وہ روایات فَن
 کی کتابوں میں (جن جیسا کہ اساتذہ لال علی المسائل) مذکور نہیں اور نہ
 ذکر و حقیقتہ اہل فَن کی زبان پر دائرہ اور دوسری قسم وہ دیا
 جنکی میں نہیں آتی۔ جس قسم کو اسلئے ذکر کر دیا کہ ممکن ہے کسی کو
 اس کے اصل مقام سے (اور اس میں ملحق کرنے اور اس کے اس مجموعہ کا نام
 کہہ رہے جمعیت احادیث المتصوف رہے) ایسا کہ پروتکار

اس کتاب میں جو احادیث متصوف کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں ان کے ساتھ اس کتاب میں جو احادیث متصوف کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں ان کے ساتھ

انك انت الثواب الرحيم

تنبیهان الاول قال العراقی و حیث
عنوت الحدیث لمن خرجہ من الامۃ
فلا ارید ذلک اللفظ بعینہ بل قد یکون
بلفظہ وقد یکون بمعناہ و یا بخلاف
على قاعدة المستحجات ۛ

الثاني قد يشير العراقي في التخرُّج الى
من ينسب اليهم الحديث من الخرجين
بطريق العرب مشهوراً في
بلفظ اخر والى مسلم ومولى بن مزي
ت والى النسائي ن والى ابن ماجه
والى ابى داود د والى ما روي في ابى ربي و
المسلم متفق عليه والى الدارقطني ق
والى الطبراني في الاوسط طس وفي الصغر
طص والى البيهقي هق والى ابن حبان
حب والى الحقيق عق والى الحاكم ك

کتاب العلم من ربح عبادة الاجیاء

الحديث طلب العلم فرضية على كل مسلم
ابن ماجه من حديث النضر وضعه احمد
والبيهقي وغيرهما۔

بیشک آپ بڑی توجہ فرمایوں گے اور بڑی محنت لائے ہیں
تبلیغیہ اول عراقی نے فرمایا ہے کہ میں جہاں حدیث کو کسی امام
کی طرف منسوب کروں گا جسے اسکی ترجیح کی ہو تو میری مراد بعینہ
وہ لفظ نہیں بلکہ کہی لیندیت باعتبار لفظ کے ہوتی ہے
اور کبھی باعتبار معنی کے یا باعتبار اختلاف کے جیسا مستخرج
کا قاعدہ کا ہے۔

تنبیہ دوم۔ جن مخربین کی طرف حدیث منسوب ہے عراقی کہی
تخریج میں ان لوگوں کی طرف حروف اشارہ کرتے ہیں پس
بخاری کی طرف خ سے اشارہ کرتے ہیں اور مسلم کی طرف م سے
اور ترمذی کی طرف ت سے اور نسائی کی طرف ن سے اور ابن
ماجر کی طرف ج سے اور ابوداؤد کی طرف د سے اور حاکم بخاری
اور دارقطنی کی طرف ق سے اور طبرانی کی او سط کی طرف
ط سے اور اصغر کی طرف ص سے اور بیہقی کی طرف ہ سے اور
ابن جہان کی طرف ج سے اور عیسیٰ کی طرف ع سے اور
حاکم کی طرف ک سے۔

کتاب العلم برب عبادات اچارے

حدیث مبارک کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے روایت کیا
اسکو ابن ماجہ حدیث الشافعی سے اور اسکو احمد یحییٰ وغیرہ

Handwritten signature

الحديث اطلبوا العلم ولو بالعين ابن
عدي والبيهقي في المدخل والشعب من
حديث النس قال البيهقي متنا مشهور
واسانيد ضعيفة -

الحديث الدال على التحير كفاعل التوكل
من حديث النس وقال خريب ورواه مسلم
وابوداؤد والترمذي وصححه عن ابی
مسعود البدری بلفظ من دل علی خیر
فله مثل اجر فاعله اه - الاحاديث الثلاثة
تدل على فضل التعلم والتعليم وفيه
اصلاح لجملة الصوفية من ذمهم
العلم وعدة حجابا -

الحديث دعم ما يربك الى ما لا يربك
الترمذي وصححه والنسائي وابن حبان
من حديث الحسن بن علي -

الحديث استفت قلبك واذا فتواك
احمر من حديث وابصة اه دل الحديث
على اعتبار الذوق والوجدان من
له كمال الايمان * فيما تراحم فيه
الدليلان * وهو كالطبعيا لاهل
العرفان *

فضل العلم ودرجته

تذکرہ
مقامات

حديث علم كطلب واگرچہ چین میں ابن عربی اور سبکی نے نقل
اور شعب میں انس کی حدیث سے روایت کیا ہے سبکی نے کہا کہ یہ
متن تو مشہور ہے مگر اس میں اسکی ضعیف ہیں ف اور ضعف کے
شبه کا جواب خطبہ میں ہو چکا ہے اس عبارت میں بعض اوقات
ان روایات میں بعض میں ضعف ہی پاؤ گے -

حدیث شیعہ لہجہ بات بتلائیروال ایسا ہی ہے جیسا اسکا کرناوال
روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انس سے اور کہا کہ یہ غریب اور
اسکو مسلم وابوداؤد و ترمذی نے تصحیح ابوسعود بدری اس لفظ
سے روایت کیا ہے مندل علی خیر فله مثل اجر فاعله اس
کفاعلہ کی تفسیر بھی ہوگی کہ تشبیہ جرمیں یہ تینوں حدیثیں
علم کہنے اور سکھانے کی فضیلت پر دال ہیں اور اس جملہ
صوفیہ کی اصلاح ہے جو علم کی مذمت کیا کرتے ہیں اور اسکو
مقصود کا حجاب سمجھتے ہیں -

حدیث جو چیز تجھ میں کھٹک پیدا کرے اسکو چھوڑ کر وہ چیز
اختیار کر جو کھٹک نہ پیدا کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے
مع تصحیح کے اور ابن حبان نے حدیث حسن بن علی سے -

حدیث اپنے دل سے فتویٰ لے اگرچہ فتویٰ لینے والے تجھ کو
فتویٰ ہی دیدیں روایت کیا اسکو احمد نے حدیث والبعثہ
دونوں حدیثیں اس پر دال ہیں کہ ذوق و وجدان بھی معتبر چیز
ایسے شخص کا جسکو ایمان کامل حاصل ہو (اور وہ) ایسے امور
میں (معتبر ہے) جن میں دلیل متعارض ہوں اور یہ (عمل)
بالوجدان (عارفین میں مثل عادات ظہریہ کے ہے) -

الحديث ان من العلم
كهيضة المكنون الحديث
ابو عبد الرحمن السلسي في
الاربعين له في التصوف
من حديث ابيه مائة باسناد
ضعيف اه وتام في الاحياء
لا يعلمه الا اهل المعرفة
بالله تعالى فاذا انطقوا به
لم يجهله الا اهل الاختار
بالله تعالى فلا تحقر عالما
اتاه الله تعالى علما منه
فان الله عز وجل لم يحقر
اذا اتاه اياه -

الحديث ما فضل ابو بكر
الناس بكثرة صلاة ولا
بكثرة صيام الحديث الترمذي
الحكيم في النوادر من قول
ابي بكرين عبد الله المزني ولم
اجده مرفوعا وتام في الاحياء
وما فضل ابو بكره الناس بكثرة
صيام ولا صلاة ولا بكثرة

حديث بعض علوم مخفی ہشیار کی شکل میں ہوتے ہیں
روایت کیا اسکو ابو عبد الرحمن سلمی نے اپنی تصوف کی
چل حدیث میں حدیث ابی ہریرہ رضی عنہ اسناد ضعیف
کے ساتھ اور پوری روایت احیاء میں اس طرح ہے کہ
اُس علم کو جو عارفین باللہ کے کوئی اور نہیں جانتا
پھر جب وہ اُس علم کے ساتھ گویا ہوتے ہیں تو اُس
سے وہی لوگ جہالت میں رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ
کے معاملہ میں دہرہ کھائے ہوئے ہیں (مراود الخار)
و کذب ہی کیونکہ اجمالاً تصدیق کر لینا ہی ایک قسم کا
علم ہے اور دھوکہ یہ کہ وہ اپنے علم و عمل کو عند اللہ صحیح
و مقبول سمجھتے ہیں اس پر تم ایسے عالم کو حقیر مت سمجھو
جسکو خدا تعالیٰ نے اُس علم کا کچھ حصہ دیا ہو کیونکہ خدا
تعالیٰ نے اُس کو حقیر نہیں سمجھا جبکہ وہ علم اسکو دیا۔
حدیث حضرت ابوبکر رضی عنہ جو لوگوں سے افضل
ہو گئے تو غار و روزہ کی کثرت سے نہیں ہوئے الخ
(مراود الخ) نماز و روزہ ہے کیونکہ کثرت اسی میں ہو
سکتی ہی اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوبکر بن
عبد اللہ مزنی کا قول کہا ہے اور میں نے اسکو مرفوع
نہیں پایا اور پورا مضمون احیاء میں ہی اس طرح کہ
حضرت ابوبکر رضی عنہ لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے
ہیں تو نہ کثرت صیام سے نہ کثرت صلوٰۃ سے نہ کثرت

سراویۃ ولا فتویٰ ولا کلام
ولکن بشیء وقرنی صدراہ
اہ فی الحدیث و فی الاثر
اثبات للعلوم والاحوال
الباطنیۃ۔

الحديث اختلاف متی رحمہ ذکرہ
البیہقی فی رسالۃ الاشعریۃ تعلیقاً
واسنادہ فی ما دخل من حدیث ابن
عباس بلغة اختلاف اصحابی لکم رحمۃ
واسنادہ ضعیف اہ فیہ ما علیہ
الصوفیۃ من التوسع والرفق بالناس
فی الاختلافیات۔

الحديث ان من العلم جهلا الحدیث
ابوداؤد من حدیث بریدۃ و فی
اسنادہ من یجھن اہ فیہ ما علیہ
الصوفیۃ من تسمیۃ علم لا یوصل
الی اللہ تعالیٰ جھلاً۔

الحديث اذا مررت برباض
الجنة فارتعوا الحدیث
الترمذی من حدیث انس و
حسنہ وتمامہ فی ارحمہاء

روایت سے نہ زیادہ فتوے دینے سے نہ زیادہ علمی
تقریر سے بلکہ خاص ایک چیز کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں
جو ان کے سینہ میں بیٹھ گئی ہے اہ۔ اس حدیث اور
اور اثر میں اثبات ہی علوم باطنہ و احوال باطنہ کا (اول
میں ان علوم کا ذکر ہے ثانی میں ان احوال کا)۔

حدیث میری امت کا اختلاف رحمت ہی ذکر کیا کہ
یہ تھی نے اپنے رسالہ اشعر یہ میں معلقاً اور داخل میں
حدیث ابن عباس سے ان الفاظ سے منہ اختلاف
اصحابی لکم رحمۃ یعنی میرے اصحاب کا اختلاف تھا
لئے رحمت ہی اور اسناد اسکی ضعیف ہی اہ اس حدیث
میں اصل اس عادت کی جیسے صوفیہ عامل ہیں کہ
اختلافی امور میں لوگوں کے ساتھ توسع اور نرمی کرتے
حدیث بعض علم جہل ہی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے
حدیث بریدہ سے اور اس کی اسناد میں ایک جہول ہی
انہیں صوفیہ کی اس عادت کی اصل ہی کہ وہ ایسے علم کو
جہل کہتے ہیں جو موصول لے اللہ نہ ہو کما قال الشیرازی
علیکم رہ بحت تناید جہالت ست)۔

حدیث جب تم جنت کے باغوں پر گزرا کرو تو (انہیں)
چرا کرو (یعنی ان سے غنائے روحانی حاصل کیا کرو)
روایت کیا اسکے ترمذی نے حدیث انس سے اور پوری
روایت احیاء میں اس طرح ہی عرض کیا گیا کہ جنت کے

علوم و الاحوال الباطنیۃ

اختلاف میری امت کا اختلاف رحمت

علم باطنہ کا اصل

قيل وما رايض الجنة
قال مجالس الذكر اه فيه فضل ظاهرا
لمجالس الصوفية الصافية فانها
محض ذكر علما واعمالا

الحديث ان من اشعر لحمة البخاري
من حديث ابى بن كعب اه فيه
تقريرا اعتاده اكثر الصوفية من
تدوين العلوم والحقائق في الشعر
الحديث ما حدث احدكم قوما
بحديث لا يفقهونه الا كان فتنة
عليهم العقيلي في الضعفاء وابن السني
وابو نعيم في الرواء من حديث ابن عباس
باسناد ضعيف ولمسلم في مقدمة
طحي موقوف على ابن مسعود

الحديث كلوا من ثمر
بما هم شوق و حذر
ينكرون احديث البخاري
موقوف على علي ورافعه
ابو منصور الدائمي في
مسند الفردوس من طريق
ابو نعيم وتمامه في الاحياء

باغ کیا ہیں ارشاد ہوا کہ ذکر کی مجلسیں نہیں کھلی فضیلت
صوفیہ صافید کی مجالس کی ہوگی کیونکہ وہ مجالس خالص
ذکر ہی میں خواہ علما خواہ عملا (یعنی وہاں اخادہ علوم کا
ہوتا ہو یا تنبیح و تہلیل کا شغل ہوتا ہو)۔

حدیث بعض اشعار حکمت میں روایت کیا اسکو بخاری
نے حدیث ابی بن کعب لہ اس میں تائید ہو اس بات
کی جس کو اکثر صوفیہ نے اختیار کیا ہو کہ علوم و تحقیق
کو اشعار میں ضبط کیا ہے۔

حدیث جب کبھی کسی شخص نے کسی مجمع سے ایسی بات
کہی جسکو وہ سمجھتے نہ ہوں تو وہ بات ضرور اُن کے لئے
فتنہ ہوگئی روایت کیا اسکو عیسیٰ نے ضعفاء میں اور
ابن سنی نے اور ابو نعیم نے یہاں میں حدیث ابن عباس
سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور مسلم نے اپنی صحیح کے
مقدمہ میں ابن مسعود سے موقوف روایت کی ہے۔

حدیث ابو نعیم نے ابو نعیم سے روایت کیا ہے کہ
ارزواں ہے کہ وہ نہ چھوڑے وہ نہ چھوڑے
کیا اس کو بخاری نے حضرت علی سے موقوف کیا ہے
ابو منصور دلبی نے مسند الفردوس میں ابو نعیم کے طریق
سے اُس کو مرفوع کیا ہے اور پوری روایت اخبار
میں اس طرح ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی اور اس کے
رسول کی تاکید کی جائے یعنی جب بات تو ہوگی

مجالس صوفیہ کی فضیلت

تائید عادت صوفیہ کہ اسرار کو اکثر اشعار میں ضبط کر لیتے ہیں

ضعیف عادت الصوفیہ میں

ابو نعیم کی اشعار

استریدون
ان یكذب الله
وراسوله -

الحديث عن معاشر الانبياء امرنا
ان نازل الناس منازلهم الحديث
راويناہ فی جزء من حدیث ابی بکر
الشنیری من حدیث عمر اخص ومنہ
وعند ابی داؤد من حدیث عائشہ
انزلوا الناس منازلهم وقامہ فی
الاحیاء وتکلمہم علی قدر عقولہم
اہ فیئہ ما علیہ المحققون من
الصوفیۃ من تعلیم کل بما
ہو اہلہ وکتمان بعض العلوم
من العامۃ -

الحديث العلم علمان علم عل اللسان
الحديث الترمذی الحکیم فی النوادر
وابن عبد البر من حدیث الحسن عن
جابر باسناد جید واعلہ ابن الجوزی
وتماہ فی الاحیاء بعد قولہ علی
اللسان فذلک حجة الله
علی خلقہ

قرآن و حدیث کے موافق اور سمجھ میں آئے نہیں اور
اس لئے کسی نے اس کو سچ نہ سمجھا تو تم سب نے خدا
رسول کی تکذیب کی -

حدیث ہم انبیاء کی جماعت کو حکم ہوا کہ لوگوں
کو ان کے مرتبوں پر رکھیں ہم سے ابو بکر بخیر کی
حدیث کے ایک جزو میں اس کی روایت حدیث
عمرؓ سے مختصر روایت کی گئی ہے اور ابو داؤد
کی روایت میں حدیث عائشہؓ سے یہ ہے کہ تم لوگوں
کو ان کے مرتبوں پر رکھو اور پوری روایت احیاء میں
ہے کہ ہم کو یہ ہی حکم ہوا ہے کہ ان سے ان کے
عقول کے موافق کلام کیا کریں اہ - اس میں ملامت
ہے اس عمل پر جس پر صوفیہ محققین عامل ہیں کہ ہر
شخص کو وہی تعلیم کرتے ہیں جس کا وہ اہل ہو اور
بعض علوم کو عوام سے مخفی رکھتے ہیں -

حدیث علم دو قسم ہے ایک علم (مض) زبان پر لہجہ اسکو
حکیم ترمذی نے نوادر میں اور ابن عبد البر نے حسن کی
روایت سے جابر سے سند جید کے ساتھ نقل کیا ہے
اور ابن الجوزی نے اسکو معلول کہا ہے اور پوری روایت
احیاء میں اس طرح ہے کہ علی اللسان کے بعد یہ بھی
ہے کہ یہ علم (زبانی) تو اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اسکی
مخلوق پر یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام یا مجاہد

عالم کی زبان و قلم اور زبانی

وعلم فی القلب فذلک علم
النافع فیہ تقسیم العلم الی ما
على اللسان المحض دل المقابل
على کونه غیر نافع والی ما فی
القلب وسماء نافعاً وهذا
هو التفسیر للعلم الظاهر
الذی ید منه القوم ای ما هو
الظاهر المحض لا یصل انزه
الی القلب والحديث نص
فی ذلک -

الحديث اذا رايتم الرجل
قد اوى صمته وهذا الحديث
ابن ماجه من حديث خلاد
بإسناده ضعيف ومثله في
الاحياء فاقرئوا منه فانه
يلقن الحكمة اه تمثيله و
حيث اقول فيما بعد تمامه
فما دى من الاحياء ولا الكرم
الحديث من عمل بما
علم ورفقه الله علم فاعلم
يعلم ابو نعیم فی الحلیہ

کہ تم نے باوجود جاننے کے پھر عمل نہ کیا اور ایک علم
ہے قاسب میں (یعنی اس کا اثر قلب پر ہو) سو یہ علم
نافع ہو ف اس حدیث میں تقسیم ہے علم کی دو قسموں
کی طرف ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو اور مقابلہ کا
علم نافع کے ساتھ اس کے غیر نافع سمجھنے پر دلالت کرتا ہو
اور دوسرا وہ علم جو قلب میں ہو۔ اور اس کو نافع فرما
ہے۔ اور یہی (قسم اول) تفسیر ہے علم ظاہر کی حکمی
صوفیہ مدت کیا کرتے ہیں۔ جو ظاہر محض ہو جس کا
اثر قلب پر نہ پہنچا ہو کہ قلب میں محبت خشیت یحیو
پیدا کرے۔ اور حدیث اس مطلب میں صریح ہے۔

۹ حدیث جب تم دیکھو کسی شخص کو کہ اسکو خاموشی
اور نہ عطا کیا گیا ہے اگر اس کو ابن ماجہ نے ابن
خلاد کی حدیث سے اسناد ضعیف کے ساتھ روایت
کیا ہے۔ اور پورا مضمون احبار میں اس طرح ہے کہ آپ
تخصر سے قریب ہوا کرو۔ کیونکہ اس کو حکمت (یعنی
علم حقائق) کی تلقین کی جاتی ہے فقط (منجانب اللہ)
تمثیل آگے جہاں تمامہ کا لفظ کہہ چکا وہ احیاء
ہوگا۔ اب احبار کا نام بار بار نہ لوں گا۔

حدیث جو شخص اپنے اس علم پر عمل کرتا ہو جو اسے
حاصل کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا علم عطا فرماتا ہو
جو اس نے حاصل نہیں کیا۔ اس کو ابو نعیم نے علیہ میں

من حدیث انس وضعفہ
الحدیث ان اصل لما
یسمونہ العلم الباطن
الذی یترب علی
العمل ولا دخل فیہ
للدراس -

الحديث لا يزال العبد
يتقرب الى بالنوافل حتى
احبه فاذا احبته كنت
له سمعاً وبصراً متفق عليه
من حديث انس بلفظ
كنت سمعاً وبصراً وهو
في الحلية كما ذكره المؤلف
من حديث انس بسند
ضعيف اهـ والذی ذکر
المؤلف كنت سمعاً الذی
یسمع به الحدیث قلت
فی مشکوٰۃ عن البخاری فکنت
سمعاً الذی یسمع به وبصره
الذی یرى به ویبصره التي
یبتش بها ورجله التي یمشی بها

انس کی حدیث سے روایت کیا ہے اور ضعیف ہی
کہا ہے۔ یہ دونوں حدیث اصل میں اس کی جبکہ
علم باطن کہتے ہیں جو عمل پر مرتب ہوتا ہے اور
جس میں درس تدیس کو کچھ دخل نہیں (چنانچہ
ورث کے لفظ میں اس کے غیر مکتب ہونے کی
طرف اشارہ ہے)۔

حدیث (حق نقلاً کا ارشاد ہے کہ) بندہ برابر
نوافل کے ذریعہ سے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا
ہے یہاں تک کہ میں اُس کو محبوب بنالیتا ہوں
پھر جب اُس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اُس کا
سمع و بصر ہو جاتا ہوں۔ روایت کیا اس کو بخاری
و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ان
الفاظ سے كنت سمعاً وبصراً اور وہ حلیہ میں لفظ
کے الفاظ (كنت له سمعاً وبصراً) کے موافق حضرت
انس کی روایت سے بسند ضعیف وارد ہے اور
نے جو ذکر کیا ہے یہ الفاظ میں كنت سمعاً الذی یسمع به
الحديث میں کہتا ہوں کہ مشکوٰۃ میں بخاری سے
یہ ہے کہ میں اس کا سمع بن جاتا ہوں جس سے
وہ سنتا ہے اور اُس کا بصر ہو جاتا ہوں جس سے
وہ دیکھتا ہے اور اُس کا دست و پا ہو جاتا ہوں
جس سے وہ چلتا ہے اور جس سے وہ چلتا ہے

وما تقرب الی عبدی بشئ
 احب الی من اداء ما افترضت
 علیه والحديث اصل
 لاصطلاحی الصوفیة
 قُرب الغرائض وقرب النوافل
 وقد ذکر حقیقتھما و
 کون العنوانین موافقاً للحديث
 فی کلید مشنوی ومسائل المشنوی
الحديث لما تلا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فمن یرد اللہ ان یرد الیہ
 یشرح صدرہ لا سلام
 الحديث الحاکم والبیہقی
 فی الزہد من حدیث ابن
 مسعود وقامہ فقیل لہ
 ما هذا الشرح فقال ان النور
 اذا قدف فی القلب نشر
 لہ الصلوات وانفسہ قیل فہل
 لذلک من علامۃ الصلوات
 وسلم نعم التجانی عن در الغرر والارواح
 الی الخ بخود رتبتہ فی قیل

اور شریعہ کا جزو حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے
 ہیں کہ امیرے بندہ نے کسی عمل کے ذریعہ سے میرا
 قرب حاصل نہیں کیا جو میرے نزدیک اداۓ
 فرض سے زیادہ محبوب ہو۔ **ف** اور یہ حدیث
 اصل ہے صوفیہ کے ان دو اصطلاحوں کی قرب
 فرائض وقرب نوافل۔ اور میں نے ان دونوں کی
 حقیقت اور ان دونوں عنوانوں کا حدیث کے
 موافق ہونا کلید مشنوی و مسائل مشنوی میں ذکر کیا ہے
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
 اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہر آیت
 اللہ تبارک کو منظور ہوگی تو اس کا سینہ اسلام
 کے لئے کھول دیتے ہیں لہٰذا اس حدیث کو حاکم نے
 اور بیہقی نے زہد میں ابن مسعودؓ کی روایت سے
 نقل کیا۔ اور پوری حدیث یہ ہے کہ آپؐ عرض
 کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے آپؐ نے ارشاد
 فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہو تو اس کے
 سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فرخ ہو جاتا و عرض
 کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپؐ نے فرمایا
 ہاں وارغور و دنیا سے ہٹ جانا۔ اور دار الخلود
 (آخرت) کی طرف متوجہ ہو جانا۔ اور موت آنے سے
 پہلے اُس کے لئے تیار ہو جانا **ف** اس حدیث میں

قرب فرائض وقرب نوافل

قرب فرائض وقرب نوافل

ملا فی کمالہ الحدیث الثانی علی
فضل اهل الارشاد ظاہر معین
استنباطہ من الحدیث الاول
ایضاً لانه لما جعل مدار الفضل
مطلق العقل والتجربة فالذی
یتعلق بالذین بالاولی وکونه فی
اهل الارشاد مشاہد فہم
احق بهذا الفضل۔

الحديث اذ اتقرب الناس
بأنواع البر فتقرب انت بعقلك
ابو نعیم فی الحلیۃ من حدیث
علی اذا اكتسب الناس من أنواع
البر لیتقربوا بها الی ربنا عز وجل
فاكتسب انت من أنواع العقل
تسبهم بالزلفۃ والقربۃ اسنادہ
ضعیف قلت اورجہ المولوی الرضی
فی مشنویہ وشرح احسن شرح کما هو
دایم رحمہ اللہ تعالیٰ وفیہ اثبات
لفضل المعارف الدینیۃ واهلہا
وظاہران اعظم مصداقہ
عقل العرفاء

میں کہتا ہوں کہ حدیث ثانی کی دلالت مرشدین کی فضیلت
پر ظاہر ہی ہے اور (بعد تامل) اس کا استنباط حدیث
اول سے ہی اس طرح ممکن ہے کہ جب (بڑے شخص
کی) فضیلت کا مدار مطلق عقل و تجربہ کو بھیرا گیا
تو جس عقل و تجربہ کا تعلق دین سے ہو گا وہ تو بدرجہ
اولیٰ مدار فضیلت ہو گا اور ایسے عقل و تجربہ کا مشرین
میں ہونا مشاہدہ سے معلوم ہے تو وہ اس فضیلت
کے زیادہ مستحق ہونگے۔

حدیث۔ جب اور لوگ نیکی کے مختلف انواع
سے تقرب حاصل کریں تو تم اپنی عقل سے تقرب
حاصل کرو اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت علیؓ
کی روایت سے ذکر کیا اس طرح کہ جب اور لوگ
نیکی کے انواع کا اکتساب کریں تم عقل کے انواع
کا اکتساب کرو۔ تم ان سب سے نزدیک اور قرب
میں بڑھ جاؤ گے اور اس کی اسناد ضعیف ہے
میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو مولانا رومیؒ اپنی
مثنوی میں لائے ہیں اور اس کی نہایت خوبی
سے شرح فرمائی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے اور
اس میں اثبات ہے علوم دینیہ اور اس کے علماء
کی فضیلت کا اور ظاہر ہے کہ اس عقل مذکور فی
الحديث اکابر سے بڑا مصداق عارفین

اہل الطريق الذی یصلونہ ویوصلون
بہ الی المحبوب الحقیقی ومن ثم
قالوا رکعتا العارف افضل من العارف
رکعة غیر العارف۔

الحل یث ان للقرآن
ظاہرا وباطنا الحدیث
ابن حبان فی صحیحہ
من حدیث ابن مسعود
بنحوہ وتما مہ وحدا
ومطلعا دل علی

کون بعض القرآن بحیث لا
فی القرآن بحیث لا
یصل الیہ افہام
العوام والخواص
کالعوام وچر فلیس
لاہل الظاہر المنکیر
علی اہل الباطن
فی مثل تلک
العلوم اذالم
ینفعها الدلیل
القاطع

اہل طریقت کی عقل ہے جس سے محبوب حقیقی تک خود
پہنچتے اور دوسروں کو پہنچاتے ہیں اور اسی
جگہ سے کہا گیا ہے کہ عارف کی دو رکعت غیر عارف
کی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

حدیث۔ قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے ایک
باطن ہے اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن
مسعود کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ اور تفسیر اس کا
یہ ہے کہ نیز قرآن کے ظاہر و باطن کی ایک حد
(یہی ہے) کہ وہاں اہل ظاہر یا اہل باطن کا
ادراک ختم ہو جاتا ہے۔ اور ایک طریق اطلاق
(بھی) ہے کہ اُس طریق کے ذریعہ سے وہاں تک
ادراک کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ ظاہر قرآن کے
ادراک کا طریق لغات و عربیت و اسباب نزول وغیرہ
کی مہارت ہے اور باطن قرآن کے ادراک کا طریق
علوم مذکورہ کے ساتھ ذوق اجتہاد و نور معرفت و
امثالہا ہے علی اختلاف مراتب البطلون) ف
یہ حدیث اسپر وال ہے کہ بعض اسرار قرآن مجید میں
ایسے ہیں جن تک عوام اور خواص کا عوام کے
افہام کی رسائی نہیں ہوتی تو اس حالت میں اہل
ظاہر کو یہ حق نہیں کہ اہل باطن پر ایسے علوم میں
نکیر (واعتراض) کریں بشرطیکہ کوئی دلیل قطعی

کون بعض القرآن بحیث لا یصل الیہ افہام العوام والخواص کالعوام وچر فلیس لاہل الظاہر المنکیر علی اہل الباطن فی مثل تلک العلوم اذالم ینفعها الدلیل القاطع

قرآن کے بعض معانی کا اہل ظاہر سے نفی ہونا

من اللغاة

والشعر

الحديث الا حصى ثناء عليك
انت كما اثنيت على نفسك مسلم
من حديث عائشة انها سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول ذلك في سجدة اه دل الحديث
على امرين احدهما كون الحق سبحانه
وتعالى غير مدرك بالكنه لسيد
العالمين والعاملين فكيف لغيره من
العالمين والعاملين فان الاحصاء
بالشيء هو ادراكه بالكنه فانقضاء
الاحصاء انتفاء للدراك بالكنه و
الثاني كون علمه صلى الله عليه وسلم
غير محيط بالواقعيات فان مكالاته
تعالى من الواقعيات وقد جعل صلى الله
عليه وسلم علمه غير محيط به هذا

الحديث ان الله

سبعين حجبا من نور

لو كشفها لاحرقت

سجحات وجهه

نوی یا شرعی اُن علوم کی نفی نہ کرتی ہو اور نہ
انکار واجب ہے۔

حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ میں آپ کی مشارکا احاطہ نہیں کر سکتا
آپ ایسے ہی ہیں جیسا آپ نے اپنی خود شنا
فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی عنہا کی روایت
سے کہا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے منافی حدیث
دو امر پر دال ہے ایک یہ کہ حق تعالیٰ کا ادراک
بالکنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں
ہوا تو دوسرے کو تو کیا ہوتا کیونکہ کسی شے کا
احاطہ یہ ہے کہ اس کا ادراک بالکنہ ہو تو احاطہ
کا انتفاء ادراک بالکنہ کا انتفاء ہے۔ اور دوسرا
امر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام واقعات
کو محیط نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے مکالات واقعات
میں سے ہیں اور آپ اپنے علم کو ان کے لئے اُسکو
غیر محیط فرمایا ہے۔

حدیث حق تعالیٰ کے (سامنے) شتر حجاب ہیں

نور کے اگر وہ ان کو کھولیں تو ان کی ذات کے

انوار تمام اُن چیزوں کو جلا ڈالیں جن کو ان کی

بصر ادراک کرتی ہے (اور ظاہر ہے کہ ان کے

کروڑوں کی تعداد رکنا بالکنہ۔ دکن علم صلی اللہ علیہ وسلم پر خط

وہاں کہ انوار تمام واقعات میں سے ہیں اور آپ اپنے علم کو ان کے لئے اُسکو

فاما ما رآه بصره ابو الشیخ ابن حبان
فی کتاب العظمة من حدیث
ابی ہریرة بین اللہ و بین
الملائكة الذین حول العرش
سبعون حجابا من نور و اسنادہ
ضعیف و فیہ ایض من حدیث
انس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لجبریل
هل تری ربک قال ان
بینی و بینہ سبعین حجابا
من نور و ظلمة و فی الزکبر
للطبرانی من حدیث سہل
بن سعد دون اللہ تعالیٰ
الف حجاب من نور و
ظلمة و لمسلم من حدیث
ابی موسیٰ حجابہ النور
لو کشفہ لاحت سبحات
و جہہ ما انت ہی الیہ
بصرہ من خلقہ و لا ینفاج
ادراکہ بصرہ قلت
و لمسلم فی روایة الذر

ادراک بصر سے کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ
ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں (روایت کیا انکو
ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب العظمة میں ابو ہریرہ
کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور ان ملائکہ کے
درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی میں ہیں ستر حجاب
نور کے ہیں اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور
اسی کتاب میں حضرت انسؓ کی روایت سے ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل
علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو دیکھتے ہو
انہوں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان میں
ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور طبرانی کے اکبر
میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے کہ حق تعالیٰ
کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے اور مسلم
میں ابو موسیٰ کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب
نور ہے اگر وہ ان کو کھول دیں تو ان کی ذات کے
انوار تمام ان مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک انکی
بصر پہنچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ ان کی بصر کی
رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا
کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں اور کہ
بصرہ ہے (جیسا سب سے اول روایت میں تھا)
میں کتابوں کہ سلم کی ایک آیت میں سبحان اللہ کے (اندر ہی

روایت کا شیخ زنادی میں اور ادراک بالکشف کا آخرت میں ہے

الشفوف درویدہ الحق فی الحال و اذ الدار کدہ فی المال

النار وفي كذا العمال (ج ۲ ص ۲۵۹) برواية الطبراني في الكبير عن ابن عمر وسهل بن سعد بعد قوله وظلمة نريادة ما تسمع نفس من حسن تلك الحجب الازهدة اه فافيه اثبات للحجب بين العبد وبين ربه تعالى وهذا الاطلاق شائع على السنة الصوفية وفيه امتناع له وية الله تعالى في الحال مطلقا وفي المال برفع حجاب الكبرياء الذي حاصله الادراك بالكنه -

الحديث قلب العبد بين اصبعين من اصابع الرحمن مسلم من حديث عبد الله بن عمرو ف في الحديث كون بعض احوال القلب غير اختياري مطلقا وبعضها غير اختياري بالاختيار

النور کے (النار ہے) یعنی اُن کا حجاب نار ہو اسی نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرمایا اور کفر لہما میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر اور سہل بن سعد کے وظلمة کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ کوٹن لے کہ نور داخل جائے ف اس حدیث میں اثبات ہے حجابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں اور لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا متنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور فی المال (یعنی آخرت میں) حجاب کبریٰ کے مرتفع ہو جانے سے جس کا حاصل ادراک بالکنہ ہر دو حالت علی الاستلغ اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو جو کہ مقدمہ ہے رویت کا مستلزم الغد ام درک فرمایا اور الغد ام میں رویت متنع ہے۔

حدیث بندہ کا دل حق تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ذکر کیا اسکو مسلم نے عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے ف اس حدیث میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقا غیر اختیاری ہونا اور بعض کا اختیاری ہونا کے اعتبار سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے ز اور انگلیوں کی

المستقل

الحديث الحجريين الله في
الارض الحاکم وصحة من حديث
عبد الله بن عمر وقت وزاد في
كتاب الحج من حديث ابن
عباس يصاخر بها خلقه
ف في الحديث كون بعض
الاشياء المعظمة مظاهر
لبعض التجليات الالهية
وبناء على ذلك المظهرية سمي
الحجريين تجوزاً -

الحديث اني لاجد نفس
الرجل من جانب اليمين احمد
من حديث ابی هريرة في حديث
قال فيه واجد نفس رجلك من
قبل اليمين ورجاله ثقبات
ف فيه ثانی ما قبله حيث
سمي البركات الخاصة لبعض
الكل نفس الرجل بناء على ذلك
التجلی (ونفس هذا الحركة الفاء)
الحديث حديث تبسم الحصى

معنى كوزا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے)۔

حديث حجر اسود (گویا حق تعالیٰ کا دست
مبارک ہے دنیا میں حاکم نے مع تصحیح اسکو عبد اللہ
بن عمر کی روایت سے نقل کیا اور کتاب الحج
میں ابن عباس کی روایت سے یہ اور زیادہ کیا
کہ اس سے اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرما دینگے
ف اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بعض کائنات
منظّمہ بعض تجلیات الہیہ کے مظاہر ہوتے ہیں اور
اسی مظہریت کی بنا پر حجر اسود کو دست مبارک
مہازا فرمایا گیا (اس سے زیادہ گفتگو اس مضمون
میں نہ کرنا چاہئے)۔

حديث في حق تعالى كاد مبارك بين في
سے پاتا ہوں احمد نے ابو ہریرہ رضی کی روایت سے
اس حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا
ہے کہ میں تمہارے رب کا دم مبارک بین کی طرف
سے پاتا ہوں اور اس کے رجال ثقہ ہیں ف
اس میں یہی وہی مسئلہ مذکور ہے جو اس کے قبل
کی حدیث میں تھا اس حیثیت سے کہ بعض کائنات
کی برکات خاصہ کو رحمن کا دم مبارک فرمایا اسی
تجلی خاص (کی مظہریت) کی بنا پر -

حديث سنكرزوں کے تہیج کی حدیث احو

مظاہرۃ الہیہ و تجلیات

۱۸

مسکوکہ در حدیث

ما قبل سنکرا

البيہقی فی دلائل النبوة من حدیث
ابن ذرہ وقال صالح بن ابی الاحصی لیس
بالحافظ والمحفوظ ماویۃ رجل من بنی
سلیح یم فافیه اثبات للشعور
فی الجمادات وهو من جملة المحسوس
عند اهل الكشف۔

الحديث الشراك

اخفی فی امتی من دبیب
التمل علی الصفا ابو یعلی
وابن عدی وابن حبان
فی الضعفاء من حدیث
ابی بکر ولاحمد و
الطبرانی بخوة من
حدیث ابی موسیٰ
فافیہ ما یدل
علیہ اهل الارشاد
سألکی الطریق من
التدقیق فی الاعمال
الباطنة ویعدہ
اهل الظاہر غلوا
وتشددوا۔

بیہقی نے دلائل النبوة میں ابو ذر کی روایت
سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ صالح بن ابی الاحصی حفظ
نہیں ہے اور محفوظ بنی سلیم کے ایک شخص غیر معلوم
الاسم کی روایت ہے ف اس میں جمادات کے
ذی شعور ہونے کا اثبات ہے اور اہل کشف کے
نزدیک تو یہ منجملہ محسوسات کہے۔

حدیث شرک میری امت میں (یعنی بعض
میں) اصاف پٹان پر چوٹی کے چلنے کی آواز
سے بھی زیادہ خفی ہوگا۔ ذکر کیا اس کو ابو یعلیٰ اور
ابن عدی نے اور ابن حبان نے ضعف میں ابو بکر
کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے اسی کے
قریب ابو موسیٰ کی روایت سے نقل کیا ہے
ف اس حدیث میں وہ امر مذکور ہے جو اہل ارشاد
سالکان طریق کو جملاتے رہتے ہیں یعنی اعمال
باطنہ میں تدقیق (وکاوش) اور اہل ظاہر اس کو
غلوا وتشدد شمار کرتے ہیں (اور اس وجہ سے
اہل طریق پر انکرا کرتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے شرک کا ایک درجہ ایسا خفی ارشاد
فرمایا اور ظاہر ہے کہ مقصود اس تنبیہ سے اہتمام
تحرز ہے یہ تدقیق نہیں تو کیا ہے مگر متق نہیں جو

تاریخ الامم والملوک
شعبہ طبرانی

۱۹

درجہ تنبیہ

الدقیق فی الطرق

كتاب الصلوة

الحديث ان اقرب
ما يكون العبد الى الله ان
يكون ساجدا من حديث
ابي هريرة فيه كون حقيقة
قرب العابد وراء العلم
لان قرب العبد الى
لا يختص بالعابد وهو
القرب الخاص بالامور
بخصاله -

الحديث من صلى ركعتين
لم يحداث فيهما نفسه بشئ
من الدنيا عفر له ما تقدم
من ذنبه ابن ابي شيبة في
المصنف من حديث صلة بن
اشيم مرسل وهو في الصحيحين
من حديث عثمان بن زيادة في اوله
دوز قوله بشئ من الدنيا وزاد
طس الاجاز فيه ان حديث
النفس الذي يغفل بهما الصلاة
هو ما كان عن قصد واختار كما هو

کتاب الصلوة

حدیث سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ رضی روایت ہے کہ اس حدیث میں اس پر نکالت ہے کہ اہل طاعت کے قرب کی حقیقت قربِ علی کے سوا ہے کیونکہ قربِ علی تو اہل عبادت کے ساتھ خاص نہیں (اور یہاں ساجد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے) اور یہ وہ قربِ خاص ہے جو جبکی تحصیل کا امر کیا گیا ہے۔

حدیث جو شخص ایسی دو کتبیں پڑھے جنہیں
اپنے نفس سے کسی قسم کی دنیا کی باتیں نہ کرے
اس کے تمام گزشتہ گناہ بخشہ جاتے ہیں
روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے صلبہ بن شیم
کی حدیث سے مرسلًا اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت
عثمان کی روایت سے اول میں زیادت کے ساتھ
ہے اور اس میں بشیٰ من الدنیا نہیں ہے۔ اور
طبرانی نے اوسط میں الا بخیر بڑھایا ہے۔ اس
حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو حدیث النفس کمال
صلوٰۃ میں نخل ہے وہ وہ ہے چھتھہ و اختیار
سے ہو۔

وہ خاص کا علاوہ عرب علی کے ہوتا

كون القرب الخاص وراء القرب العلوي

7

اقتباس من حديث في الامارة

مدلول قولہ یہ حدیث فان
التحدیث غیر التحدیث ثم
هو لا یذم مطلقا بل ما کان
من الدنیا واما ما کان من
الآخری الدین فانه غیر
مذموم لکنه حضور الضرری
وبہ خرج الجواب عما یورد
على قول عمر بن الخطاب لا یجوز
جیشی وانا فی الصلوۃ واما
غیر الضرری فینقیض قولہ
علیه السلام فی مثل هذا
الحديث مقبلا علیہما بقلیہ
لون الاقبال علی الصلوۃ
لا یجتمع مع الاقبال علی غیر
الصلوۃ وخبیر الضرری هو
ما ادى علیہ راعی اخذا
من قوله من الدنیا و
قوله الا بخیر فی
هذا الحديث
ولیراجع
الی المحققین

جیسا کہ محدث کا لفظ اسپردال ہے کیونکہ تحدیث
اور ہے اور تحدث اور (اور حدیث میں تحدث آیا
ہے) پھر وہ (حدیث النفس اختیاری) بھی علی الاطلاق
مذموم نہیں بلکہ وہ (مذموم ہے) جو دنیا کی قبیل سے
ہو اور جو غیر یعنی دین ہے وہ مذموم نہیں لیکن یہ
(مذموم نہ ہونا) ضروری کے ساتھ خاص ہے اور
اسی سے اس اشکال کا جواب نکل آیا جو حضرت
عمرؓ کے قول پر وارد کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں
کہ میں اپنے لشکر کی تیاری کیا کرتا ہوں اور نماز کی
حالت میں ہوتا ہوں (حاصل جواب یہی ہے کہ یہ
حدیث النفس کو اختیاری ہو مگر دین اور ضروری) ۲۱
باقی جو غیر ضروری ہو اس کی نفی اس حدیث سے
ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک ایسی ہی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ان دو
رکعتوں پر اپنے قلب سے متوجہ ہے (اور یہ نفی)
اس لئے (ہوتی ہے) کہ توجہ لئے الصلوۃ توجہ الی
غیر الصلوۃ کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور اس ضروری
(یہی حدیث النفس) کے جائز رکھنے کی طرف
میری رائے کی رسانی ہوتی ہے جس کو من الدنیا
اور الا بخیر سے انہذا کیا ہے جو اس حدیث میں ہے
دو صحیحین سے ہی چرچ کر لیا جائے۔

الحديث انما الصلوة تمسكن
ودعاء وتضرعت بنحو
من حديث الفضل بن عباس
باسناد مضطرب ومتما
انما الصلوة تمسكن وتواضع
وتضرعت وتادرو
تقنع يدك فتقول اللهم
اللهم من لم يفعل فحي
خارج قلت وفي الترغيب
باب التهيب من عدم
اقام الركوع عن سنن الترمذي
والنسائي وصحیح ابن خزيمة
في اخر الحديث وتقنع يدك
يقول ترفعها الى ربك مستقبلا
ببطونها وجهك ونقول يارب
يارب ومن لم يفعل ذلك فهو
كذا كذا الهادي ناقص في الفضيلة
لا في الصحة قلت حل علم مطلوبية الخشوع
في الصلوة وعلم مشروعية الدعاء
عقليا للصلاة كما هو معتاد الصلوة
والله لا يفتن رفع يديك في الدين

حديث نماز توان چیزوں کا نام ہو انہاں رکنت
اور دعا اور تضرع روایت کیا اس کو ترمذی نے
اور نسائی نے اس کے قریب قریب فضل بن
عباس کی حدیث سے باسناد مضطرب اور
پوری حدیث (احیاء میں) اس طرح ہے کہ نماز
ان چیزوں کا نام ہے انہاں رکنت اور تواضع
اور تضرع اور رقت قلب اور انہاں ندامت اور
یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللهم اللهم کہو (یعنی دعا کرو)
جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادا ہو رہی ہے میں
کہتا ہوں کہ تقنع یدیک الہ کو ترغیب میں بھی
ترمذی اور نسائی اور صحیح ابن خزيمة سے نقل کیا
ہے یعنی دونوں ہاتھ پروردگار سے دعا کرنے کے
لئے اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف
ہے اور یارب یارب کہو اور جو ایسا نہ کرے اس کی
نماز ناقص ہے اور اس کے ترک کو جو موجب نقصان
فرمایا گیا ہے یہ نقصان فضیلت میں ہے نہ کہ
صحہ میں **ف** دو چیزوں پر اس سے دلالت
ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے
نماز کے بعد دعا کا مشروع ہونا جیسا صلحا اور
نمازیوں میں مستحکم ہے کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا
نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔

الحديث اذا صليت فصل

صلوة مودع ابن ماجة من حديث
ابن ايوب واليمن حديث سعد
بن ابى وقاص وقال صحيح الاسناد
والبيهقي في الزهد من حديث
ابن عمر ومن حديث النضر
بن عوف فيه تعليم طريق
تكميل الصلوة بمراقبة احتمال
كون هذه الصلوة اخر الصلوة
وهي عجيب يشاهده من
جرب -

الحديث حديث عائشة

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يحدثنا ونحن نعلمه فاذا حضرت له
الصلوة كان له لم يعرفنا ولم يعرفه
الا نردى في الصنعاء من حديث
سويد بن غفلة مرسل كان النبي
صلى الله عليه وسلم اذا سمع الاذان
كان له لا يعرف احدا من الناس في
هذا هو الولد والعشق الذي يتركه
الكثر اهل الظاهر

حديث جب تم نماز پڑھو تو اس شخص کی سی نماز
پڑھو جو دنیا کو چھوڑنے والا ہو (اور اس وجہ سے
اس نماز کو آخری نماز سمجھنے والا ہو) روایت کیا
اس کو ابن ماجہ نے ابو ایوب کی حدیث سے اور
حاکم نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے اور
حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا اور بیہقی نے
زہد میں ابن عمر کی حدیث سے روایت کیا اور
النضر کی حدیث سے اس کے قریب قریب
اس حدیث میں تعلیم ہے طریقہ تکمیل نماز کی اس
مراقبہ کے کہ یہ احتمال رکھے کہ شاید یہ آخری نماز
ہو اور یہ طریق عجیب ہے جو تجربہ کر لیا مشاہدہ کر لیا

۳۳

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے اور ہم
آپ سے باتیں کرتے مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو
آپ کی یہ حالت ہو جاتی گویا نہ آپ ہم کو پہچانتے
ہوں اور نہ ہم آپ کو ازوی نے صنعاء میں سوئے
بن غفلة کی حدیث سے مرسل روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان سنتے
تھے تو یہ حالت ہو جاتی کہ گویا آپ کسی کو بھی نہیں
پہچانتے یہ وہی از خود رفتگی اور غمت ہے
جسکے اکثر اہل ہر گز میں (اور صدقہ جسکے قائل ہیں)

طریقہ تکمیل الصلوة

الذی والعشق

الحل یث لا ینظر الله الی
صلوة لا یحضر الرجل فیها قلبه
مع بدنه لہ اجدہ بعد اللفظ
وروی محمد بن نصر فی کتاب
الصلوة من روایة عثمان بن
ابی دھریش مرسلًا لا یقبل الله
من عبد عمل بحق یشہل قلبہ
مع بدنه ورواہ ابو منصور
الدیلمی فی مسند الفرجوس
من حدیث ابی بن کعب و
اسنادہ ضعیف۔

فافیہ دلالة صریحة
على كون احضار القلب
الاختیاری لا الحضور الغیر
الاختیاری شرط القبول
الطاعة۔

الحل یث رای راجلا
یعبث بلحیة فی الصلوة
وقال لو خشم قلبه لاحتجت
جوارحه التحکیم فی النواذر
من حدیث ابی ہریرة

حدیث اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف نظر بھی
نہیں فرماتے جس میں آدمی اپنے قلب کو اپنے
بدن کے ساتھ حاضر نہ کرے میں نے اس حدیث
کو ان لفظوں سے نہیں پایا اور محمد بن نصر نے
کتاب الصلوة میں عثمان بن ابی دھریش کی
روایت سے مرسل گویہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کسی بندہ سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔
یہاں تک کہ اس کا قلب اُس کے بدن کے ساتھ
حاضر ہو اور اس کو ابو منصور دلمی نے مسند الفرجوس
میں ابی بن کعب کی حدیث سے روایت کیا،
اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

ف اس میں صریح دلالت ہے اس پر کہ قلب
کا حاضر رکھنا جو کہ فعل اختیاری ہے شرط ہے
قبول طاعت کی نہ کہ قلب کا حاضر رہنا جو کہ
امر غیر اختیاری ہے (اور احضار کا شرط نہ کہنا
تفريط ہے اور حضور کا شرط نہ کہنا افراط ہے)۔

حدیث آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز
میں ڈاڑھی سے شغل کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا
کہ اگر اس کا قلب خشوع والا ہوتا تو اس کے
جوارح بھی خشوع والے ہوتے۔ اس کو حکیم ترمذی
نے نوادر میں ابو ہریرہ سے سنہ ضعیف سے

اشترط احضار القلب شرط لا قبول
احضار قلب کا شرط قبول ہونا

بمسند ضعیف والمعروف
انه من قول سعيد بن
المسيب راواه ابن ابی شيبة
في المصنف وفيه رجل لم
يسم فانه كذب
دعوى المباطن اذا خالفه
الظاهر -

الحديث حديث النهي
عن صلوة الحاقن الى قوله
ومن حديث عائشة رآه
صلوة بخضرة طعام ولا هو
يدفعه الا خبثان ف
فيه اصل ما عليه اهل
الطريق من قطع
الاسباب

المشوشة

الحديث حديث ان ابا
طلحة صلى في حائط له فيه شجر
فاعجمه ريش طائر في الشجر الحديث
في سجدة في الصلوة وتصدقه
بالحائط ما لك

روایت کیا ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ سعید بن جب
کا قول ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں اور اس کی سند میں ایک ایسا شخص
ہے جس کا نام نہیں بتلایا گیا اس میں
اس پر دلالت ہے کہ باطن کا دعویٰ کرنا کذب ہے
جبکہ ظاہری حالت اُس کے خلاف ہو بلکہ
باطن جب درست ہو گا ظاہر ضروری درست ہو گا
حدیث جس میں ممانعت ہے نماز پڑھنے سے
ایسے شخص کے جس پر پیشاب پانچخانہ کا دباؤ ہو
اس قول تک کہ مسلم نے حدیث عائشہ رضی
روایت کی ہے کہ کھانے کے سامنے آنے پر نماز
انہیں اور نہ ایسی حالت میں کہ پیشاب پانچخانہ
اس سے کشاکشی کرتے ہوں ف اس
حدیث میں اصل ہے اہل طریق کے اس معمول
کی کہ وہ اسباب مشوشہ قلب کو قطع کرتے
ہے میں -

حدیث یہ روایت کہ ابو طلحہ نے اپنے ایک
بلخ میں نماز پڑھی جس میں ایک درخت تھا اس
درخت میں ان کو ایک پرندہ کا پر خوشنا معلوم ہوا
پوری حدیث ان کے سہو فی الصلوة اس بلخ کو
صدق کرنے کے باب میں ہے امام مالک نے

اصول احمدیہ الامام احمدیہ
اصول احمدیہ الامام احمدیہ

۲۵
فصل الاسباب المشوشة

عن عبد الله بن
ابی بکر ان ابا طلحة
الانصاری فذکر
بخوة **ق** فیہ
اصل الخیرۃ یعفی
ازالة ما ینعہ عن
المحبوب و
المطلوب
الحديث ارخایا بلال
قطفی العلل من حدیث بلال
ولابی داؤد بخوة من حدیث
رجل من الصحابة لم یسم
باسناد صحیح **ق** الحدیث
عملان الراحة بالاستغفار
بالصلوة ومقدمتها والاولی
راحة بالفراغ عنها والاولی
راحة اللقواء والثانیة راحة
الهناء واما الراحة بحط الاثقال
فخط المحبوبین وعلامتها
عدم اسرارها عنهم
بالاستغفار

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے کہ ابو طلحہ
انصاری نے الخیر سے پھر اسی طرح ذکر کیا (جیسا
اوپر گذرا **ق** اس حدیث میں حال غیرت
کی اصل ہے یعنی ایسی چیز کو پٹنے سے جدا کر
دینا جو کہ محبوب اور مطلوب سے مانع ہو رہا
ان صحابی کو بلغ کی طرف توجہ ہونے سے نماز
میں سہو ہوا انہوں نے اس کو اپنی ملک سے
خارج کر دیا) ۔

حدیث لے بلال ہم کو راحت دے۔
دارقطنی نے علل میں حدیث بلال سے روایت
کیا اور ابوداؤد نے اس کے قریب بساند صحیح
ایک ایسے صحابی کی حدیث سے روایت کیا
جن کا نام نہیں لیا گیا **ق** اس حدیث کے
دو محل ہیں ایک راحت دنیا نمازیں اور اسکے
مقدمات میں مشغول ہونے کے ساتھ اور دوسرے
راحت دنیا نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ
پہلی راحت راحت لقائ کی ہے اور دوسری راحت
راحت رضا کی ہے (اور دونوں مطلوب ہیں)
باقی یہ راحت کہ بوجھ ارت گیا یہ خط ہر مجتہد
کا اور اس راحت کی علامت یہ ہے کہ وہ
لوگ مشغولی سے راحت نہیں پاتے جیسے

کفر جہم بالاقطار
دون الصوم بخلاف
حال الواصلین فان
لہم بالصوم فرجة
وبالافطار فرجة
الحديث قال ابن ہريرة
كيف الحياء من الله قال
تستحي منه كما تستحي من
الرجل الصالح من قوامك
الحراطين في مكام الاخلاق حق
في الشعب من حديث سعيد
بن زيد مرسل بخواتم وارسله
حق بزيادة ابن عمر في السند
وفي العلل قطع عن ابن عمر له
وقال انه اشبه ثقي بالصواب
لوردة من حديث سعيد بن زيد
احد العشرة ف فيه
تسهيل للاستحياء المانع
عن المعصية باستحضار
لور اني فلان الصالح من
قوامي ما اقدمت عليها

وہ لوگ افطار سے خوش ہوتے ہیں روزہ سے
خوش نہیں ہوتے بخلاف حال واصلین کے کہ انکو
روزہ سے بھی ایک فرحت ہوتی ہے (فرحت
القائم) اور افطار سے دوسری فرحت ہوتی ہے
(فرحت رضا)۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ
سے جاکرنا کیسے ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس
سے ایسی جاکر دو جیسے اپنی قوم کے مرد صالح
سے کرتے ہو۔ خواطی نے منکارم اخلاق میں
روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب میں حدیث
سعد بن زید سے مرسل روایت کیا اسی کے
قریب اور بیہقی نے سند میں ابن عمر کی زیادتی
کے ساتھ روایت کیا اور علل میں دارقطنی نے
ابن عمر سے ان ہی کا قول روایت کیا اور یہ
بھی کہا کہ یہ صواب کے مشابہ تر ہے بوجہ اسکے
کہ سعید بن زید کی حدیث سے وارد ہوا ہے
جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ف اس میں
اسان طریقہ کی تعلیم ہے جیسا کہ جو کہ مانع ہے
معصیت ہے اس طور پر کہ اس امر کو مستحضر
رکھا جائے کہ اگر مجھ کو فلاں بزرگ میری قوم
کا دیکھتا ہوتا تو میں معصیت پر کبھی اقدام نہ کرتا

قط فأن لله احق ان يستغنى
منه -

الحديث حديث الوتر
سبع عشرة ابن المبارک
من حديث طاؤس مرسلا
کان یصلی سبع عشرة رکعة
من اللیل ف فیہ عدم
محدد صلوة اللیل بعشر
اواثنی عشر فلا ینکر
علی ما کان بعض
المشائخ یصلون مائة
رکعة اواکثر
باللیل -

الحديث حديث لولا
صبيان راضع ومشائخ رکم
الحديث حتى وضعفه من
حديث ابی هريرة وقامها
وجاء ثم رتم لصب علیکم
العذاب صبا ف فیہ
قطع لعرق العجب
مراقبة الاستفادة

توحق تعلق اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے
حیا کی جائے -

حديث وتر یعنی صلوة اللیل جس میں
تہجد اور وتر دونوں آگئے (سترہ رکعت ہیں
ابن مبارک نے طاؤس کی حدیث سے روایت
کیا ہے کہ آپ شب میں سترہ رکعت پڑھتے
تھے (تہجد و وتر کی) ف اس حدیث میں
اس پر دلالت ہے کہ صلوة اللیل دس یا بارہ
رکعت کے ساتھ محدود نہیں پس اس عادت
پر انکار نہ کیا جائے گا کہ بعض مشائخ شب میں
سو رکعت یا زیادہ پڑھتے تھے (اور یہ زیادت
تحدیدات پر زیادت نہیں ہے اور یہ فرق سمجھنا
اکثر موقوع پر مجتہدین ہی کا کام ہے) -

حديث - اگر شیر خوار بچے نہ ہوتے اور
کوزہ پشت بوڑھے نہ ہوتے اس کو پہننے نے
ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور
ضعیف بھی کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے
اور چرنے والے بہائم نہ ہوتے تو تم پر عذاب
بارش کی طرح برستا ف اس میں خود بینی
کی جڑ قطع کر دی گئی ہے اس طرح سے کہ ایسے
لوگوں سے فائدہ حاصل ہونے کا مراقبہ کیا جائے

من يستحقون

الحديث أحب الأعمال إلى
الله أدومها وإن قل أخرجاه من
حديث عائشة رضي الله عنها وهذا
مما لا يختلف فيه اثنان من
أهل الطريق -

الحديث حديث عائشة
من عبد الله عبادة ثم تركها
ملافة مقتله الله ورواه ابن السني
في رياضة المتعبدين موقفا على
عائشة رضي الله عنها له درجا
أدناه الحرمان من المحبة الخاصة
وان اريد به المتبادر فيميل
على الافضاء اليه في الأكثر
وصرح به أهل البصيرة و
التجربة من أهل الطريق ان
الاعراض له بداية وهو الترك
ونهاية وهو مقتله العبد
لله تعالى الموجب لمقتله
الله تعالى له نغوزب الله
من الحور

جو حقیر سمجھے جاتے ہیں۔

حدیث سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو وہ
عمل ہے جو دائم ہو گو قلیل ہی ہو اس کو بخاری
و مسلم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے روایت
کیا ہے **ف** اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہل
طریق میں سے دو شخصوں میں بھی اختلاف نہیں
حدیث حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ جو شخص
کوئی عبادت شروع کرے پھر اسکو اکتا کر چھوڑ دے
اللہ تعالیٰ اس کو مبغوض رکھتا ہے اور ابن السنی
نے اس کو ریاض المتعبدين میں حضرت عائشہؓ
پر موقوفاً روایت کیا ہے **ف** مبغوضیت کے
درجات ہیں ادنیٰ درجہ محبت خاصہ سے محروم ہو
جانا ہے اور اگر معنی متبادر ہی مراد لے جاویں
(یعنی نفرت و عداوت) تو اس پر محمول کیا جاوے گا
کہ اس (درجہ متبادرہ) کی طرف اکثر مفضی ہو جاتا
ہے اور اہل طریق میں اہل بصیرت و اہل تجربہ
نے اس کی تصریح کی ہے کہ اعراض کی ایک
ابتداء ہے اور وہ ترک ہے اور ایک انتہاء ہے
اور وہ بندہ کا بغض کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ
جو موجب ہو جائے اللہ تعالیٰ کے بغض کو بندہ
کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے نازل ہے

الروایۃ علی الأصل
مراد ہے اصل

بجائے تواتر الوداع
بجائے تواتر الوداع

بعد الکور فلا یرد

لزوجم وجوب المسحب

والملاۃ

احتدانا

عن العذر

کتاب الزکوۃ

الحديث طلب الحلال فريضة

بعد الفريضة الطبرانی والبيهقي

في شعب الايمان من حديث

ابن مسعود بسند ضعيف

فيه ان الاشتغال بالمعاد

لا يمنع الاشتغال

بالمعاش الضروري كما

يزعمه الغلاة

الحديث من لم يشكر الناس

من لم يشكر الله ترحمه

من حديث ابی سعید له و

لابی داؤد وابن حبان نحوه

من حديث ابی هريرة وقال

حسن صحيح فيه ان

بعد ترقی کے پس (اس تقریر کے بعد) یہ اعتراض

واقع نہیں ہوتا کہ اس سے سحب کا واجب ہونا

لازم آتا ہے اور ملالت کی جو قید لگائی یہ اخر از

ہے عذر سے (کیونکہ عذر سے ترک کرنا اسکے لئے

بلکہ نقص اجر کے لئے بھی موجب نہیں)۔

کتاب الزکوۃ

حديث حلال روزی کا تلاش کرنا فرض ہے

بعد (یعنی) فرائض کے اس کو طہرائی نے اور

شعب الايمان میں بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث

سے بسند ضعیف روایت کیا ہے ف اس میں

دلالت ہے اس پر کہ معاذ میں مشغول ہونا مانع نہیں

ہے ضروری معاش میں مشغول ہونے سے جیسا

اہل غلو سمجھتے ہیں (بلکہ معاذ میں اعانت و تقویت

کا سبب ہوتا ہے)۔

حديث - جو شخص آدمیوں کا شکر گزار نہ ہو

وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں اسکو ترمذی

نے ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا اور حسین

کی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے اس کے قریب

قریب ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا اور

اسکو حسن صحیح کہا ف اس حدیث میں اس پر دلالت

علم الثانی بن المعاد دین المعاش الضروري

بجو شخص آدمیوں کا شکر گزار نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں

اداء حقوق الحق تعالیٰ لا
یوہن حقوق الخلق ببل
یؤكدہا لاسیما عباد یعینون
علی الوصول الی الحق کالمشتاق
وعلی تاکد حقوقہم من
اطاعتہم وتجبیاہم لامل
مستقلة غیر ہذا۔

الحديث من اسدی
الیکم معروفا فافشوا
الحديث دن من حدیث
ابن عمر باسناد صحیح
بلفظ من صنع وتمامہ
فان لم تستطیعوا
فادعوا له حتی تعلموا
انکم قد کافأتموه
فافیہ ما فی ما
قبلہ۔

الحديث حدیث اخر
لعیالہ قوت سنة اخراجہ
من حدیث عمر کان یعضل
نفقة اهل سنة فافیہ

کہ حق تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا حقوق خلائی کو
ضعیف نہیں کرتا بلکہ اس کو مؤکد کرتا ہے خصوص
ایسے بندوں کے حقوق کو جو کہ وصول الی الحق
میں معین ہوتے ہیں جیسے مشائخ (وہادین) اور
ان حضرات کے حقوق یعنی ان کی اطاعت و تعظیم
کے مؤکد ہونے پر علاوہ اس حدیث کے اور متقل
دلائل بھی ہیں۔

حدیث جو شخص تہکے ساتھ کچھ احسان کرے
تم اس کی مکافات کرو اس کو ابو داؤد اور نسائی نے
ابن عمر کی حدیث سے باسناد صحیح لفظ من صنع
سے روایت کیا ہے (بجائے اسدی کے اور اصل
دو دنوں کا ایک ہی ہے) اور پوری حدیث یہ ہے
کہ اگر تم کو (مکافات کرنے کی) استطاعت نہ ہو
تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم کو یہ معلوم ہونے
لگے کہ تم نے اس کی مکافات کر دی **ف** انہیں
بھی وہی مضمون ہے جو اس سے پہلی حدیث میں
تھا (یعنی شکر یہ محسن)۔

حدیث اپنے اپنے عیال کے لئے ایک سال
کا غلہ جمع فرمایا اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عمر
کی حدیث سے روایت کیا کہ آپ اپنے اہل کا سا
بھر کا خرچ جدار کھ لینے تھے **ف** اس سے

عقل السائق
عمر بن الخطاب

عن عائشة بن الخطاب رضى الله عنه
عن عائشة بن الخطاب رضى الله عنه

ان الادخار لمصلحة لا ينافي
التوكل ولا كماله لعدم الكلام
في كمال توكله صلى الله عليه
وسلم بشي عامة لمصلحة
العالم او لمصلحة النفس من
تحصيل الاطمينان وانزاله
الشوش لان الطبائع مختلفة
فطرة وتيسر لبعضها الاجتماع
بدون اسبابه فكان ادخاره
صلوات الله عليه وسلم توجاه هو لا
مع عدم افتقاره صلى الله عليه
في الاجتماع الى الاسباب هذا -

الحديث اخفاء كسرهم
قوم فأكبروه من حديث
ابن عمر ورواه في المراسيل
من حديث الشعبي مرسل
بسند صحيح وقال مري متصلا
وهو ضعيف ولا نحوه من حد
معبد بن خالد الانصاري
عن ابيه وصححه اسناده
فيه

ثابت هو ان كل مصلحت من (بقدر ضرورت)
ذخيرة تركه لينفذ توكله من انفي في اورنه كمال
توكله كينونة حضور صلى الله عليه وسلم كمال
هون في من كسي كوي بهي كلام انيس بغير مصلحت
عام في خواه عيال كى مصلحت به خواه النفس كى
مصلحت به نيتي تحصيل الطمان وازالة الشوش
كينونة طبع فطرة مختلفة هون في من بعضون كوي
يكسوفى بدون اسباب يكسوفى كى ميتة نيت
هون في من حضور صلى الله عليه وسلم كاذخيرة ذوالنينا
اي كوي كوي پر رحمت اور شفقت متقى باوجود كوي
آپ كوي كسوفى من اسباب كى حاجت نه تقي
خوب سمجھ لو -

حديث جب تہا ہے پاس كى قوم كاسر
آئے قرآن كى كرام كوي روايت كيا اسكو ابن ماجہ
نے ابن عمر كى حديث سے اور ابو داؤد نے مرسل
میں شعبى كى حديث سے بسند صحيح روايت كيا
اور كہا كہ یہ متصل كيجي روايت كيا كيا ہے مگر
ضعيف ہے اور حاكم نے اس كے قريب قريب
معبد بن خالد الانصاري كى حديث سے نقل كيا
جب كوا انہوں نے اپنے باپ سے روايت كيا اور
اس كے اسناد كى تصحيح كى ف اس میں اس

متمسك لما عليه اهل
الطريق من حسن المعاشرة
مع كل احد بما يناسب
مرتبتہ۔

کتاب الصوم

الحديث النظر لهم مسموم من
سهم ابليس الحديث له وصح اسناده
من حديث حذيفة فافيه عدم
استضعاف الصغار من الذنوب فانه
قد يفوق مفسداته على الكبار لا سيما
النظر الذي ينشأ عن الشهوة او ينشأ عنه
الشهوة حالاً او مآلاً وهو كما قال
بعض اهل التجربة بالفارسية

درون سينه من زخم بے نشان زده
بجهر تم کہ عجب تیر بے کماں زده

کتاب الحج

الحديث احديث من رزق في شئ
فيلزمه ومن جعلت معيشة في
شئ فلا ينتقل عنه حتى يتغير عليه

عادت کی دلیل ہے جو اہل طریق کا معمول ہے کہ ہر
شخص کے ساتھ (بلا تخصیص نیک و بد کے) ایسی
حسن معاشرت کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ
کے مناسب ہے۔

حدیث نظر (بر) ایک زہر کو دیتا ہے ابلیس
کے تیروں میں سے اس کو حاکم نے حذیفہ کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور اس کے اسناد کی تصحیح کی

ف اس میں دلالت ہے کہ صغیرہ گناہوں کو
سرسری نہ سمجھے کبھی اس کا مفسدہ کبار سے
بھی بڑھ جاتا ہے (گو وہ ذات خاص ہی کی نظر
راجع ہو اور کبیرہ جو مفسدہ میں قوی ہوتا ہے وہ
مفسدہ عام ہے) بالخصوص نظر جو شہوت سے
ناشی ہوا اس سے شہوت ناشی ہونی الحال یا
فی المال (بسیل احتمال) اور اس کی وہی حالت
ہے جس کو بعض اہل تجربہ نے فارسی (شعر) میں
ظاہر کیا ہے درون سینہ من زخم بے نشان
زده * بجہر تم کہ عجب تیر بے کماں زده *

حدیث جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اس کو
چاہئے کہ اس میں لگا ہے اور جس کی معاش کسی
چیز میں ہو گئی ہو اس سے منتقل نہ ہو یہاں تک
کہ اس میں خود تغیر ہو جائے روایت کیا اس کو

علا مستغفار الصغار
در اس مقام

من حدیث انس بالجملۃ
 الاولیٰ بسند حسن ومن حدیث
 عائشۃ بسند فیہ جہالۃ
 بلغظ اذا سبب اللہ لاحد کما
 رازق امن وجہ فلا یدع حق
 یتغیر لہ او یتنکر لہ ف
 قاسوا علیہ کل معاملۃ
 من اللہ مع العبد تعرف
 بالبصیرۃ والغریۃ وخصو
 الواقتات وهو کالبد یتھیا
 بل المحسوسات
 عند القوم
 یراعونہ فی
 احوالہم
 الحدیث من زارنی بعد
 دخانی فکأما زارنی فی حیاتی
 الطیرانی والد ادقطنی من
 حدیث ابن عمر۔

الحدیث من جاءنی زائر
 الا تهمۃ الا زبارنی کان حقاً
 علی اللہ ان اکون لہ شفیعاً

ابن ماجہ نے انس کی حدیث سے بسند حسن جملہ ائمہ
 کے ساتھ اور عائشہ کی حدیث سے ایسی سند کے
 ساتھ جس میں جہالت ہے اس لفظ سے کہ جب
 اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کا رزق کسی خاص فریضہ
 سے سبب فرمائے اُس کو چھوڑنا نہ چاہئے جب
 تک کہ اس میں تغیر یا نا موافقت نہ ہو جائے۔
 ف (اہل طریق نے) اسی پر تمام معاملات کو
 جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ واقع
 ہوتے ہیں قیاس کیا ہے جن کی معرفت بصیرت
 و فراست و خصوصیات واقعات سے ہو جاتی
 ہے (اس معرفت کے بعد وہ ان میں تغیر و تبدل
 از خود نہیں کرتے) اور یہ امر قوم کے نزدیک مثل
 بدیہیات کے بلکہ مثل محسوسات کے ہے جسکی
 وہ اپنے احوال میں رعایت رکھتے ہیں
 حدیث جو شخص میری زیارت میری وفات
 کے بعد کرے اس نے گویا میری زیارت میری
 حیات میں کی روایت کیا اس کو دارقطنی نے
 ابن عمر کی حدیث سے۔

حدیث جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے
 آئے اور اس کا مقصود بجز میری زیارت کے اور
 کچھ نہ ہو اللہ تعالیٰ پر حرج ہو گا کہ میں اُسکا شفیع ہوں

الطبرانی من حدیث ابن
عمر وصحیہ ابن السکن ف
مدلولہما ظاہر وهو من
المستحبات الکدھال الایما عند
العشاق و حدیث لا تشد فیما
لم یثقل الفضلیۃ لان
اعتقادہا بالرای المحض
ابتداء۔

الحادیث من تشبہ بقوم فهو
منهم ابوداؤد من حدیث ابن عمر
بسنن صحیح ف هو عام للمحمود
والمد موصوہ واصل الاختیار
زی الصالحین بیۃ البرکۃ لابنۃ
التشبع ہما لم یعطوا الشہرۃ۔

الحادیث ان اللہ وکل قبیرہ
صلی اللہ علیہ وسلم مفلح
یبلغہ سلام من سلم
علیہ من امتہ من حبلا
من حدیث ابن مسعود
بلفظ ان للہ ملائکۃ
سیاحین

روایت کیا اس کو طبرانی نے ابن عمر کی حدیث سے
اور ابن السکن نے اس کو تصحیح کی ف ان
دونوں حدیثوں کا مدلول ظاہر ہے اور یہ زیادت
رقبہ نبوی استجابات میں اوروں سے کہ وہ مخصوص
عشاق کے نزدیک اور لا تشد الرجال والی حدیث
ان اعمال میں ہے جن کا دوسروں سے فضل ہوتا
منقول نہیں کیونکہ ایسے اعمال کی فضیلت کا
محض رائے سے اعتقاد کر لینا بدعت ہو۔

حدیث جو شخص کسی قوم کی شہادت اختیار کرے
وہ ان ہی میں سے ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے ابن عمرؓ کی حدیث سے بسند صحیح ف یہ
عام ہے تشبہ محمود اور مذموم دونوں کو اور یہ
اصل ہے صلحا کی وضع اختیار کرنے کی برہنیت
برکت کے نہ برہنیت دعوی کمال غیر حاصل و شہرہ
حدیث اللہ تعالیٰ نے مصور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا
کہ وہ آپ کو اس شخص کا سلام پہنچاتا ہے جو
آپ پر آپ کی امت میں سے سلام بھیجے روایت
کیا اس کو سنائی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن جود
کی حدیث سے اس لفظ کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کے
کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔

فی الارض یبلغونی عن امتی السلام
ولما کان الحکم غایب مددک بالقیاس
لا یتعدی الی غیر المنصوص فلا یؤخذ
فی خطاب الاولیاء والمقبولین احواء کاف
او مقبورین لعدم ورود مثل هذا النص
فیہم والامکان المحض غیر کاف
فی امثاله

میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچاتے ہیں
ف اور چونکہ یہ امر غیر درک بالقیاس پر اسلئے
غیر مخصوص کی طرف مستعدی نہ ہوگا پس دوسرے
اولیاء و مقبولین کی خطاب کا اذن نہ دیا جائیگا
خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہوں کیونکہ ایسی نص
ان کے باب میں نہیں آئی اور ایسے امور میں محض
امکان کافی نہیں۔

کتاب آواب القرآن

الحل یثا یقول اللہ من شغلہ
قراءة القرآن عن دعاوی ومشتقی
اعطیتہ ثواب الشاکرین
من حدیث ابی سعید من شغلہ
الغیر ان عن ذکری او مشتی
اعطیتہ افضل ما اعطى
السائلین وقال حسن غریب
درہوہ ابن شاہین بلفظ
المصنف فیه اصل لما
علیہ المشائخ من قصرہم
بعض المریدین علی بعض
الطاعات ونہیہم

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو
تلاوت قرآن مجید سے دعا کرنے اور حاجت مانگنے
کی فرصت نہ لینے دے میں اس کو شاکرین کا ثواب
دوگنا اس کو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے
روایت کیا ہے کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر یا
دعا سے مشغول کر دے میں جس قدر اور سالکوں کو
دیتا ہوں اس شخص کو سب سے زیادہ دوگنا۔ اور
ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور ابن شاہین
نے اس کو مصنف کے الفاظ سے روایت کیا کہ
اس میں اصل ہے مشائخ کے اس معمول کی کہ وہ بعض
مریدوں کو بعض طاعات پر مجبور کر دیتے ہیں اور
بعض طاعات سے روک دیتے ہیں اور افضل تقریر

توبہ بعض الطاعات فی ظلمۃ الذکر
کی بعض طاعات پر مجبور کر دیتے ہیں

عن بعض المطوعات والبسط في رسالة حقيقة
الطريقة تحت الحديث الثالث والعشرين

الحديث اهل القرآن اهل الله
وخاصة ن في الكبرى ولا من
حديث انس باسناد حسن فافيه
اصل للعقاب المتعارفة بين
القوم من اهل الله وخواص الله
ونحو هذا

الحديث ان هذه القلوب تصدأ كما
يصدأ الحديد قيل وما جلاءها قال
تلاوة القرآن وذكر الموت البهقي في
الشعب من حديث ابن عمر بسند ضعيف
ففيه اصل لامثال هذه الاطلاقات
الشائعة بين القوم من الظلمة و
الجلاء للقلب۔

الحديث اتلوا القرآن وابكوا
فان لم تبكوا فتباكوا من حديث
سعد بن ابی وقاص باسناد جيد
ففيه اثبات التواجد يعنى
التشبه باهل الوجد اذا كان
الفرض جلب الحال

میں کی رسالہ حقیقۃ الطریقہ میں حدیث بست و سوم
کے تحت میں ہے۔

حدیث اہل قرآن اللہ والے ہیں اور اللہ تعالیٰ
کے خاص ہیں روایت کیا اس کو سنائی نے سنن
کبریٰ میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے حدیث انس سے
باسناد حسن ف اس میں اصل ہے ان القاب کی
جو صوفیہ میں متعارف ہیں جیسے اہل اللہ اور خاصان
خدا اور اسی قسم کے۔

حدیث یہ قلوب رکھی (کبھی) زنگ آلودہ ہو جاتے
ہیں جیسا لوہا زنگ آلودہ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا
کہ اس کا جلا کیا ہے آپ نے فرمایا تلاوت قرآن اور
موت کا یاد کرنا روایت کیا اس کو بہقی نے شعب
میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف ف
اس میں اصل ہے ایسے اطلاقات کی جو قوم میں شائع
ہیں جیسے ظلمہ اور جلاء قلوب کے لئے۔

حدیث قرآن مجید کی تلاوت کرو اور روؤ اور
اگر رونہ سکو تو رونے کی شکل بناؤ روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص کی حدیث سے
باسناد جید ف اس میں اثبات ہے تو اجد یعنی
اہل وجد کے ساتھ تشبہ کا جبکہ غرض کسی حال محمود
کا پیدا کرنا ہر نالیش مقصود نہ ہو کہ اس کو تشبیہ

اصل بعض القاب المعروفہ

باب انظار سطور و تراکیب لکھنے

اشارات الظلمة فان نور القلب

الوجد الوجد الوجد الوجد

المحمود لا الرياء -

الحديث خیر الرزق

ما یکنی وخیر الذکر

الخفی اچھ و ابن حبان

من حدیث سعد بن ابی

وقاص ف هذه

الخیرية باعتبار الاصل

ولا یستلزم نفی خیرية

الچھ لحاظ سے -

الحديث احدث انہ قال لابن

مسعود اقرأ فقال یا رسول الله اقرأ

وعليك انزل فقال انی احب ان اسمع

من غیری الحديث متفق علیه من

حديث ابن مسعود ف فيه اهمية

جمع الخواطر في بعض الاحوال بحيث

يقنع على الطاعة المفضولة باعتبار

الاجر لانه لا كلام في زیارة اجر

التلاوة

الحديث احدث انی ذرعا

رسول الله صلى الله عليه وسلم

فینا الیلة بالیة یردوها وھی

بالم لبط فرمایا گیا ہے -

حدیث بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے

اور بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو روایت کیا اسکو

احمد اور ابن حبان نے سعد بن ابی وقاص کی حد

ث سے ف یہ خیر ہونا (ذکر خفی کا) باعتبار اصل

کے ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ چہر میں

کسی عارض کے سبب بھی خیریت و افضلیت نہ

ہو (اور اس عارض کو حضرات صوفیہ جانتے ہیں

اور اس پر دلیل رکھتے ہیں) -

حدیث آپ نے ابن مسعود سے فرمایا کچھ قرآن

پڑھو انہوں نے عرض کیا میں پڑھوں حالانکہ آپ پر

آپ پر نازل ہوا آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ

دوسرے سے سنوں روایت کیا اسکو بخین نے

ابن مسعود کی حدیث سے ف اس میں دلالت ہے

کہ اجمل خواطر بعض احوال میں اس درجہ مقصود ہے

کہ اس کی رعایت سے اس طاعت پر قناعت کر

لی جاتی ہے جو اگر میں کم ہے اس لئے کہ اس میں کلام

نہیں کہ پڑھنے کا ثواب سنتے سے زیادہ ہے -

حدیث ابو ذر کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ہم میں ایک شب اس آیت کے ساتھ

قیام فرمایا اسی کو بار بار پڑھتے تھے اور وہ آیت یہ ہے

الشیخ اجل ابن حجر العسقلانی راجع الخفی
نحو مثل سالان ذکر خفی

۳۸

تذکر الامتہ جمیع الخواطر علی الامتہام بکثرة الثواب
و فی جمیع طائر کثر ثواب در بعض احوال

ان تعذبہم فانہم عبادک ن کا
بسنہ صحیح ف فیہ اصل لمشروعیۃ
العبادات الشاقۃ المنقرۃ عن کثیر من اہل
الشوق والخشیۃ اذا خلعت عن الخذورات
الحکایت حدیث علی ما اسر
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شیئا کتہ عن الناس الا ان یوقی
اللہ عبد افہما فی کتابہ من
روایۃ ابی جحیفۃ قال سألنا
علیا فقلنا اهل عندکم من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شیء سوی القرآن فقال لا و
الذی خلق الجنۃ وبرأ النسمۃ
الا ان یعطى اللہ عبد افہما
فی کتابہ الحدیث و هو عند
البحارۃ یلفظ اهل عندکم
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما لیس فی القرآن وفی
روایۃ وقال مرۃ ما لیس
عند الناس ف فیہ
البطلان لوزعم الجملۃ

ان تعذبہم الا روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ
نے بسند صحیح ف اس میں اہل ہے کہ عبادات
شاقہ بھی مشروع ہیں جو بکثرت اہل شوق یا اہل خشیۃ
سے منقول ہیں (جسپر خشک فراجول کا اعتراض)
حدیث حضرت علی بن ابی طالب کی حدیث کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی خفیہ بات ایسی
نہیں فرمائی جسکو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو
بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے
متعلق فہم عطا فرمائے اس کو نسائی نے ابو جحیفہ کی
حدیث سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت علیؓ سے
سے کہا کیا تھا کہ پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے بجز قرآن کچھ اور شے بھی ہے
انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے
وانہ کو شرکافیت کیا اور جان کو پیدا کیا بجز اسکے کہ
خدا تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی کتاب کے متعلق فہم عطا
فرمائے۔ الحدیث اور وہ بخاری کے نزدیک ان الفاظ
سے ہے کہ کیا تھا کہ پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہ ہو
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایسا کہ یہ کہا کہ ایسی
چیز جو لوگوں کے پاس نہیں ف اس میں البطلان
ہے جہاں کے اس (بے بنیاد) زعم کا کہ وہ لوگ ایک علم

کون العبادات الشاقۃ غلظ منکر
مکثر من عبادات خدا

۳۹

انما ان المسلم المذاکر للشیء و اشاعت العلم الہدی
بذلک علم منہ و فی حدیث صحیح مسلم

من اثباتہم علما باطنیاً
منقولاً عن الظاہری المنقول
وفیہ اثبات للعلم الوہبی
الذی حقیقۃ الفہم الصیح
المستفاد من النور القلبی و
التقویٰ الکامل۔

الحديث اقرأ القرآن ما
اتمكنت عليه قلوبكم
ولانت له جلودكم فاذا
اختلفتم فليستم تقرؤنه و
في بعضها فاذا اختلفتم فقوموا
عنه متفق عليه من حديث
جذب بن عبد الله البجلي في
اللفظ الثاني دون قوله ولانت
له جلودكم فيه رعاية
النشاط في العبادة وتأخرها
وقت الملاحة لكنه مخصوص
بالرأسخ في العادة واما
قبل الرأسخ فلا بد من
حبس النفس عليه حتى
يرسخ في العادة

رعاية النشاط في العبادة

باطنی منقول کا اثبات کرتے ہیں اس علم ظاہری منقول
کے علاوہ اور نیز اس میں اثبات ہے علم وہبی کا جسکی
حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال تقویٰ
سے پیدا ہوتا ہے اور اس میں علم حدیث کی نفی نہیں
مقصود حصر اضافی ہے جس سے مقصود علم مزعوم
کی نفی ہے۔

حديث قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک
متھارا دل لگے اور متھائے بدن میں اثر ہو اور جب
الجبہ لگے تو اس وقت گویا تم چلتے ہی نہیں اور
بعض روایات میں ہے کہ جب تم الجبہ لگے تو کھڑے
ہو جاؤ روایت کیا اسکو شیخین نے جذب بن عبد اللہ
بجلی کی حدیث سے لفظ ثانی (یعنی فتوموا) میں مگر
اس میں ولانت لجلودکم نہیں ہوتی اس میں عبادت
ہے نشاط کی عبادت میں اور جب اگتا جائے تو
اسکو دوسرے وقت پر رکھ لیکن یہ حکم اس شخص کے
ساتھ مخصوص ہے جو عبادت عبادت میں راسخ ہو
ایسے شخص کا جب جی گھبرائے تو موقوف کرے باقی قبل
راسخ سوا اس وقت اپنے نفس کو مقید کرنا ضروری ہے
یہاں تک کہ عبادت میں راسخ ہو جائے کہ نہ کہ ابتداء
میں تو تکلف ہوتا ہی ہے اگر اس وقت بھی ایسا کرنے
لگے تو پھر عبادت کی نوبت ہی نہ آئے

کتاب الاذکار والدعوات

الحديث يقول الله تعالى
انا مسموع عبادك ما ذكرني وتحركت
شفقاهه حين حد ابى هريزة
وكسا من حديث ابى الدرداء
وقال صحيح الإسناد
فيه فضل لذكر في فضيلة
الحجم بين ذكر القلب وذكر
اللسان من الذكر باحدا
واما التفاصيل فيما بينهما
فبحث مستقل وظاهر
المرایات كون الذكر
القلب المحض افضل
من اللسان المحض

الحديث قال الله تعالى اذا ذكرني
عبدي فنفسه ذكرته في نفسه الحديث
متفق عليه من حديث ابى هريرة
وتيامه واذا ذكرني في ملا ذكرته
في ملا خير من ملاه واذا تقرب
مني متبرا تقربت منه ذراعاً واذا

حديث الله تعالى فرماتے ہیں میں اپنے بندہ کے ساتھ
ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام پر
اُس کے ہونٹ ہلتے ہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ
اور ابن حبان نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور حاکم
نے ابوالدرداء کی حدیث سے۔ اور حاکم نے کہا کہ صحیح
الاسناد ہے اس حدیث میں فضیلت ہے
ذکر کی اور نیز اس میں یہ بھی ہے کہ ذکر قلبی و ذکر لسانی
کو جمع کرنا (جیسا کہ مجاہد ذکر کرنا اور تحریک اس پر وال
ہے) بمقابلہ خالی ذکر قلبی اور خالی ذکر لسانی کے افضل
ہے یہ بات کلام دونوں (یعنی خالی ذکر قلبی اور
خالی ذکر لسانی) میں کون افضل ہے سو یہ ایک مستقل
بحث ہے اور ظاہر روایات کا یہ ہے خالی ذکر قلبی
خالی ذکر لسانی سے افضل ہے۔

حديث حجة تعالى نے فرمایا یا حبیب میرا بندہ میرا ذکر
کرتا ہے اپنے جی میں میں اُس کا ذکر کرتا ہوں اپنے
جی میں الحدیث روایت کیا اس کو بخاری و مسلم
ابو ہریرہ کی حدیث سے۔ اور پوری حدیث یہ ہے
کجب وہ میرا ذکر کرتا ہے جماعت میں میں اس کا ذکر
کرتا ہوں ایسی جماعت میں کہ اُس کی جماعت سے بہتر

تقدیر اللسان و فاضل الحجم بین الذكر باللسان و بالقلب
و ذکر القلب و ذکر اللسان سانی ہیں جمع کرنا صحیحیت

ہوتی ہے (یعنی ملائکہ و ارباب طیبہ) اور جب وہ مجھ
 ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے میں اُس سے ایک
 ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک
 ہاتھ نزدیک ہوتا ہے تو میں اُس سے ایک بلع
 (یعنی دونوں ہاتھ کی کشادگی اور پھیلاؤ کی قسم)
 نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چکر آتا
 ہے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں **ف** ذکر
 فی النفس کو ذکر فی الجماعۃ کے مقابلے میں لانا اس پر
 دال ہے کہ مراد ذکر فی النفس سے وہ ذکر ہے جس پر
 جماعت مطلع نہ ہو خواہ بالقلب ہو خواہ باللسان ہو
 پس ذکر فی النفس کی تفسیر صرف ذکر بالقلب کے ساتھ
 کرنا (جیسا بعض نے یہ تفسیر کر کے اس سے ذکر قلبی
 کی فضیلت علی الاطلاق ثابت کی ہے) بلا دلیل
 ہے اور نیز اس میں صوفیہ کرام کا غرض ہے اس باب
 میں کہ وہ ذات و صفات کی تمثیلات لایا کرتے
 ہیں جیسا اس حدیث میں تقریب و اثبات کے
 جملوں میں (اقرب معنوی راہی) کو قرب حسی کے
 ساتھ تمثیل دی ہے (باعا و ذرا عا و ہرولہ کے
 قیود میں)۔

تقرب منی ذرا عا
 تقربت منه باعا و انذا
 مشی الی ہرولت الیہ
ف مقابلة الذکر فی
 النفس بالذکر فی الملائک
 علی ان المراد بہ الذی
 لا یطعم علیہ الملاء
 سوا کان بالقلب او
 باللسان فتخصیصہ
 بالاول مما لا دلیل
 علیہ وفیہ ایضاً
 عذرا لوصوفیۃ
 فی تمثیل تتم للذات
 والصفات
 الالہیہ کما فی
 الحدیث من
 تمثیل القرب
 المعنوی
 بالحس

الحدیث القبل ما حضرق من حصص
 النار اور روضۃ من ریاض الجنة
حدیث قبر یا ایک گروہ ہے دوزخ کے گروہوں
 میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے

تفسیر ان کی کہ فی النفس و من راہ صوفیۃ فی تمثیلان غفر
 تفسیر ذکر فی النفس و ذکر فی الملائک

ت من حدیث ابی سعید
 بتقدیم و تاخیر و قال غریب
 قلت فیہ عبید اللہ بن
 الولید الوصافی ضعیف
 الحدیث ارواح المومنین
 فی حواصل طیو خضر
 معلقة تحت العرش من
 حیث کعب بن مالک ان ارواح
 المومنین فی طیر خضر تعلق بشجر
 الجنة و رکن بلفظ انما نسمة
 المومنین طائر و رواه
 بلفظ ارواح الشهداء قال
 حسن صحیح و مجموع الحدیثین
 دلیل علی ان القبر المذکور
 فی النصوص هو عالم البرزخ
 لا هذه الحضرة الخاصة
 فان المومن فی القبر شر هو
 معلق بالعرش و هو غیر المحضر

المحدث حدیث ابی ہریرہ اقرب
 ما یکون العبد من ربه و هو ساجد
 فاکثر ما من الدعاء رواه

روایت کیا اس کو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے
 کچھ تعلیم و تاخیر کے ساتھ اور ترمذی نے اس کو غریب
 کہا میں کہتا ہوں کہ اس (کی سند) میں عبید اللہ
 بن الولید وصافی ہیں جو ضعیف ہیں حدیث
 مؤمنین کی ارواح سبز پرندوں کے قابضوں میں عرش
 کے نیچے معلق رہتی ہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے
 کعب بن مالک کی حدیث سے کہ مؤمنین کی ارواح
 سبز پرندوں میں جنت کے درختوں سے معلق رہتی
 ہیں اور نسائی نے اس لفظ سے روایت کیا ہے
 کہ مؤمن کا نسمة (یعنی جان گویا) ایک طائر ہے اور
 روایت کیا اس کو ترمذی نے اس لفظ سے کہ شہداء
 کی ارواح الہ اور کہا کہ حسن ہے صحیح ہے و
 مجموعہ حدیثین اس پر دلیل ہے کہ لفظ قبر جزئاً
 میں دار ہے اس کی تفسیر عالم برزخ ہے نہ غیص
 گرتا۔ چنانچہ مؤمن قبر میں ہے پھر (اسی حالت میں)
 وہ عرش سے بھی معلق ہے۔ حالانکہ عرش عین حفرہ
 نہیں اور اس تفسیر سے بہت سے اشکالات
 متعلقہ قبر رفع ہو جاویں گے۔

حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کہ بندہ سب سے
 زیادہ جو اپنے رب سے قریب ہوتا ہے اس حالت
 میں جب وہ سجدہ میں ہو سو اس میں اکثریت سے

فیه کون الدعاء ما للذکر
فان المطلوب فی السجود
بالکثرة هو التسبیح
الذی هو الذکر لا الدعاء
كما هو ظاهر الحدیث
فعلما ان التسبیح
سماء دعاء
فثبت ان اهل
التقویض هم
اهل الدعاء

الحدیث احیال

الے الله ا دو مها

وان قل متفق

علیه من حدیث

عائشة ف

فیه التکیر

اللطیف علی

ترک الدوام

الحدیث حدیث ابی ہریرۃ من صام یوم
سبع وعشرین من رجب کتب الله له
صیام ستین شہرا و هو الیوم الذی یطی

دعا کیا کرو روایت کیا اس کو مسلم نے **ف** اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ذکر کو عام ہے کیونکہ سجدہ
میں جس کی کثرت مطلوب ہے وہ تسبیح ہے جو کہ ذکر
ہے اور دعا کثرت سے (سجدہ میں) مطلوب نہیں جیسا
کہ اس حدیث کا ظاہر ہے (اور یہ قواعد شرع سے
ظاہر ہے) پس (صاف) معلوم ہوا کہ تسبیح کو دعا فرما
دیا گیا اس سے ثابت ہوا کہ اہل تقویض (جو کہ دعا
نہیں کرتے وہ بھی اہل دعا ہیں) کیونکہ اہل ذکر
توقیفاً میں پس ان پر ترک دعا کا یا حرمان عن
برکات الدعاء کا شبہ غلط ہے۔

حدیث سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو

اعمال میں وہ ہے جسے دوام اگرچہ قلیل ہی ہو دیا

کیا اسکو بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے اس

حدیث میں ایک لطیف تکیر ہے ترک دوام پر۔

اس طرح سے کہ اسکی تحصیل کے لئے قلت عمل

کو گوارا فرمایا تو عدم دوام کے ساتھ عمل کثیر کو

بھی پسند نہیں کیا گیا تو ترک دوام ایسا ناپسند ہے

کہ اسکا تدارک کثرت عمل سے بھی نہیں ہو سکا

حدیث ابو ہریرہ کی حدیث جو شخص جب کی

ستائیسویں کاروزہ رکھے اللہ تعالیٰ اسکے لئے

ساتھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھیں گے۔

۳۴

والتکیر علی ترک الدوام

فی الضعفاء و ابو نعیم فی
الحلیۃ من حدیث عائشۃ
وہو ضعیف و فیہ
دلالة علی ما قالہ بعض
اہل الطریق من ان لعبادة
رمضان دخلا فی السنة کلہا
عبادة و تقوی

الحديث اذا احب الله

عبد الابتلاء حتى يسمع

تضرعه ابو منصور الدلي

فی مسند الفرم و من

حدیث انس اذا احب

الله عبدا صب علیہ

البلاء صبا الحدیث

وفیہ دعه فانی احب

ان اسمع صوتہ

وللطبرانی من

حدیث ابی امامۃ

ان الله یقول

للملائكة انظروا

الی عبدی فصبی

روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے
و اس حدیث میں دلیل ہے اس قول
کی جسکو بعض اہل طریق نے قرار دیا
ہے کہ رمضان کی عبادت کو پورے سال
کی عبادت و تقویٰ میں دخل ہے (یعنی
اگر رمضان میں کوشش کر کے عبادت کرے
تو سال بہتر تک عبادت سہل ہو جاتی ہے۔)

حدیث جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت

فرماتے ہیں تو اسکو کئی تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں

تاکہ اسکی عجز و زاری کو سنیں۔ روایت کیا

اسکو ابو منصور دلی نے مسند الفردوس میں حضرت

انس کی حدیث اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کسی

بندہ سے محبت فرماتے ہیں تو اسپر بلا کی باتیں

کرتے ہیں اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ارشاد

فرماتے ہیں اسکو اسی حالت میں رہنے دیا جائے

کیونکہ میں اسکی آواز سننا چاہتا ہوں اور طبری

کے نزدیک ابواہامہ کی حدیث سے یہ مضمون ہے

کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے

بندہ کی طرف جاؤ اور اسپر بلا خوب برسائو

اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں اسکی آواز سننا

چاہتا ہوں اور ان دونوں روایتوں کی سند ضعیف ہے

عَلَيْهِ السَّلَامُ
الْحَدِيثُ وَفِيهِ
فَأَنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ
صَوْتَهُ وَسَمْعَهُمَا
ضَعِيفٌ هَذَا عَجَازَةٌ
أُضْرَارِيَّةٌ وَفِيهِ حِكْمَةٌ
الْحَدِيثُ مَا أَصْرُ
مَنْ اسْتَغْفَرَ وَانْ
عَادَ فِي الْيَوْمِ
سَبْعِينَ مَرَّةً دَت
مَنْ حَدِيثُ ابْنِ بَكْرٍ
وَقَالَ غَرِيبٌ
وَلَيْسَ اسْنَادُهُ
بِالْقَوِيَّةِ وَفِيهِ
فَضْلٌ لَا اسْتَغْفَارُ وَعَلَامَةٌ
الْاسْتِغْفَارِ لِلْعَاصِي
التَّائِبِ جَلَّ وَاحْتِمَالُ
الْحَدِيثِ لَا تَكْبِيدُ
الذَّلِيلُ ابْنُ مَنْصُورٍ أُنْذِرْ لِي فِي
مَسْنَدِ الْفَرَوْدِيِّ مِنْ حَدِيثِ
بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ وَفِي جَامِعِ

فَیہ مجاہدہ اضطراریہ دکھلاتا ہے اور اس میں
اوس شکایت کی حکمت بھی مذکور ہے جو بزرگوں کے
منقول ہے یعنی حضرات مقبولین جو ظاہر اچھی
انظار تکلیف کا کر دیتے ہیں گو صبرۃ شکایت ہے
مگر معنی انظار تضرع ہے یہ سمجھ کر کہ حق تعالیٰ کو
یہ محبوب ہے

حدیث اصرار کرنے والا نہیں ہے جس شخص
نے استغفار کر لیا اگرچہ دن پہر میں شستر مرتبہ
(معصیت کی طرف) عود کرے روایت کیا اسکو
ابوداؤد و ترمذی نے ابویہ کی حدیث کے اور ترمذی
نے اسکو غریب کہا اور اسکی اسناد قوی نہیں ہے
فَاس حدیث میں استغفار کی فضیلت ہے اور
یہ بھی ہے کہ کسی عاقل کو جو کہ توبہ کر چکا ہو دیا اوس کے
توبہ کر لینے کا احتمال ہو حقیر نہ سمجھنا چاہیے دخل اندازی
کہ نائب ذم اصرار بری ہے اور ہر عاقل میں احتمال نائب
ہونیکا ہے اور مازوم کا اصرار ہی تھا پہر کیا حق تھا
نوم و استغفار کا اسی لیے اہل اندک کو قصیر نہیں سمجھو
حدیث شب کی مشقت مست حبیلور روایت کیا
اسکو ابو منصور و علی بن سنان و الفرودس میں حدیث
ان سے سند ضعیف ہے ساتھ اور جامع سیفان میں
ابن مسعود پر تو قوف کر کے اس طرح ہے کہ اشیاء

الْحَدِيثُ مَا أَصْرُ
مَنْ اسْتَغْفَرَ وَانْ
عَادَ فِي الْيَوْمِ
سَبْعِينَ مَرَّةً دَت
مَنْ حَدِيثُ ابْنِ بَكْرٍ
وَقَالَ غَرِيبٌ
وَلَيْسَ اسْنَادُهُ
بِالْقَوِيَّةِ وَفِيهِ
فَضْلٌ لَا اسْتَغْفَارُ
وَعَلَامَةٌ
الْاسْتِغْفَارِ لِلْعَاصِي
التَّائِبِ جَلَّ وَاحْتِمَالُ
الْحَدِيثِ لَا تَكْبِيدُ
الذَّلِيلُ ابْنُ مَنْصُورٍ
أُنْذِرْ لِي فِي
مَسْنَدِ الْفَرَوْدِيِّ
مِنْ حَدِيثِ
بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ
وَفِي جَامِعِ

الْحَدِيثُ مَا أَصْرُ
مَنْ اسْتَغْفَرَ وَانْ
عَادَ فِي الْيَوْمِ
سَبْعِينَ مَرَّةً دَت
مَنْ حَدِيثُ ابْنِ بَكْرٍ
وَقَالَ غَرِيبٌ
وَلَيْسَ اسْنَادُهُ
بِالْقَوِيَّةِ وَفِيهِ
فَضْلٌ لَا اسْتَغْفَارُ
وَعَلَامَةٌ
الْاسْتِغْفَارِ لِلْعَاصِي
التَّائِبِ جَلَّ وَاحْتِمَالُ
الْحَدِيثِ لَا تَكْبِيدُ
الذَّلِيلُ ابْنُ مَنْصُورٍ
أُنْذِرْ لِي فِي
مَسْنَدِ الْفَرَوْدِيِّ
مِنْ حَدِيثِ
بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ
وَفِي جَامِعِ

الْحَدِيثُ مَا أَصْرُ
مَنْ اسْتَغْفَرَ وَانْ
عَادَ فِي الْيَوْمِ
سَبْعِينَ مَرَّةً دَت
مَنْ حَدِيثُ ابْنِ بَكْرٍ
وَقَالَ غَرِيبٌ
وَلَيْسَ اسْنَادُهُ
بِالْقَوِيَّةِ وَفِيهِ
فَضْلٌ لَا اسْتَغْفَارُ
وَعَلَامَةٌ
الْاسْتِغْفَارِ لِلْعَاصِي
التَّائِبِ جَلَّ وَاحْتِمَالُ
الْحَدِيثِ لَا تَكْبِيدُ
الذَّلِيلُ ابْنُ مَنْصُورٍ
أُنْذِرْ لِي فِي
مَسْنَدِ الْفَرَوْدِيِّ
مِنْ حَدِيثِ
بِسْنَدٍ ضَعِيفٍ
وَفِي جَامِعِ

ایضاً قالوا

ایضاً قالوا

ایضاً قالوا

سفیان الثوری موقفاً

علی بن مسعود لا تغالبوا

هذا الیل

الحديث تكلفوا

العمل ما تطيقون

فان الله لا یمل حتی تملوا

متفق علیه من

حدیث عائشة

بلفظ اكلفوا

الحديث

خیر الدین الیسر

احمد من حدیث

مجن بن النضر

الحديث

لن نیشاذ

هل الذین

احد الاغلبه

ویندد واما ربا

تم من

حدیث

ابو هريرة

غالب آیتکا اہتمام مت کرو یعنی اس فکر میں مت پڑو
کہ ہم تمام شب بیداری میں گذاریں اور نیند سے مغلوب
ہو کر کسی حصہ میں سوئیں

حدیث عمل میں اوتنا ہی بار اٹھاؤ جقدر کہ
طاقت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ (جزا دینے سے) نہیں
اوتکتا تے یہاں تک کہ تم ہی (عمل کرنے سے) اوتکتا
جاؤ گے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت
عائشہ رضی کی حدیث اور اوس میں تکلفوا کی جگہ کلفوا
(اوس کے بھی وہی معنی ہیں)

حدیث سب سے اچھا دین (کا کام) وہ ہے
جو آسان ہو روایت کیا اسکو احمد نے مجن بن النضر
کی حدیث (مطلب یہ کہ قصداً ایسی مشقت میں
مت پڑو جو مطلوب نہ ہو)

حدیث کوئی ایسا شخص نہیں جو اعمال میں
شدت کر کے دین پر غالب ہونا چاہیے یعنی اسکی
کوشش کرے کہ دین کا کوئی عمل کسی وجہ کا کچھ
فوت نہ ہونے پائے مگر دین ہی اوس پر غالب ہیگا
(یعنی وہ اس طرح دین پر محیط نہ ہو سکے گا) پس طریق
اعتدال پر چلو جو کہ افراط و تفریط کے درمیان
ہو) اور اگر اعتدال حقیقی سے عاجز ہو تو (اوس سے
قریب قریب رہو کہ زانی حاشیتہ بخاری عن ط)

ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتدال کا قصد ہی
نہ کرو بلکہ بعد قصد اعتدال کے اگر ناکامی ہو تو اس کے
قرب ہی کو نعمت سمجھو اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہو
روایت کیا اس کو بخاری نے حدیث

ابی مسریرہ سے -

فائدة

متعلقہ بالاحادیث

الرابعة

حدیث دالة

على اختيار ان

ليس حكمه ان

قتاب مرجعہ

ومشاهدة نعمته

وتوفيق المداومة

فائز متعلقہ باحوادث چارگانہ یہ سب

حبشیں اسپرال ہیں کہ عمل میں سہل کو اختیار

کریے مطلق مشقت کی نفی مراد نہیں بلکہ وہ

مشقت جو قابل برداشت ہوں اور حکمت اس

را اختیار ایسر میں چند میں نمبر خدا تعالیٰ

کی رحمت قریب ہونا کیونکہ اصل غشایسر کا رحمت

اور جہاں صورتہ عشر شروع ہے معنی وہ بھی ایسر

نمبر خدا تعالیٰ کی نعمت (تیسیر) کا مشاہدہ نمبر

دوام کی توفیق ہونا جو کہ عمل شاق میں کم متوقع ہے

۴۹

(نوٹ) چھ حدیثیں اخیر کی اجاء میں اون سے پہلی تین حدیثوں پر مقدم ہیں مسودہ کے صفحات کے

تثابہ سے کاپی میں بے ترتیب نقل ہو گئیں مگر مضمون مختل نہیں ہوا۔ ۱۲۔ اشرف علی

تتم ربع العبادات

وتیلو ربع

العادات

یہاں احیاء معلوم کالیع عبادات

تمام ہوا آگے ربع عادات

آتا ہے

کتاب الاکل من رُبِّ العادات

الحديث يقول الله للعبد يوم
القيامة يا ابن آدم رجعت فلم تطعمني
الحديث من حديث أبي هريرة بلفظ
استطعمتك فلم تطعمني
وفيه جواب عن النكير
على كلام القوم الواحد فيه
امثال هذه التجازات
الحديث ما خير رسول الله صلى
الله عليه وسلم بين شيئين الا اختار
ايسرهما متفق عليه من حديث
عائشة وزاد ما لم يكن امثاله
يدكرهام في بعض طرقه وفيه ما
عليه المحققون من عدم الهجوم على
المشاق من غير ضرورة فان
الشيئين هما طريقتان يتوابعان
في الاصل الى المقصود
والمشقة في غير المقصود مما
لا فائدة فيه وكرر النظر
في الفائدة المتعلقة بالاحاديث

توضیح کلام مجازی

۵۰

احق الشیء الا بفساد

ربیع عادات میں سے کتاب الاکل

حديث الله تعالى بنده سے قیامت کے روز
فرمادیں گے یا ابن آدم میں بہو کا ہوا تو نے مجھ کو
کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث کو مسلم نے ان الفاظ سے
روایت کیا ہے کہ میں نے تجھے کھانا مانگا تو نے
مجھ کو کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث میں
جواب ہے اس اعتراض کا جو صوفیہ کے اوس کلام
پر کیا جاتا ہے جس میں اس قسم کے مجازات روایت
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب
کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپ نے
سہل چیز کو اختیار فرمایا روایت کیا اسکو بخاری
وسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث اور اس میں
زیادت بھی ہے کہ بشرطیکہ وہ سہل چیز گناہ نہ ہو اور
اس زیادت کو مسلم نے بعض طرق میں ذکر نہیں کیا
اس میں وہ معمول مذکور ہے جس پر محققین قائم ہیں
یعنی بلا ضرورت مشقتوں میں پڑنا کیونکہ یہ وہ چیز
وہ دو طریق ہیں جو مقصود تک پہنچانے میں برابر
ہیں (اور طریق غیر مقصود ہے) اور غیر مقصود میں مشقت
کرنا کچھ بھی مفید نہیں اور اوس فائدہ کو مکرر دیکھ
لو جو باب سابق کے ختم کے قریب چار حدیثوں کے

۴

۳

الاربعة التي فرت قريبا من آخر الباق الصابق
الحديث ومن حديث ابن عينا
ان النبي صلى الله عليه وسلم
غنى عن طعام المتبشرين
فيه من دم الرياء والقفاخر
ما لا يخفى فيه

متعلق گذرا ہے (اوس میں بھی اسکے متعلق مضمون ہے)
حدیث ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دو
شخصوں کے طعام (کے قبول کرنے) سے منع فرمایا
جو ایک دوسرے بڑھنا چاہتے ہوں
اس میں یا تفاخر کی جو ذمت کا ظاہر ہے

کتاب آداب الزکاح

الحديث انه تعالى يقول
ما ترددت في شيء
كترددى في قبض عبيد
المسلم يكره الموت
وانما أكره مسأرة
ولا بد له منه خم
حديث ابى هريرة
أنفرد به خالد
بن مخلد القطواني
وهو متكلم فيه
ف فيه مثل ما في
الحديث الاول من
كتاب آداب الاكل

حدیث حق تعالیٰ فرماتے ہیں محکم کسی چیز میں
ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے سلمان بندہ کی رفع
قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے (کیونکہ) اوسکو موت
ناگوار ہے (سواسی کا مقتضایہ یہ ہے کہ اوسکو موت
ندول اور بہت سی حکمتوں سے) موت بھی آسکے
لئے ضروری ہے (اس کا مقتضایہ یہ ہے کہ اوسکو
موت دل سے بھجوانا تو کلام اسکو بجا رہی ابو ہریرہ
کی حدیث سے روایت کیا (اور) اس (کی روایت)
میں خالد بن مخلد قطوانی منفرد ہے اور اوس میں کلام
کیا گیا ہے **ف** اس سے بھی وہی امر مستفاد ہو
ہے جو اس کتاب آداب الاکل کی سب سے پہلی
حدیث میں ہے (کیونکہ توقف کو تردد سے
تفسیر فرمایا گیا)

درمیان

تشریح الکلام النجاشی

الحديث لكل عامل بشرة
ولكل شرة فترة فمن
كانت فترته الى سلتى
فقد اهتدى احمد
والطبراني من حديث
عبد الله بن عمرو وللترمذى نحو
هذا من حديث ابى هريرة
وقال حسن صحيح وفيه عدم دو
الاحوال لنفسانية وكذا اصل
المقصود العمل بالسنة دون
الكيفيات والاحوال وبه صرح
الحديث اذ اكثر ذنوب العبد
ابتلاء بهم ليكفرها احمد
من حديث عائشة الا انه قال
بالحزن فيه ليث بن سليم مختلف فيه
وفي فيه ما صرح به اهل
الطريق من منافع الحزن
وهو من الجاهدات
الاضطرابية

كون الاحوال غير مقصود
فيهم مقصود بكون الاحوال

الجاهدات الاضطرابية
مجاہدہ اضطرابیہ

حديث هر عمل کرنے والے کو (ابتداء میں ایک
جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (آخر میں) سکون
ہو جاتا ہے سو جہاں سکون میری سنت پر پڑتی ہو۔
وہ ہدایت پر رہا روایت کیا اسکو احمد و طبرانی
عبد اللہ بن عمرو کی حدیث اور ترمذی کے نزدیک
بھی ایسے قریب قریب ابو ہریرہ کی حدیث اور
ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے

ف ایسے سپرد دالت کے (ایسے) احوال (جوش
خروش جو) نفسانی (ہیں) ہمیشہ نہیں ہا کہتے اور
اصل مقصود عمل بالسنة ہے نہ کہ (ایسے) کیفیات و
احوال اور اہل طریق نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔
حديث جب بندہ کے گناہ کثرت سے
ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسکو کسی فکر میں مبتلا
کرتے ہیں تاکہ اون گناہوں کا کفارہ کر دیں۔
روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث
سے مگر اس میں (بہم کی جگہ) بالحزن ہے (یعنی غم
میں مبتلا کرتے ہیں) اس میں لیث بن ابی سلیم
جو مختلف فیہ ہے ف اس میں وہ مضمون ہے
جسکی اہل طریق تصریح کرتے ہیں یعنی حزن

کے منافع اور یہ مجاہدات ضراریہ سے ہے

(باقی آئندہ)

الحديث تھا دو احتسابوا
البخاری فی کتاب الادب
المفرد والبیہقی من
حدیث ابی ہریرۃ
بسند جید
فیہ ما علیہ اہل الطرق
من اعتنائہم بالتمہاد
لمحض الحب مالیس
فی غیرہم

حدیث آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو
باہم محبت بڑھ جاوے گی روایت کیا اسکو
بخاری نے کتاب ادب المفرد میں اور بیہقی
نے حدیث ابی ہریرہ سے سند جید کے ساتھ
اس میں اس عادت پر دلالت ہے جبریل طریق
عامل میں یعنی ہدیہ دینے کا اہتمام خالص محبت
کے سبب جو کہ دوسرے لوگوں میں نہیں پایا
جاتا کیونکہ دوسروں کے ہدیہ میں کچھ نہ کچھ
غرض ہوتی ہے

التمہاد فی بعض الحب

۱۰۱ دارون کتب قاہرہ

کتاب آداب الکسب والمعاش

الحديث ذكر الطبري فقال
تقد وخمأ صاً وتروح
بطاناً الترمذی وابن
ماجہ من حدیث
عمر قال الترمذی حسن
صحیح فیہ تعلیم
التوکل صراحة
والحمل علی الرجال
فی السعی اشارة
فان الغد والروح

کتاب آداب الکسب والمعاش

حدیث اپنے پرندوں کا ذکر (سطح) فرمایا
کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو
تم کو پرندوں کی طرح رزق دیں جو صبح کو
پھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے
ہیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ
نے حضرت عمر کی حدیث سے ترمذی نے
اسکو حسن صحیح کہا ہے فیہ صراحة
توکل کی تعلیم ہے اور اشارۃ سعی فی کسب
المعاش میں اعتدال کی ترغیب ہے
کیونکہ پرندوں کی یہ آمد و رفت صبح

۵۳

التوکل علی الرجال فی السعی

توکل علی الرجال فی السعی

فہرست

۵۴

فہرست

ہومن السعی

الحديث رحم الله أملاً سهل
البیوم سهل الشراء سهل القضاء
سهل الانقضاء البخاری
من حدیث جابر ف
فیہ من تعلیل الفرق
والمعاملة بالجمیل مالا
یخفی الا ما اصر فیہ بالغلط

وشام کی یہ بھی سعی ہے (طلب معاش میں)
حدیث اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت فرماو
جو بیع میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو دوسرے کے
حق دینے میں نرم ہو اپنا حق لینے میں نرم ہو
روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت جابر کی حدیث
سے ف ہمیں نرمی کی اور معاملہ میں سہولت
کی جو تعلیم ہے ظاہر ہے باستثنا اور اس موقع
کے جہاں سختی کا حکم ہے۔

کتاب الحلال والحرام

کتاب الحلال والحرام

الحديث ابو نعیم فی الحلیۃ
من حدیث ابی ایوب
من اخلص لله اربعین
یوماً ظهر یمام
احکمة من قلبه
علی لسانه و لا من
عدی غنوه من
حدیث ابی موسی
وقال حدیث
منکرف فیہ
اصل ثلاثین

حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ایوب کی
حدیث یہ روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس دن
اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اختیار کر جو حکمت (دعوت)
کے چشمے اوس کے قلب سے اوسکی زبان پر پھر
ہونے لگتے ہیں اور ابن عدی کے پاس
اسکے قریب قریب ابو موسیٰ کی حدیث اور
اونہوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے
ف اس حدیث میں اصل ہے چلہ کی
دیکھو کہ اوسکا اصل یہی چالیس روز تک
اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے
اور برکات ہیں چلہ کے اور اثبات ہے علم لدنی کا

وہر کا تھا واثبات

العلم اللدانی

الحديث دع ما يريك

الى ما لا يريك النسائي

والترمذی والحاكم

وصحاح من حديث

الحسن بن علي

وفيه معيار

عظيم للتقوى

الحديث

دعاه الرجل

الفارس

فقال انا

وعائشة

الحديث

مسلم عن

النسائي

فقال لا

فقال لا

ثم اجابه

بعد فذهب

دکھو کہ جس علم کا امین ذکر ہے بلا واسطہ کسب
وہ ثمرہ عمل اخلاص کا ہے

حدیث جو چیز تکوین کے اوسکو چھوڑ کر دے

چیز اختیار کر دے جو تم کو کھٹکے نہیں روایت

کیا اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے حسن

بن علی کی حدیث اور ترمذی و حاکم نے اسکی

تصحیح بھی کی۔ اس حدیث میں تقویٰ کا

معیار عظیم ہے (جو شخص کھٹک کی چیز کو چھوڑ

دیگا وہ کبھی حرام میں واقع ہو ہی نہیں سکتا)

حدیث ایک فارس کے رہنے والے

شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

کی آپ نے فرمایا میں اور عائشہ دونوں طلبیں

گئے آخر حدیث تک اسکو مسلم نے حضرت

انس سے روایت کیا اور پوری حدیث

یہ ہے کہ اوسن فارسی نے کہا کہ میں (یعنی

حضرت عائشہ نہیں) آپ نے فرمایا کہ نہیں

(یعنی میں بھی نہیں جاتا) پہر بعد میں اسکو

آپ کی شرط کہ منظور کر لیا پس آپ اور حضرت

عائشہ دونوں آگے پیچھے ہوتے ہوئے

چلے اوسنے دونوں کے روبرو جبرئی پیش

کی فت اس میں آپ پر دلالت ہے کہ اگر

معیار تقویٰ

اشترط اجابة الدعوة بمبدأ
مشروطاً بغير دعوة بشرط

۵۶

هو وعائشة
يتساوتان
فقترب
اليهما اهالة
ف فيه
ان اشتراط
اجابة الدعوة
بشرط مبطل
لانها في حق
المسلم ولا حسن
الاخلاق

دعوت کی منظوری کو کسی جائز شرط سے شرط
کرے تو یہ امر نہ حق مسلم کے منافی ہے اور نہ
حسن اخلاق کے (جیسا آپ نے یہ شرط لگائی
کہ اگر حضرت عائشہ کی بھی دعوت کرو تو میں
بھی منظور کرتا ہوں اور اسکا اولاد منظور
نہ کرنا شاید اسوجہ سے ہو کہ کہنا ایک ہی کو
کافی ہوگا اور سنے چاہا ہو کہ حضور شکم سیر ہو کر
کھالیں پر آخر منظور کر لینا اس خیال سے
ہو کہ آپ کی تطیب قلب آپ کے شیخ سے
اہم ہے اور اسوقت تک حجاب نازل
نہ ہوا ہوگا)

کتاب آداب الالفة

الحديث ان الله خلق آدم
على صورته مسلم من حديث
ابيه ميرة ف فيه مسئلة
مظهيرية الانسان
للحق فان الصورة هو الظاهر
للحقيقة

کتاب آواب الالفة

حديث الله تعالى نے آدم عليه السلام
کو اپنی صورت پر پیدا کیا روایت کیا
اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث
سے ف اس میں انسان کے
منظر حق ہونے کا مسئلہ مذکور ہے کیونکہ
صورة حقيقة ظہور ہی ہے *

(باقی آئندہ)

الحديث المأثري على دين خليله
 الحديث ابوداؤد والترمذي
 وحسنه والحاكم من حديث
 أبي هريرة وقال صحيح إن شاء الله
 تعالى وتماهه فليتنظر أحدكم
 من يخالف فيه الاحتياط
 البليغ في اتخاذ السليم
 الذي هو أعظم الإخلاص
 وادومهم خلا
 الحديث المؤمن
 ملائمة المؤمن ابوداؤد
 من حديث أبي هريرة
 بأسناد فيه
 تعليم طريق
 النصح لمن رأى
 فيه عيباً من الظاهر
 عليه و
 السترمذية
 كتمان
 المرأة
 الحديث اتقوا

حدیث - آدمی اپنے دوست کے طریق پر
 ہوتا ہے اسکو ابوداؤد و ترمذی اور حاکم نے
 ابو ہریرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور
 ترمذی نے اسکو من اور حاکم نے انشاء اللہ کے
 ساتھ اسکو صحیح کہا ہے اور پوری حدیث یہ ہے
 کہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہ کس سے دلی
 دوستی کرتا ہے وہ ہمیں بلج احتیاط کی
 تعلیم ہے پیر بنانے میں جو سبب مستحب میں
 اعظم ہے اور دوستی کے تعلق میں سبب دوم ہے
 حدیث مؤمن آئینہ ہے دوسرے مؤمن کا
 (وچشمیہ عنقریب آتی ہے) روایت کیا اسکو
 ابوداؤد نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اسناد
 حسن کے ساتھ وہ ہمیں تعلیم ہے ایسے شخص
 کو نصیحت کرنے کے طریقہ کی ہمیں کوئی عیب
 دیکھے وہ طریقہ یہ ہے کہ خود اس پر تو ظاہر کر دے
 اور دوسرے میں پر ظاہر نہ کرے جیسی آئینہ کی
 شان ہوتی ہے (کہ جب سامنے رکھو تمھارا
 عیب تمکو تو دکھلا دے گا مگر دوسرے میں سے کہتا
 نہ پھرے گا اور تم پر بھی اظہار ایسے طور پر نہ کرے گا
 جس سے تمھاری دل آزاری ہو)
 حدیث بچو عالم کی لغزش سے (یعنی اسکا)

المنہجۃ مع المسلم وقت الصلوات والفتاویٰ
ما یبکیہ وقت صدقہ الفرائض

۵۸

نور العارفین
المنہجۃ مع المسلم

زلۃ العالم ولا
تقطع حوۃ وانتظار
فبئس البغوی
فی المعجم
وابن عدی فی
الکامل من
حدیث عمر
ابن عوف المزنی
وضعفاء
دخل فی عمومہ
النہی عن التجیل
فی القطع عن
الشیخ بادی زلۃ
مع النہی عن اتباعہ
فی ذلک الفعل
والامبارقۃ علی
قطعه اذا اصر علی
ذلک المنکر

الحلیث احب
حبیبک ہونا
ما عسے ان یکون

لغزش میں اوسکا اتباع مت کرو) اور اوس سے
(اوس لغزش کے سبب) قطع تعلق مت کرو
اور اس کے رجوع (الی الصواب) کے منتظر ہو
(انتظار کی غایت یہ ہے کہ اگر وہ رجوع نہ کرے
اور اسی غلطی پر اصرار رکھے تو قطع تعلق کرو)
روایت کیا اسکو بغوی نے معجم میں اور بن
عدی نے کامل میں عمرو بن عوف کی حدیث کے
اور دونوں نے عمر کو ضعیف کہا ہے
اس حدیث کے عموم میں (شیخ کے) یہ معاملہ
بھی آگئے نبی سر شیخ سے اگر کوئی لغزش نہ
جائے اوس سے قطع تعلق کرنے میں جلدی نہ
کرے نبی سر اس کے ساتھ ہی اوس فعل میں اسکا
اتباع بھی نہ کرے (غرض نہ عقیدت میں غلو
کرے کہ اوس معصیت میں اتباع کرنے لگے
نہ سوہ عقیدت میں غلو کرے کہ فی اغوار اوس سے
قطع کر دے) نبی سر اس میں اوس سے قطع تعلق کا
بھی مشورہ دیا گیا ہے جبکہ وہ اوس امر غیر شرعی
پر اصرار کرے۔

حدیث دوستی کراپنے دوست سے
اعتدال کے ساتھ۔ ممکن ہے کہ وہ کئی دن
تیرا دشمن ہو جائے اسکو ترمذی نے ابو ہریرہ

بغضك يوماً ما لم يحدث
 الترمذی من حدیث
 ابی ہریرۃ وقال غریب
 قلت جالہ ثقات جال
 مسلم لكن الراوی تردد
 فرفعه وتمامہ بغضك
 ہونا ملاحظہ ان یكون جلیلاً
 یوماً ما ف فیہ لہمی
 عن الغلو فی الامور
 الحدیث حدیث
 اکرامہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لبعوذ دخلت علیہ وقولہ
 انہا کانت تاتینا ایام
 خدیجۃ وان حسن العہد
 الایمان الحاکم من حدیث
 عائشۃ وقال صحیح علی شرط
 الشیخین ولس لہ علة
 ف فیہ رعایۃ الحق
 واجبة کانت او مناسبة
 الحدیث المسلم
 من سلم المسلمون

کی حدیث سے روایت کیا اور اسکو غریب کہا
 میں کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقات ہیں
 جو سلم کے رجال ہیں لیکن اسی نے اس کے
 مرفوع ہونے میں تردد کیا ہے اور پوری
 حدیث یہ ہے کہ دشمنی کراپنے دشمن سے
 اعتدال کے ساتھ ممکن ہے کہ وہ کسی تیرا
 دوست ہو جائے **ف** اس حدیث میں
 ہنی ہے معاملات میں غلو کرنے سے (اور
 اہل طریق میں اسکی تعلیم کا خاص اہتمام ہے)
حدیث جہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ایک پیرزن کے بزرگ داشت فرمانے کا قہقہہ
 ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ یہ ہمارے پاس حضرت
 خدیجہ کے زمانہ میں آتی تھی اور خوبی کے ساتھ
 نباہ کرنا ایمان کی بات ہے اس لئے میں
 اسکی خاطر دای کرتا ہوں) حاکم نے اس کو
 حضرت عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے
 اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے شرط شیخین پر اور
 اس میں کوئی علت نہیں **ف** اس میں حمایت
 ہے حقوق واجبہ و مناسبت کی +

حدیث مسلمان (کامل) وہ ہے
 جسکے زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

۶۴

من لسانہ ویدہ
متفق علیہ من حدیث
ابے موسیٰ
فیہ اصل عظیم
لحسن الاخلاق
تفرع الاف
من احکامہ

الحديث اذا تاكر
كرهم قوم فاكرموه وفي
اوله قصة في قدوم
جرير بن عبد الله
الحاكم من حديث جابر
وقال صحيح الاسناد
في دل بجمومه على
مداراة كل رئيس
ولو كافرا لاشتماله على
المصلحة من تاليفه
على الخيرا والتوقي
من الشر ولكن لا يحض
الطمع

۶۵

الحاكم
اصرا على كل قوم
اعزاز معززين

(یعنی کسیکو ناحق ایذا نہ پہنچنے) روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے ابو موسیٰ کی حدیث سے
ف۔ اس میں حسن اخلاق کا بہت بڑا قاعدہ
مذکور ہے جس پر ہزاروں احکام متفرع ہوتے
ہیں اگر اس کا استحضار رکھا جاوے کہ تمہیں
کسیکو اذیت نہ پہنچنے تو وہ حسن اخلاق کے
ہزاروں شعبوں کو علما و عملاً محیط ہو جاوے گا
حدیث۔ جب تمہارے پاس کسی قوم
کا معزز شخص آئے تم اس کا اکرام کرو اور
اس کے اول میں ایک قسط ہے جس پر
ابن عبد اللہ کے آنے کے متعلق ہر روایت
کیا اسکو حاکم نے جابر کی حدیث سے
اور اسکو صحیح الاسناد کہا۔ ف یہ
حدیث اپنے عموم سے دلالت کرتی ہے
ہر رئیس کی مداراة کے مندوب ہونے
پر گو وہ کافر ہی ہو اس لیے کہ اس میں
مصلحت ہے خواہ خیر پر اس کی تالیف
قلب یا شر سے بچاؤ لیکن محض طمع
(دنیوی) کی غرض سے نہ ہو کہ وہ جائز
(نہیں)

(باقی آئندہ)

الحديث اني خشيت ان يعذّب في
قلوبكم ما اشرأ وقال علي رسل كما انما
صفية متفق عليه من حديث صفية
ففيه الاتقاء عن مواضع التهم
وهي الامور التي تكون صورتها صورة
بعض المنكرات اما ما لو يكن كذلك
فالتصدي له هو الخوف عن الملامة
الذي مدح علي تركه

حدیث بجوئے اندیشہ ہوا کہ وہ (یعنی شیطان)
تھارے قلب میں کوئی بری بات ڈالے اور
(اسلئے) آپ نے (اون دونوں صحابی سے) فرمایا تھا
کہ ذرا تم جاؤ (پہرہ فرمایا کہ) یہ بی بی (جو میرے
پاس بیٹھی تھیں) صفیہ تھیں (کوئی اجنبیہ نہیں)
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے صفیہ کی حدیث
سے (خلاصہ واقعہ کا یہ ہے کہ آپ مسجد میں مشغول
تھے حضرت صفیہ آپ کی بی بی آپ کی زیارت کو حاضر

ہوئیں جب لوٹنے لگیں تو سامنے سے دو شخص آتے ہوئے نظر پڑے آپ نے پردہ کی وجہ سے اون
دونوں سے فرمایا تم جاؤ یعنی یہاں پردہ ہے کبھی سامنا نہ ہو جاوے جب حضرت صفیہ چلی گئیں
اون دونوں کو آنے کی اجازت ہو گئی اوستوت آپ نے فرمایا کہ صفیہ تھیں اونہوں نے عرض کیا تو
توبہ یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی شبہ ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا انی خشیت الخ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان
کا وسوسہ ڈال دینا بعید نہیں خواہ اس وسوسہ پر تم کا بندہ ہوتے اس لئے میں نے اوس کا انکار
کر دیا) ف اس حدیث میں اسپردہ والی بات کہ ایسے شبہات کے مواقع سے بچنا چاہئے اور یہ مواقع وہ
امور میں خفی ظاہری صورت بعض منکرات کی سی صورت ہو جیسے منکوحہ کے پاس بیٹھنا اور اجنبیہ کے
پاس بیٹھنا دونوں صورت میں مشابہ ہیں ایسے مواقع پر احتیاط یا مداخلت ضروری ہے) باقی جو
ایسے نہ ہوں (گو عوام اوسیں بدنام کرتے ہوں جیسے اظہار حق میں بدنام کرنا) اون کی منکر میں پڑنا
(اور عوام کے شبہات کے دور کرنے کے اہتمام میں لگنا) یہ خوف ہے ملامت سے جس کے
ترک پر مدح کی گئی ہے وقال تعالیٰ لا یخافون فی اللہ اوصۃ لا تم ایسا خوف محمود نہیں)

الحديث ان من اجل اعمال
الی اللہ ادخال السرور علی المؤمن

حدیث چٹا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (سن و حس)
سرور سے زیادہ پریرا عمل سرور کا داخل کرنا

ایضا در شرح آیت
انما یخاف اللہ و یحقیقہ

بجانب احتیاط و احتیاط

الحديث الطبرانی في
الصغير والوسط
من حديث ابن عمر
بسند ضعيف
هو كالتطبيع للقوم
وله شرطان لا يدخل
في الشرور با دخال
السرور كدين
الذين سواهم
بصلم الكل
الحديث ان فلانة
تصوم النهار وتقوم الليل
وتؤذي جيراها
فقال ه في النار
احمد والحاكم من
حديث ابهريرة وقال
صحيح الاسناد فيه
شناعة لا يذأ الناس
بلحق وتقم المأثلا
على العبادات -

مومن پر کھو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں ابن
عمر کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے
و یہ معمول صوفیہ کا مثل طبعی کے ہی اور قواعد
شرعیہ سے اسکی ایک شرط ہو وہ یہ کہ اس سرور کے دخل کرنے
سے خود شرور (رو معای) میں داخل نہ ہو جائے جیسا ان
لوگوں کا طریقہ ہے جنہوں نے اپنے مشرب کا
لقب صلح کل رکھا ہے کہ امر بالمعروف و نہی
عن المنکر تک نہیں کرتے کہ سید کا جی برانہ ہو کیا
اذکو قرآن پاک میں یہ حکم نظر نہیں آیا و لا
تأخذہم بھما کرافة فی دین اللہ
حدیث (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کیا گیا کہ) فلا فی عورت دن کو روزہ کہتی ہے اور
رات کو بیدار رہتی ہے اور اپنے ہمایوں کو تکلیف
بھی دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جاوے گی
روایت کیا اسکا احمد اور حاکم نے ابوہریرہ کی حدیث
سے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے و فی
اسکی شناعة ہے کہ لوگوں کو ناحق ایذا دی جاوے
اور انہیں معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا بھی نہ کرے
ہے (یہ باب کس درجہ متروک ہو گیا ہے علایہی
تعلیماً بھی) ❦

تقدیر ما المعاصی علی العبادات
مقدم بودن معاملات بر عبادات

کتاب آداب الغزلة

کتاب آداب العسرة

الحديث عند ذكر الصالحين تنزل
الرحمة ليس له اصل في الحديث المرفوع
وانما هو قول سفیان بن عیینة کذا
رواه ابن الجوزی فی مقدمته صفوة
الصفوة و هو اصل لتدین
احوال الصالحاء وقولهم التابعی جی مثله
الحديث ان الله لا یمل حق قلوبا
تقدم قلت لم اطلب موضعه
رویت عن المشکوة رواية الشيخین
عن عائشة قالت قال رسول
صلی الله علیه وسلم خذ من الاعمال
ما تطیقون فان الله لا یمیل حق
تملوا فیہ الحث علی
الاقتصا د فی العمل والمکاد
المداموة

الحديث حدیث کعب
ابن مالک قلما کان
رسول الله صلی الله علیه
وسلم یخرج الی سفر

حدیث - بزرگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا
نزول ہوتا ہے حدیث مرفوع میں اسکی کچھ اصل
نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول ہے اسی طرح
ابن الجوزی نے صفوة الصفوة کے مقدمہ میں روایت
کیا ہے یہ اصل ہے بزرگوں کے حکایات
جمع کرنے کی اور تبع تابعی کا قول ایسے امر میں حجت ہے
حدیث - اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے تم ہی اکتا
جاؤ گے یہ حدیث پہلے پہل ہے - میں کہتا ہوں
میں نے وہ موقع تلاش نہیں کیا بلکہ مشکوٰۃ سے
شیخین کی روایت حضرت عائشہ سے نقل کر دی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں
اوتناہی اختیار کرو جس کا تحمل کر سکو کیونکہ اللہ تعالیٰ
نہیں اکتاتے تم ہی اکتا جاؤ گے انہیں
ترغیب ہے عمل میں توسط اختیار کرنے پر تاکہ مداومت
مکمل ہو کہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت

حدیث کعب بن مالک سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجز عورات و مشابہ کے
اور دنوں میں بہت کم سفر میں تشریف لیتے تھے
بزار نے صرف یوم الخفس پر اکتفا کر کے اور خیر لکھنے

اصل تبارک و تعالیٰ سبکبار
اصل تبارک و تعالیٰ سبکبار

۴۳

بنا اقتصا د فی العمل
وسط و حسن

السفر فی الخفیس والبدت
سفر خفیس و بدت

الحديث حدیث خلع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد انصر اغ عن الصلوة ثواب ابي جهم اذا كان عليه اعلام شغلت قلبه تقدم في الصلوة قلت والحديث اخرجه الستة الا الترمذي كما في التيسير ولذا لم استقرئ موضع تقدمه في الصلوة وفي رواية ما لك وابي داود كنت انظر اليها وانا في الصلوة فاحاف ان تقتني -
ف فيه صون القلب عن المشواشات -

الحديث اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنوا الله تعالى الترمذي من حديث ابي سعيد وقال غريب في اصل للفراسة وه نوع من الكشف وقل

حديث جس میں یہ قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ابو جهم کا پیرا اس نے اتار دیا کہ اوس میں بھول پڑے تھے جس نے آپ کے قلب کو مشغول کر دیا اپنی مشغولی کے قریب کر دیا جیسا آگے آتا ہے یہ حدیث کتاب الصلوة میں گزر چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی تفسیر سنیہ نے رحمنی جیلے ابن ماجہ کے امام مالک کی بجز ترمذی کے روایت کیا ہے جیسا کہ تفسیر میں اور اسی لئے کتاب الصلوة میں اوس کا موقع میں تلاش نہیں کیا اور مالک اور ابو داؤد کی روایت میں یہ کہ میری نظر نماز میں اوس کی طرف جاتی تھی جھکوا اندیشہ ہوا کہ مجھ کو مشغول نہ کرے (گو اس کی نوبت نہیں آئی) **ف** اس میں قلب کو ایسا تشویش سے محفوظ رکھنے کا مضمون ہے۔

حديث مومن کی فراست دُر و (ڈرنایہ کہ پیش اہل دل نگہ دارید دل تینا شیدا ز گمان بدخل۔
کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابو سعید کی حدیث سے اور اسکو غریب کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل فراست کی اور وہ ایک قسم کا کشف ہی اور عجات

۴۵
تقریباً سبب تشویش

اصل الفاظ سنیدہ و حکیم
اصل فراست و کشف

من القوم

من لم یوت

حظاً منہ

وحکمہ

حکمہ الکشف

الحديث اختصم على وجعفر

وزيد بن حارثة في اينة

حمزة فقال لعلى انت من

وانا منك فجل وقال لجعفر

اشبهت خلقى وخلقى فجل

وقال لزيد انت اخونا

ومولانا فجل ابوداؤد من

حديث على باسنا حسن

وهو عند البخاري دون جمل

في الاحياء والجل هو الرقص

وذالك يكون لفرح او شوق

قلت لم اجد به هذا اللفظ

في سنن ابى داؤد ولا مسيله

نعما ورج الحافظ في الفتم

باب عمرة القضاء مانصه

وفي حديث على عند احمد

صوفیہ میں کوئی شاذ اور ہوگا جسکو ہمیں سے کچھ
 نہ کچھ حصہ نہ دیا گیا ہو اور وہ بھی مثل کشت کے
 جنت شرعیہ نہیں (گو غلط کم ہوتا ہے جیسے ایک
 شخص کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو مگر شہادت تنہا
 اسکی حجت نہیں)

حدیث حضرت علی اور حضرت جعفر اور

حضرت زید بن حارثہ نے حضرت حمزہ کی لڑکی

میں (کہ کون پرورش کرے) باہم اختلاف

کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (سبکی

اس طرح تسلی فرمائی کہ) حضرت علی سے (تویہ فرمایا

کہ) تم میرے اور میں تمہارا وہ (ایک خاص نسبت

پر) رقص کرنے لگے اور حضرت جعفر سے فرمایا

تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہووے یہی

رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا تم

ہمارے بہائی اور دوست ہووے یہی رقص کرنے

لگے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے حضرت علی

کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ اور یہ حدیث

بخاری کے پاس ہی ہے اوسیں جمل نہیں ہے

اور ایما میں ہے کہ جمل رقص کو کہتے ہیں اور

فرح یا شوق سے ہوتا ہے میں کہتا ہوں محکمہ

یہ حدیث اس لفظ سے سنن ابوداؤد میں

وکن امرسل الیہا قرققام جعفر فجل
حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
دار علیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ما هذا قال هذا شی
رایت الجشتہ یصنعونہ بملوکہم
وفی حدیث ابن عباس
ان النجاشی کان اذا رضى
احدا من اصحابہ قام
فجل حوالہ ووجل بفتح
المهملة وكسر الهمزة وقف
على رجل واحدة وهو الرقص
بهيئة مخصوصة وفي
حدیث علی المذکور
ان الثلاثة فعلوا ذلك
وفي القاموس جمل رفع
رجلا وتریت فمشیه
وفیه نواف
اصل رقص اهل الوجد
لفرح او شوق ولوا
من غیر اضطرار اذا لم یکن من غرض
فاسد من الریاء ونحوه

اور نہ اول کی مرسل میں البتہ حافظ ابن حجر نے
فتح الباری کے باب غرة القضا میں اس طرح ذکر
کیا ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں امام احمد کے نزدیک
اسی طرح رسول امام باقر میں ہے کہ حضرت جعفر کثری ہوئے
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رقص کیا اور
اوپر لگا یا کسی کو فی قرآن ہوتا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ کیا ہے انھوں نے عرض کیا کہ یہ ایک نئی چیز جو میں نے
جشنیوں کو اپنی بادشاہوں کو سنا تہ کرتے دیکھا ہے اور
ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ نجاشی رشا
جستہ (جستہ) جب اپنے تابعین میں کسی سے خوش
ہوتا تو وہ شخص اور ہنکر نجاشی کے گرد گھومتا ہوا
رقص کرتا اور جمل بفتح حاء و کسر جیم کے معنی ہیں کہ
ایک پاؤں پر کھڑا ہوا اور وہ ایک خاص ہیئت
پر رقص ہے اور حضرت علی کی حدیث مذکور میں
یہ بھی ہے کہ تینوں نے ایسا ہی کیا اور قاف
میں جمل کے معنی ہیں کہ ایک پاؤں اوٹھایا اور
رقار میں آہستگی کی اور آہستہ یہ بھی ہے کہ اچھلا
(تو مال) اور رقص کی ہیئت مخصوصہ کا یہ
کہ ایک پاؤں اوٹھلے اور ایک پاؤں آہستہ
آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اوچھلتے ہوئے چکر کاٹی
ہوئے ہوں) اس حدیث میں اصل ہے

اہل وجد کے قص کی جو فرج یا شوق (کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ (وہ غلبہ) بے اختیار سی سے نہ ہو (اسکو تو واجد کہتے ہیں کیونکہ ہنیت مذکورہ حدیث اختیار سے تھی) بشرطیکہ کسی غرض من فاسد ریاض وغیرہ سے نہ ہو۔

الحديث الحاکم

من حديث

ابی ذر خاتما.

الناس باخلاصهم

الحديث قال

صحيح على شرط

المشيعين

فيه رعاية

مذاق الرفقة

في المباح

من المعاشرات

حذرا عن

الوحشة

تدريج

العا

٣٥

حدیث حاکم نے ابو ذر رضی کی حدیث سے

روایت کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ اون ہی

کے اخلاق (عادات) کے موافق برتاؤ کرو

حاکم نے اس حدیث کو شرط بخین پر صحیح کہا

ہے **ف** اس میں اسکی تعلیم ہے کہ معاشرت

مباحہ میں اپنے رفیقوں کے مذاق کے رتات

رکھنا چاہیے تاکہ ایک کو دوسرے سے وحشت

بلع عادات تمام ہوا تو اعد سے حدیث کا محمل

اور اسکی حکمت بھی متعین ہے اس میں مودا

صاحب و جد فی اقیام ہی داخل ہو گئی

لیکن قیام مولد کو اس میں داخل نکلیا

جاوے وہاں غلبہ حال ہی نہیں اس لئے

وجد نہیں اور التزام اعتقاد ہی و علی سے

مباح کی قید ہی نہیں نیز اعتقاد قربت کے سبب

معاشرت کی ہی قید نہیں جب قیوم متقی ہیں

مقید ہی متقی ہے اور حکم مخصوص تھا مقید

کے ساتھ پس حکم ہی متقی ہوا واللہ بہدالی الحق

(باقی آئندہ)

۶۸

مواظقتہ مردم در معاشات
مواظقتہ الناس فی المعاشات

کتاب تجائب القلب بربیع المہلک

کتاب عجائب القلب از ربیع مہلک

الحديث اعدى عدوك نفسك التي
بين جنبيك البیهقی و کتاب
الزهد من حديث ابن عباس
وفيه محمد بن عبد الرحمن بن غفران
احد الوضاعين قلت لكن
معناه في القتران قوله تعالى
ان النفس لامارة بالسوء
لان الامر بالسوء لا يكون
الا من عندك العدو وكذا في الحديث
وهو المجاهد من جاهد نفسه و
سياق في كتاب رياضة النفس
فان المجاهد لا يكون الا مع العدو و
الحديث رجعا من الجهاد الصغر
الى الجهاد الكبر البیهقی فی الزهد
من حديث جابر قال هذا السناد
فيه ضعف وتمام في كتاب رياضة
النفس فيل يا رسول الله وما الجهاد
الا كبر قال جهاد النفس قلت في
روح المعاني في تفسيره وجاهدوا

حديث تيراسبك بڑا دشمن تیر انفس ہی جو تیری
بغل میں موجود ہے روایت کیا اسکو بہیقی نے کتاب
الزہد میں ابن عباس کی حدیث سے اور اسکی سند
میں محمد بن عبد الرحمن بن غفران ہے جو منجملہ
وضاعین حدیث کے ہے میں کہتا ہوں لیکن
مضمون قرآن میں ہے کہ نفس بری بات کی بہت
فریاش کرنے والا ہے کیونکہ بری بات کی فریاش
کرنا بڑے دشمن ہی کا کام ہے اور اسی طرح
حدیث میں بھی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بڑا
مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے
اور یہ حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں آدھوگی
کیونکہ جہاد بھی دشمن ہی کے ساتھ ہوتا ہے
حدیث ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
واپس آئے روایت کیا اسکو بہیقی نے کتاب
الزہد میں جابر کی حدیث سے اور کہا کہ اس
اسناد میں ضعف ہے اور یہ پوری حدیث کتاب
ریاضۃ النفس میں ہو وہ یہ کہ عرض کیا گیا کہ یا
رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا
کیا جہاد کرنے میں کہتا ہوں کہ روح اللہ فی

صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبہ النفس

فی اللہ حق جہادہ اخرج البیہقی
عن جابر قال قدم علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قوم
غزاة فقال قدمتم حید
مقدم من الجہاد الا صغر لہ
الجہاد الا کبر قیل وما الجہاد الا کبر قال
جہادۃ العبد ہواہ وفي اسناد
ضعف معفو فی مثله
کمر مدلول الحد بشین
مر مقاصد الفن ظاہر۔

یو
دا
ال
ف

الحديث ان لربکم فی ایام دھرم

۴۰

نفحات الحدیث متفق علیہ من
حدیث اب جہریرۃ وابی سعید
وفی نکتہ لہ ولسامہ
الا فتعرضوا لہا قلت اللہ اعلم
کبت تنبہا الحدیث
الی الشیخین فقد نسب العنیزی
الی الطبرانی عن محمد بن
صلیہ بکذا تنفذ فیہ
ضعفہ اندوفی نسخة
نہایت بکرم نفختہ نہا

و جہاد فی اللہ حق جہادہ کے تحت میں ہے کہ
بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت غازیہ
آئی آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے جہاد صغر
جہاد اکبر کی طرف آئے عرض کیا گیا کہ جہاد اکبر کیا
چیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کا جہاد کرنا اپنی ہوا
نفسانی کے ساتھ اور کسی ناپسندیدہ ضعیف جہاد
مضمون میں مصروف ہونا ان دونوں میں
کے مضمون کا کہ جہاد نفس کی ترغیب و تنقیہ
فن سے ہونا ظاہر ہے۔

حدیث اتھارے ایام عمر میں تھارے

پروردگار کے فیوض (وار ہوئے) ہیں وایت
کیا شیخین نے ابوہریرہ اور ابو سعید کی حدیث
سے اور پہلے ہی آپ کی ہے او اس کا تم یہ ہے
کہ ہاں سن لو اور ان فیوض کے یہ آمادہ رہا
کہتا ہوں خدا جانے سوائے اس حدیث کو شیخین
کے صرف کیے منسوب کر دیا کیونکہ غزوی
نے اسکو جہاد فی سبیل منسوب کیا ہے محمد بن سلیم
سے اسی لفظ کے معنیہ اور ہمیں ایک نسخہ میں
افسر غزوا کے بعد یہ ہے او ایک نسخہ میں تھا
زادہ ہمیں یہ بھی ہے تاہم غزواں فیوض

فلا تشقون بعدہا ابداً
قال الشيخ حديث حسن
وفيه في معنى نفحات
ای تجلیات مقربات
یصیبہا من بشائر عباد
رمالہ ۲۰ فیہ دوام
المراقبة ونعم ما قيل
فيه كانه ترجية

يك چشم ندون داخل زن شاہ بائنی
شاید کہ نگاہی کند انکا و نباشی

تحذیر بقول اللہ عز وجل

لعل تاتوا حراراً برازاً

لغائی اور بندہ لعل جلد

احمدیہ اس عمل سے بے وقار

آخر حدیث حسن ہے

اللہ دلوں میں گراہ دلا

فہم نہ ملے مومن اسناد و راہ

وانا لہ بقا نحمدہ اللہ اسو

قلت فہم نہ ملے تعلیمات

صاحبہ علیہ السلام اور

فہم نہ ملے مومن اسناد و راہ

میں سے کوئی فیض پہنچ جائے جس کے بعد
کبھی تم شقی نہ ہو شیخ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے
اور اس میں نفحات کے معنی میں یہ کہا ہے یعنی کیا
تجلیات جو خدا تعالیٰ کا مقرب بنا دیں اپنے
بندوں میں جسکو چاہیں پہنچا دیں
اس حدیث میں دوام مراقبہ (مذکور) ہے
اور اس ضمن میں کسی نے خوب کہا ہے گریا
اس کا ترجمہ یہ ہے

یہ چشم زدن خاف ازاں شاہ و نباشی

شاہ کہ نگاہی کند انکا و نباشی

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نیکو

شوق میرے ملنے کا بہت جبرہ کیا اور بندہ

اس حدیث کی آہ میں پائی مگر صاحب دوسرے

اصول بوالہررا کی حدیث ہے

و اس حدیث سے منہ اندر در میں سکی

کون سند زرنی کی اور میں کا تمہ یہ ہے

کہ میں اون کے ملنے کا جس سے یہ ہے

مولانا میں بہت پر یہ حدیث ہے

صاحبہ فروں کے ہے اور میں کا

صحیح حدیث میں ہے وہ حدیث ہے

جس میں اس حدیث سے ملتا ہے

سُورَةُ الشُّوْرِ وَالْحٰمِيَّةِ

4 احب الله لقاره فان الشوق احد
اشار المحبة فيه
اثبات المحبة والمحبوبة
للعب

الحديث اذا اراد الله بعبده
خير اجل له واعظا من قلبه ابو منصور
الدبلي في مسند الفردوس من حديث
امامة واسناده جيد
فيه صحه تنبيهات
القلب السليم

الحديث قال الله تعالى
ما وسعني ارضي ولا سماءي
ووسعني قلب عبدى
المومن اللبن الود ١٦١
لما رله اصلا وفي حديث
ابى عتبة قبله
عند الطبراني بعد
قوله وانىة ربكم
قلوب عبادة الصالحين
واحياها اليه لينها
وارفها قلت -

62

معتبر بودن تبیهات قلبی

اوس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثارِ محبت
میں سے ایک اثر ہے **ف** اس حدیث میں
اثبات ہے بندہ کے محب ہونیکا بھی اور محبوب
ہونیکا بھی ۔

حدیث جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کیساتھ
بہلائی چاہتے ہیں تو اس کے لئے اس کے
قلب میں سے ایک اعظم مقرر کر دیتے ہیں وہ یہ کہ
کیا اس کو ابو منصور علی نے منہ الفردوس میں اس سلم
کی حدیث اور اس کی اسناد جدید ہے وہ اس
حدیث کی تنبیہات قلب سلیم کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے

حدیث اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ کو میری زمین
سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان اور مجھ کو میرے مومن
بندہ کا قلب حسیں رحمی اور لطیفان (کی صفت ہے)
سمالیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں
دیکھی اور اس کے قبل جو ابو عبیدہ کی حدیث طبرانی
میں ہے اوسمیں اس قول کے بعد (وآیتہ ربکم قلوا)
عبادہ الصالحین) یہ ہے (واجبہا الیہ الینہا و
ارقمہا) ان دونوں قول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے
پروردگار کی معرفت اوس کے صالح بندوں کے
قلوب ہیں اور سب محبوب میں اللہ کے نزدیک
جنوبیہ قلوب ہیں حج بہت نرم اور بہت شریق ہوں

(باقی آئیدہ)

وحدیث عتبه هذا الوارد
 قبله ما نصح الطبرانی من حدیث
 عتبه الخولانی یرفعه الی النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم قال
 ان لله ائمة من اهل الارض
 وائمة ربکم قلوب
 عباده الصالحین
 الحدیث وفيه بقية
 ابن الولید وهو مدلس
 لكنه صرح فيه بالتحذیر
 وفي المقاصد الحسنة
 معناه وسم قلبه
 الايمان بے و محقق
 و معرفتی اور وفی
 کلید المشکوہ
 الدفتر السادس
 روى الامام احمد
 في الزهد عن
 وهب بن نصيب
 بن الله فتح السموات الخزقل
 حتى فطر الى العرش

میں کتابوں کو وہ حدیث عتبه کی جاس کے قبل
 وارو ہے اس کی عبارت یہ ہے اور طبرانی نے
 عتبه خولانی کی یہ حدیث ہے جسکو وہ بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کتابتے فرمایا کہ اہل
 زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ خدوے ہیں اور تمہارے
 پروردگار کے خدوے اور ان کے صالح بندوں کے
 قلوب ہیں (اور خدوے کی صفت بے سمیت
 تو معنی قلب المؤمن کا مضمون ثابت ہو گیا)
 اور اس حدیث کی سند میں بقیہ بن الولید
 ہیں اور وہ مدلس ہیں مگر اس
 حدیث میں انہوں نے تحدیث کی تصریح
 کی ہے (اس لئے مدلس مضر نہیں) اور مقاصد
 حسنہ میں اس (وسعت) کے معنی یہ کہے ہیں
 کہ مومن کا قلب مجھ پر ایمان لایا تو اور میری محبت
 و معرفت کو سمائیتا ہے کہ دو مرتبہ مخلوق ش
 ارض و سما کے اور جس کو نہیں سما سکتے) اور
 کلید شتوی دفتر سادس میں (اس حدیث کی
 تحقیق میں) ہے کہ امام احمد نے نہیں روایت کیا
 ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 نے حضرت عقیل کے لئے آسمانوں کو کشادہ
 فرمایا یہاں تک کہ انہوں نے عرش پر نظر فرمایا

وقال حزقیل سبحک
ما اعطیتک یا رب
فقال الله تعالى
ان السموات والارض ضعفت
عن ان یسعفی ووسعنی
قلب المؤمن الواضع
الین اءف فیہ اصل لما
قال المؤمن قلب المؤمن عرش الله
او محلا للجلال الاعظم الذی عجز بالوصف
المحدث اکثر اهل الجنة
البلاء البزار من حدیث انس
وضعفه وصححه القرطبی ولبس
کذلک فقد قال ابن عدنانہ
منکروف فیہ بعض شیوخ المؤمن
الکمال حاصلہ عدم تعلق قلبہ بالامور
الدنیویة ومن لوازم عدم
الالتفات الوقوع فی الغلط
کثیرا واما قوله علیہ السلام
لا یلداخ المؤمن من
جحرہ مرتین فمحله
ان مو را الدینیة

در مع القلب الخالص
در نسب بخلی خاص
در

پھر حضرت حزقیل نے عرض کیا کہ آپ کی ذات پاک
ہے آپ کی کتنی بڑی شان ہے اسے میرے
پروردگار تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور
زمین سب عاجز ہو گئے اس سے کہ مجھ کو سہا میں
اور مجھ کو مومن کے قلب نے جو کہ اطمینان اور نرمی سے
موصوف ہے سہا لیا اءف اس حدیث میں
اصل ہے حضرت صوفیہ کے اس قول کی کہ مؤمن
کا قلب عرش اللہ ہے یعنی محل ہے تجلی اعظم کا
جس کو دوسرے کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔
حدیث اکثر معنی لوگ ہوئے ہوتے ہیں
بزار نے روایت کیا ہے حضرت انس کی حدیث
سے اور اس کو ضعیف کہا اور قرطبی نے
اس کو صحیح کہا ہے اور واقع میں ایسا نہیں کہونکہ
ابن عدی نے اس کو منکر کہا ہے اءف اس میں
مومن کی بعض شانوں کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ مومن کو امور دنیویہ سے بچپی نہیں ہوتی اور
جس چیز کے طرف التفات نہیں ہوتا ضروری ہے
کہ اس میں کثرت غلطیاں ہوتی ہیں اور یہ جو
دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مومن ایک سرخ
میں دوبار نہیں کھوتا اس کا محل امور دنیویہ میں مومن
اولی امور میں ہوشیار و بیدار ہوتا ہے اس

نہو فیہا متیقظ

الحديث ان من امتي محدث

ومكلمين من حديث

ابي هريرة لقد كان في ما قبلكم

من الامم محدثون فان

يك في امتي احذوا

عمر رواءه من حديث

عائشة وفيه

صحة الادلهام

الحديث جك الشئ يعي

يصم ابوداود من حديث

ابن الدرداء بسناد

ضعيف وفيه ذم الغلو

حب الخلق

الحديث اتقوا موضع

التهمة لم اجله اصله

قلت ولكن معناه

ثابت من حديث

صغية المارقيل

كتاب العزلة

وفي فيه الحذر

دونوں ہیں کچھ تعارض نہیں)

حدیث - میری امت میں کچھ لوگ محدث

مکلم ہی ہوں گے (یعنی جنکو الہام صحیح ہوتا ہو)

روایت کیا اسکو بخاری نے ابو ہریرہ کی حدیث

کہ پہلی امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے

پس اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوگا تو عمر ضرور

ہیں اور روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہ

کی حدیث کہ اس حدیث میں الہام کے

صحیح ہونے کا مذکور ہے

حدیث - کسی چیز سے زیادہ محبت کرنا

شناسی سے) اندھا اور بہرا کر دیتا ہے روایت

کیا اسکو ابوداؤد نے ابوالدرداء کی حدیث

اسناد ضعیف کیساتھ اس میں مذمت

ہے محبت خلق میں غلو کرنا

حدیث تہمت (دو شتباہ) کے موقع سے

بچیں (ان الفاظ سے) اسکی اصل نہیں

پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حضرت

صغیہ کی حدیث سے ثابت ہے جو محتاج العزلة

کے ذرا قبل گذری ہے اس حدیث

میں احتیاط (کا حکم ہے) خلاف شرع کے شبہ

پیدا کرنے والے امور سے خصوص مقتدا کے

صحیح ابوداؤد

صحیح ابوداؤد

صحیح ابوداؤد

عن الموهمل المنكر
خصوصاً
للمقتدر

الحديث التقوى ههنا
واشار الى القلب من حديث
ابى هريرة وقال الصدق
فيه عدم اعتداد
التقوى الظاهر بكون الباطنى

کتاب ریاضۃ النفس

انما ان لبشر اغضب
كما يغضب البشر
من حديث الرسول
من حديث ابى هريرة
انما محمد لبشر
يغضب كما يغضب
البشر وفيه ان
الامور الطبيعية لا تنافى
كمال النبوة فضلاً
عن كمال الولاية

عمل التقوى
من تقوى

۶۹

عن ما استثنى في بين الامور الطبيعية
فانما تنافى في بيان الامور الطبيعية ودر بیان کمال

(اور اصل طریق یہی ہے اور کسی اہل طریق سے
اس کے خلاف اگر منقول ہے کسی عذر قوی سے
ہے جو اپنے محل میں معلوم ہے)
حدیث تقویٰ یہاں ہے اور قلب کی نظر
اشارہ فرمایا روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث اور اس میں الی صدر ہے ف
اس میں ظاہری تقویٰ کا بدون باطنی تقویٰ کے
غیر معتبر ہونا مذکور ہے *

کتاب تہذیب نفس

حدیث میں بشری ہوں محکوبی ایسا ہی غصہ
آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو آتا ہوا روایت کیا اسکو مسلم
نے حدیث ابن مسعود سے اور مسلم ہی کے نزدیک ابو ہریرہ
کی حدیث یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لبشر
ہیں اور کوئی ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو
آتا ہے ف اس حدیث میں اس پر دلالت ہے
کہ امور طبیعیہ کمال نبوت کے منافی نہیں ہوتے
چہ جائیکہ کمال ولایت کے منافی ہوں (البتہ
اون کے غیر مشروع مقتضائے عمل کرنا یہ کمال
ایمان کے ہی خلاف ہے *

(باقی آئندہ)

الحديث خير الامور اوسطها
 البیهقی فی شعب الایمان
 من رواية مطرف بن
 عبد الله معضلان
 شمل بجموعه انقضاد
 في الجاهدة
الحديث اعبدا لله في
 الرضا فان نوتستطع في
 الصبر على ما شكره خير
 كثير طب اقلت رواه
 الترمذي من حديث
 ابن عباس كذا قاله
 العراقي في كتاب الصبر
 والشكر فيه ان
 الرضا الكامل
 لا يكون فيه
 الكراهة الطبعي وان
 كان فيه ان لم الطبعي
 وان ذاك كراهة العقلي
 لا بد منه في الصبر
 اجزاء وب رعاية ان تعدد

حديث سب امور میں بہتر درجہ اوسط ہے
 روایت کیا اسکو بہقی نے شعب الایمان میں
 مطرف بن عبد اللہ سے ایسی سند کہ اس کے
 درمیان ہی دورا وہی متصل ساقط ہو گئے
 یہ حدیث اپنے عموم سے توسطی الجاہدہ کو شامل
 ہے کہ اس میں مشقت ہی ہو اور تحمل ہی ہو
حدیث اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رضا کو
 ساتھ اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو ناگوار چیز
 صبر کرنے یعنی خیر کثیر ہے روایت کیا اس کو
 طبرانی نے میں کتاب صبر اور روایت کیا اس کو
 ترمذی نے ابن عباس کی حدیث میں اسی طرح
 کہا ہے عراقی نے کتاب الصبر والشکر میں
 اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ رضا کے
 کامل میں کراہت طبعی ہی نہیں ہوتی گوالم
 طبعی ہو ورنہ اگر کراہت طبعی ہو صرف کراہت
 عقلی نہ تو کراہت عقلی تو صبر میں ہی نہیں
 (تو رضا میں صبر سے فوقیت ہی کیا ہوئی)
سنا کہ حدیث میں فوقیت
 مقصود سے اندر نہیں حدیث
 سے تربیت میں مستعد کی رہا ہے
 بھی بہت عارف ہیں کہ بہتر سے رضا ہے

الاعتماد على الجاهل
 اعتماد على الجاهل

۷۷

نقد و تراجم الطبعی و عقلی
 صواب و درستی

فی التریبۃ

الحديث المجاهد

من جاهد نفسه

في اثناء حديث

وصححه من

حديث فضالة

ابن عميد في

افضلية جهاد

النفس من جهاد

الكفار و ان كونه

جهاد ادا صوف عليه

افضل بدون جهاد نفس من جهاد الكفار
افضل بدون جهاد نفس من جهاد الكفار

۷۸

کیا گیا بعض سے مبارک۔

حدیث (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنی نفس

سے جہاد کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے

ایک حدیث کے اثنا میں اور اسکی تصحیح کی اور

ابن ماجہ نے اسکو فضالہ بن عبید کی حدیث سے

روایت کیا ف اس حدیث میں اس پر دلالت

ہے کہ جہاد نفس جہاد کفار سے بھی افضل ہے

کیونکہ جہاد کفار کا جہاد ہونا خود جہاد نفس

پر موقوف ہے (اس لیے کہ اگر جہاد کے حذر

ظاہری و باطنی محفوظ نہ ہوں تو وہ جہاد ہی

نہیں اور حدود کا محفوظ رکھنا یہ جہاد نفس ہے)

کتاب علاج شہوت فرج و لطن

حدیث۔ ابوسعید خدری کی جو یہ حدیث

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا

نوش فرماتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کو

نوش فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے میں نے (عراقی نے)

اسکی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ حدیث ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ

سے فرمایا کہ اپنے کو اسراف سے بچاؤ اور

ایک دن میں دوبار کھانا اسراف میں داخل ہے اسکو

کتاب کسر الشهوتين

الحديث المجاهد

احمد بن محمد بن اذ نغدي

لم تبعث و اذا تعشى

لم يتعد لم اجد له

اصلا و حديث

قال لعائشة يا ا

مرات سررت ف

اكتنبتين في يومين السر

- البیهقی فی الشعب من
حدیث عائشة وقال
فی اسناده ضعف
قلت بل فی الحدیث
ما یدل علی ضده
وهو ما رواه ابو اؤد
فی باب صفة النبیذ
عن عائشة رذاؤها
كانت تنبذ لرسول
الله صلی الله علیه
وسلم غدا فاذا
كان من العشاء
فتعشى شرب علی
عشاءه فان فضل
شی صبیته او فرغته ثم
تنبذ باللیل فاذا اصبح
تغدی فشرب علی
غدا انه قالت
نغسل السقاء
غدا وة وعشیه
فقال لها ابی مرتین

بہیقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد
میں ضعف ہے فقط (پس حجت نہیں ہیں)
(یعنی اشرف) کہتا ہوں بلکہ حدیث میں اسکی
خلاف پر دلالت ہے اور وہ حدیث وہ ہے
جسکو ابو داؤد میں باب صفت نبیذ میں حضرت
عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبح کے وقت خرواہنگو تیل
جسٹام کا وقت ہوتا اور شام کا کھانا نوش فرماتے
تو کہانے نبیذ نوش فرماتے اگر کچھ بچ جاتا
تو میں اس کو گراؤتی (لفظ میں راوی کو شک
۴۹ مگر دونوں لفظ سم معنی میں) پیرشب کو خرواہنگو
وچیں جب صبح ہوتی تو آپ صبح کا کھانا نوش فرماتے
اور کہانے پر نبیذ نوش فرماتے اور حضرت عائشہؓ
نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اس مشک کو چھیں نبیذ تیار
ہوتا تھا صبح و شام دھوڑتے (تاکہ اس میں
پہلے نبیذ کا اثر نہ رہے جس سے نبیذ میں
تغیر کا احتمال ہو جاوے راوی کہتے ہیں کہ)
میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ ایک دن میں
دو بار (نوش فرماتے) انہوں نے فرمایا ہاں۔
ف اس میں دلالت ہے کہ کہانے پینے کی چیزوں میں

عندما ارسلنا فی بین التوسع لکلی و بین التوسع
مدم تا فی دریا کج کر توت فی التا کل و التا عرب

فے یوم فالت نعم
ف فیہ ان التوسع
 فی الماکل والمشارب من
 غیر غلوفیہ لاینافی الزہد
 واما ان قصصا رفیھا فکان
 عن ضرورۃ لا عن قصد
الحديث کان یضرب
 یدہ علی فخذ عائشۃ
 احیاناً ویقول کلبتی یا
 عائشۃ لہ وجد لہ اصلا قلت
 لکن معنای ثابت بالحدیث
 الصحیح الذی رواہ مسلم
 عن عائشۃ قالت کان
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
 صلی رکعتی الفجر فان کنت
 مستیقظۃ حدتني
 وانا اغتطمج **ف** فیہ
 ان المحدث
 مع اهل زینۃ
 مفسوۃ الخاوة

اور اوقات میں (ایک طرف زمان ہے اور
 ایک طرف مکان) توسع کرنا بدون غلو کے یہہ
 زہد کے منافی نہیں اور اکثفا فرماتا (وقت میں
 یا ماکول میں جو وارد ہے) یہ ضرورت سے تھا
 کہ سامان جیسا نہ ہوا (قصداً نہ تھا) جیسا نہ
 غا لین باعین زہد نہ سمجھا ہے۔
حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات
 اپنا ہاتھ حضرت عائشہ کی ران پر مارتے تھے اور
 فرماتے تھے اے عائشہ مجھ سے باتیں کر لے میں نے اس
 حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی۔ میں کہتا ہوں
 لیکن (اس کا ضمن میں حدیث صحیح سے ثابت ہے
 جسکو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے
 کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب فخری دو سنتیں
 پڑھ چکے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں
 کرتے تھے ورنہ لیٹ رہتے **ف** اس میں
 اس پر دلالت ہے کہ اہل خانہ کے ساتھ باتیں کرنا مقصود
 خلوت کے منافی نہیں اور مقصود اجتماع خواطر
 ہے اور بھرتہ ہے کہ اہل خانہ سے چونکہ غایت
 بے تکلفی ہوتی ہے اس سے باتیں کرنے سے
 تلبشوش نہیں ہوتا تشویش عایت ہوتی ہے

(باقی آئندہ)

۸۰

تمام افعال عبادتہ اہل در خلوت
 تمام افعال عبادتہ اہل در خلوت

کتاب آفات اللسان

الحديث

من حسن اسلام

المستترکہ

ما لا يعنيه

وقال غريب وہ من

حديث ابی هريرة

ف اصل عظیم

لتربية النفس

الحديث عند احمد بلفظ

لا يؤمن العبد حتى

يسترك الكذب في

المزاحة والمرار

وان كان صادقاً

ف فيه كون المراء موثقاً

للظلمة فان نقص الدين

هو الظلمة ومن ثم تروا اهل

الطريق يتعفن عند شدة

الحديث لا تسبوا

الاصوات فتؤذوا

کتاب آفات اللسان

حدیث آدمی کے اسلام کی خوبی میں

یہ ہے کہ جو چیز اس کو مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے

روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو غریب

کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی ابو ہریرہ کی

حدیث سے ف تربیت نفس کے لیے یہ

حدیث اصل عظیم ہے (جس سے فروع کثیرہ کی

حقیقت معلوم ہو کر اون کا لازم ترک ہوتا

ثابت ہوتا ہے)

۸۱ حدیث احمد کے نزدیک ان نقطوں سے

ہے کہ بندہ (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک

جھوٹ بولنا نہ چھوڑے حتیٰ کہ خوش طبعی میں

بھی اور جب تک بحث مباحثہ کو نہ چھوڑے

(فالمرء معطوف علی الکذب) گوسچا ہی ہو۔

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحث و جست

سے ظلمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایمان کا

نہونا ظلمت ہے اور اسی نے تم اہل طریقت

کو دکھو گے کہ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں

حدیث۔ مے ہوؤں کو برامت کہو کہ

اس سے تم زندہ و کمو ایذا دو گے روایت کیا

تربیت النفس من الآفات والافعال

ترک اقوال و افعال بحث

تربیت الجہد ال

اصول تہ عظیمہ الہیہ

استنباط و تفسیر کتب

الاحیاء الترمذی من
 حدیث المغیر بن شعبہ
 ورجالہ ثقات فیہن
 غیثۃ المیتۃ اشد
 لاشتمالہ علی مفسدین
 اہانتہ المیتۃ یمیز الی
 الحدیث الا فی داؤد والترمذی
 وقال غریب من حدیث
 ابن عمر ذکرہ محاسن موتاکم
 وکفوا عن مساویہم
 وللنساء من حدیث
 عائشۃ لان ذکرہ موتاکم
 الانجیزوا سنادہ جید
 وفیہ ملکہ
 ما قبلہ ولعل فی السکوۃ
 عن الحکمۃ الخاصۃ
 اشارۃ الحکمۃ اخری
 کتعدرا للخلل منہ و
 کاحتمال مغفرۃ ووضوحۃ
 المختاب حکما للہ
 علی ہذا الاحتمال

اسکو ترمذی نے منیر بن شعبہ کی حدیث سے
 اور اس کے رجال ثقات ہیں اس میں
 دلالت ہے اس پر کہ مرے ہوئے کی غیبت کرنا زندقہ
 کی غیبت کرنے سے زیادہ شدید ہے اس لئے
 کہ وہ دو خطا میں مشتمل ہے۔ ایک مرے ہوئے
 کی اہانت و دوسرے مرزندہ کی ایذا رسانی۔
حدیث۔ ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں
 ہے اور ترمذی نے غریب بھی کہا ہے حضرت
 ابن عمر کی حدیث سے کہ مردوں کی خوبیاں
 ذکر کیا کرو اور انکی برائیوں (کے ذکر) سے رکھو اور
 نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ کی روایت یہ ہے کہ انکو
 مردوں کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کیا کرو اور انکی اسناد
 جید ہے **ف** اس میں بھی مضمون ہے
 جو اسکی قبل الی حدیث میں ہے اور شاید
 کسی خاص حکمت کا بیان نہ کرنا جیسے حدیث
 سابق میں بیان کی تھی (اشارہ ہو دوسری
 حکمتوں کی طرف جیسے مردہ سے معاف
 کرانے کا دستور ہونا اور جیسے یہ احتمال ہوتا
 کہ اسکی مغفرت ہو گئی ہو اور اس احتمال پر
 یہ غیبت کرنے والا گویا خدا تعالیٰ کے
 حکم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

کتاب ذم الغضب

الحديث سأل رجل

رسول الله صلى الله عليه

ما يبعدني من غضب الله

قال لا تغضب

الطبرانی في معاد

الاخلاق وابن عبد البر

في التمهيد باسناد

حسن وهو عند احمد

وان عبد الله

ابن عمر هو السائل

ام قلت ترجمه العار

الروعي بقوله

گفت از خشم خدا چه بوداں گفت ترک خشم خوش اندر

ف باب عظیم من السلوك في الطريق

الحديث من اصيب اصاب

سره معافي في بدنه عند

قوت يومه فكا فاحير

الدنيا جذا فيرها

الترمذی وابن ماجه

کتاب ذمت غضب

حديث. ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سوال کیا کون چیز مجھ کو غضب

آبی سے دور کر سکتی ہے آپ نے فرمایا تو غضب

مت کرنا۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے معاد

اخلاق میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں

اسناد حسن سے اور یہ حدیث احمد کے یہاں

بھی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن

عمر و سوال کرنے والے ہیں فقط میں کتابوں

کہ عارف رومیؒ نے اپنے اس شعر میں کہا

ترجمہ کیا ہے

گفتم از خشم خدا چه بوداں

گفت ترک خشم خویش اندر زماں

ف اس حدیث کا مضمون سلوک طریق

کا ایک باب عظیم ہے (یعنی غصہ کا ضبط کرنا)

حديث جو شخص اس حال میں صبح کرے

کہ اوس کے نفس میں امن ہو اوس کے

جسد میں عافیت ہو اوس کے پاس امن

کہانے کو ہو تو گو یا دنیا بٹما ہوا اوس کے

یے جمع کر دی گئی روایت کیا اسکو ترمذی

ذم الغضب

۸۳

الفتاویٰ والفتاویٰ

حدیث عبید اللہ بن محصور

دون قولہ مجذافیرھا قال

الترمذی حسن غریب قلت

ترجمہ العارف الرضی بقولہ

جون ترانانے وخرقائے بود

ہرین مومے تو سلطانے بود

ف فیہ تعلیم القناعة

واغتنام الامن والعافية

الحديث كما د الفقرا ان يكون كقوله

وكا د الحسن ان يغلب لقداما مسلم

الكشفي البیهقی فی الشعب

من رواية يزيد الرقاشي عن

النس ويزيد ضعيف رواه الطبرانی

فی الاوسط من وجه اخر بلفظ

كادت الحاجة ان تكون كقوله ^{ابن} ضعيف

ف فیہ عدم كون الفقر محمداً

على الاطلاق -

الحديث الرجل يحب القوم لما

يلحق بهم فقال هو مع من أحب

عليه من حديث ابن مسعود

ف فیہ كون حب الشيخ

فیہ تقه عظیم

اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن محصور کی حدیث سے

اس لفظ کے یعنی بخدا فرمایا۔ ترمذی نے اس کو

حسن غریب کہا ہے میں کہتا ہوں کہ عارف

رومی نے اپنے اس شعر میں اس کا ترجمہ کیا ہے

چل تراتانے وخرقائے بود

ہرین مومے تو سلطانے بود

ف اس حدیث میں تعلیم ہر قناعت کی اور

راعمال کے لیے اس میں عافیت کو غنیمت سمجھنے کی

حدیث فقر (یعنی محتاجی) قریب ہے کہ فقر

ہو جائے اور حد قریب ہے کہ قدر پر غالب جائے

روایت کیا اسکو ابو مسلم کشی نے اور بیہقی نے

شعب میں یزید رقاشی کی روایت سے وہ

النس سے روایت کرتے ہیں اور یزید ضعیف

اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں

دوسرے طریق سے ان لفظوں سے کادت

الحاجة الخ اور اس طریق میں ہی ضعف ہے

ف اس میں فقر کا مطلقاً محمود نہ ہونا معلوم

حدیث۔ ایک شخص کی جماعت سے محبت کہتا ہو اور اسکو

اون کے درجہ تک سائی نہیں مگر اپنے خلیا کہ شخص اون ہی

کیا ہو گا جن سے محبت کہتا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد

کی حدیث میں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی محبت لفظ

عظیم ہوتا ہے (اسی لئے اس طریق کو سبکابیت اتمام الی

۸۴

ذم بعض الفقہ
ذم بعض فقر

الفقہ اعظمی ج ۱
تفہیم قرآن

کتاب ذمہ الدنیا

کتاب ذمت دنیا

الحديث الدنيا سجن المؤمن
وجنة الكافر مسلم
من حديث ابی هريرة
وفيه ان من شأن المؤمن
عدم لصوق قلبه بالدنيا
الحديث الدنيا
ملعون ملعون
ما فيها الترمذي
وحسنه وابن
ماجة من حديث
ابی هريرة وزاد
الا ذكر الله وما
والله وعالم
ومتعلم

الحديث حديث ابی
موسى الاشعري من
احبة نياہ اضرباخرت الحديث
احمد والبخاري والطبرانی
وابن حبان والحاكم وصححه تمامه

حديث دنيا سجن المؤمن
بارع وپہا ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث سے اس میں دلالت ہے اس پر کہ مومن کی
شان یہ ہونا چاہیے کہ اس کا دل دنیا میں
نہ لگنا چاہیے (جس طرح جیل خانہ سے گھبراتا ہے۔
حديث دنيا بھی راندہ درگاہ ہے از جو
دنیا میں ہے وہ بھی روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور اسکو حسن کہا اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ
کی حدیث اور اتنا زیادہ کیا کہ مگر یہ خبریں
مستثنیٰ ہیں) ذکر اللہ اور جو (چیز) اس کے
تابع (اور اس کے متعلق ہے) اور عالم اور طالب علم
(یہ تخصیص بوجہ تعظیم ہے کیونکہ ذکر اللہ میں علم
داخل ہے اور عالم و طالب علم کا تعلق علم
سے ظاہر ہے اس لیے سب مان دین)

۸۵

حديث۔ ابو موسیٰ کی حدیث کہ جو شخص
اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت
ضرر پہنچاویگا انہ اسکو احمد ابن حنبلہ اور ابی داؤد
اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور
حاکم نے اسکی تصحیح بھی کی اور اسکی تتمہ یہ ہے

المتحدث عن الدنيا
وتمت الدنيا

ومن احب اخوته
اضرب د نیاہ فاثرو
ما یبقی علی
یفی

الحديث حب الدنيا راس
كل خطيئة ابن ابي
الدنيا في ذم الدنيا والبيهقه
في شعب الايمان من
طريقه من روايته الحسن بن سلا
الحديث الدنيا دار
من لا دار له الحديث
احمد من حديث
عائشه مقتصر على هذا
وعلى قوله ولها يحجم من
لا يحقل له و زاد
ابن ابي الدنيا والبيهقه
في الشعب من
طريقه ومان من لا مال له
واسناده جيد
وفي كل من لا رقة
تتغير عن الدنيا

۸۶

تتغير عن الدنيا
تتغير عن الدنيا

جو شخص اپنی آخرت محبت کر لگا دے اپنی دنیا
کو ضرر پہنچا دے گا پس تم باقی کو فانی پر ترجیح
دو۔ جبکہ دونوں کی کامل طلب کا جمع ہونا
غیر ممکن ہے)

حدیث۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل
ہے روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے
ذم دنیا میں ابو ہریرہ نے شعب الایمان میں ابن
ابی الدنیل کے طریق سے حسن کی روایت
مرسلہ۔

حدیث۔ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا
کوئی گھر نہ ہو ائمہ روایت کیا اسکو احمد حضرت
عائشہ کی حدیث سے اس طور پر کہ اس جملہ
(مذکورہ) پر اور (اسکے ساتھ) دوسرے اس
جملہ پر کہ اس دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے
جبکہ عقل نہ ہو اتفا کیا ہے اور ابن ابی الدنیا
نے ابو ہریرہ نے شعب میں ابن ابی الدنیا
کے طریق سے یہ اور زائد کیا ہے کہ وہ دنیا
اس شخص کا مال ہے جس کا کچھ مال نہ ہو
اور اس کی سند جدید ہے۔

ف ان چاروں حدیث میں دنیا
نفرت لائی گئی ہے۔

کتاب ذم الجمل

کتاب مذمت نخل

الحديث لا تتخذوا
الضيعة فتحبوا الدنيا
الترمذی والحاکم وصح
اسنادہ من حیث ابن
مسعود بلفظ فترغبوا
وفیه ما فی الاربعة المتأ
بزیادة ان فی الضیعة زیادة
لصوق بالدنیا
الحديث ثم المال الصالح
للرجل الصالح احمد الطبرانی
الکبیر والوسط من حیث
عمر بن العاص بصحیح بلفظ
نعم اوافق للمرووفیه زالدنیا
غیر مذمومة اذ انما
معینة فی الدین۔

الحديث عز المؤمن استغناء
عن الناس الطبرانی فی الأوسط
والحاکم وصح اسنادہ
الی اخر ما قال

حدیث جائد او کا سامان مت کر و کہ اس
تم میں دنیا کی محبت ہو جائیگی روایت کیا اس
ترمذی نے اور حاکم نے مع تصحیح سند ابن
مسعود کی حدیث سے اس لفظ سے کہ تم کو
دنیا کی رغبت ہو جائیگی و اس حدیث
میں بھی اوپر کی چار حدیث والا مضمون ہے
اتنی زیادت اور ہے کہ جائد او میں دنیا کے
ساتھ زیادہ تعلق ہو جاتا ہے۔

حدیث۔ نیک مال نیک آدمی کیلئے اچھا ہے
روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے کبیر و اوسط
میں عمرو بن عاص کی حدیث سے صحیح سند
کے ساتھ بلفظ نعم اور دونوں نے للرجل کی جگہ
للرجل کہا ہے معنی دونوں کے ایک
ہیں و اس میں دلالت ہے کہ دنیا
جب دین میں معین ہو تو وہ مذموم نہیں۔

حدیث۔ مومن کی عزت یہ ہے کہ سب
لوگوں سے مستغنی رہے روایت کیا اس کو
طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اور اسکی
اسناد کو صحیح کہا اور ان کے آخر قول تک

قول المساقین
منہاج

احمد و الطبرانی المعین علی الصلوة

عدم ذم دنیا معین آخرت

عن العزوفی ان استغناء
بعدم عزت و استغناء

ف فیہ حقیقۃ
العزائم بالامتغناء
لابالاستقصاء
وهو مشاہد
الحل شیخ حدیث ابن عمر
ان لله جباراً یخضعهم بالنعیم
لمنظم العباد للحدیث
الطیرانی فی الکبیر والکوط
وابن نعیم وفیہ محمد بن حنبل
السمتی فیہ لین
ووثقنا بن معین یرویہ
عن ابی عثمان عبد اللہ بن
زید الحمصی ضعفہ الا
زدی تمامہ فمن یجلی اقلک
المنافع علی العباد تنقلہا
اللہ تعالیٰ وحولہا الی غیرہ
وفیہ تہدیل علی الصنہ فی الصنہ
النفع دنیویا کان او دنیا لا
سیما ازکان عن ادلال ترجمہ
بعضہم بقولہ -
خاص کند بندہ مصلحت عام را

والصالحین والنافعین
وم یجلی در افادہ

۸۸

ف اس حدیث میں عزت کی حقیقت
بیان کی گئی ہے کہ وہ استغناء سے حاصل
ہوتی ہے نہ کہ (دنیا کے مال بجاہ میں) زیادہ
کوشش کرنے سے اور اس کا مشاہدہ ہے
حدیث ابن عمرؓ کی حدیث کہ اللہ تعالیٰ
کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ
نعمتوں کے ساتھ مخصوص فرماتے ہیں دوسرے
بندوں کے نفع کے لئے ان کو طبرانی نے
کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور ان میں
محمد بن حسان سمعی راوی ہے جس میں
قدرے ضعف اور ابن معین نے اس کی
توثیق کی ہے وہ اس کو ابی عثمان عبد اللہ
ابن زید حمصی سے روایت کرتے ہیں ان کو
ازدی نے ضعیف کہا ہے اور ترمذی
حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص ان منافع
میں بند و پیر بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ان
سے منتقل فرما کر دوسروں کی طرف منصرف
کر دیتا ہے ف - اس میں تہدید ہو بندہ کو
نفع پہنچا نہیں بخل کرنے پر خواہ دینی ہی منفعت ہو
دینی - بالخصوص اگر کمال پہناز اس کا منشا ہو بعض نے
اس کا ترجمہ کیا ہے خواص کند بندہ مصلحت عام را

(باقی آئندہ)

کتاب خم الجاہ

کتاب مذمت جاہ

الحديث منهومان لا
يشبعان الحديث الطبرانی
من حديث ابن مسعود
بسند ضعيف والبخاري والطبرانی
في الاوسط من حديث
ابن عباس بسند لين
قلت وفي حديث الدارمی
صاحب العلم وصاحب الدنيا
وروى البيهقي عن انس
ان النبي صلى الله عليه
وسلم قال منهومان لا يشبعان
منهمو في العلم لا يشبع
منهمو في الدنيا لا يشبع
منها كذا في المشكاة وفيه مدح
على الحرص على العلم ثم للحرص على الدنيا
الحديث روى ابن ابی الدینا في کتاب
الاخلاص من حديث عائشة بسند
يفضل الزكر الحنفی الذی لا تسعه
الحفظة على الذی تسعه

حديث - وورخص ایسے ہیں کہ ان کا کبھی
پیٹ نہیں پھرتا الخ روایت کیا اسکو طبرانی
نے ابن مسعود کی حدیث سے سند ضعیف
کے ساتھ اور بخاری نے اور طبرانی نے اوسط
میں ابن عباس کی حدیث سے بھی سند
سے روایت کیا ہے میں (اشرف) کہتا ہوں
کہ دارمی کی حدیث میں یہ ہے (کہ وہ
دو حریص ایک) طالب علم اور (دوسرا)
طالب دنیا اور روایت کیا بیہقی نے اس
سے کہ بنی صلی السدی علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریص کا
کبھی پیٹ نہیں پھرتا ایک علم کا حریص کہ
اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک دنیا کا
حریص کہ اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اس طرح
ہے مشکوٰۃ میں ف اس حدیث میں ص
علم کی مدح اور حرص دنیا کی مذمت، انص
حدیث - ابن ابی الدینا نے کتاب الاخلاص
میں حضرت عائشہ کی حدیث سے سند ضعیف
روایت کیا ہے کہ ذکر غفی جبکہ ملکہ فطین
اعمال سنتے ہوں اوس نے کرچ جبکہ وہ سنتی ہوں

در حدیث الدینا
در حدیث

اختلاف بعض الاعمال عن الملائكة واصل الدين على بعض
مطلع بوردن لکن بعض اعمال واصل نہ کرتی تھیں

۴۰

در اربعہ
فصلت فیہ

الحفظة سبعين درجة
ف فيه ان بعض ال
عمال لا يطعم عليه
الكاتبون الكرام
ومن ثم قال بعضهم
میان عاشق و معشوق رمزیت
کرمات کا تین اہم خبر نیست
وايض فيه اصل
لذكر القلبی
المحض الذي لا حركة
فيه للسان

الحديث للشيخين من
حديث جذب من سمع
سمع الله به ومن راء
راء الله به
ورواه مسلم من حديث
ابن عباس فيه
من ثم الریاء ما هو ظاهر

الحديث مسلم من حديث
ابن مسعود مختصر اسئل النبی صلی
علیہ وسلم عن الوسوسة

شتر درجے فضیلت رکھتا ہے و اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی
کرمات کا تین کو بھی اطلاع نہیں ہوتی اور اسی
بعض نے کہا ہے

میان عاشق و معشوق رمزیت
کرمات کا تین راہم خبر نیست

اور اسی سے اس نوکر قلبی محض کی بھی اصل نکلتی
ہے جس میں زبان کی بالکل حرکت نہ ہو جبکہ
بعض اہل ظاہر نے انکار کیا ہے البتہ بعض
احکام فقہیہ میں جیسے قرأت و کلمہ وغیرہ
مستقل لائل سے تلفظ شرط ہے

حدیث - بخاری و مسلم میں جذب کی
حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص شہرت کے
واسطے کچھ عمل کریگا اور جو شخص انہماک سے
یہ کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب
کا انہماک کرے گا اور روایت کیا اس کو مسلم
نے حضرت ابن عباس کی حدیث سے
اس میں ربا و نمائش کی جو مذمت ہے ظاہر ہے
حدیث مسلم نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے
مختصر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم سے دوسوہ کے متعلق سوال کیا گیا آپؐ

فَقَالَ ذَاكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ
وَالنَّسَافُ فِي الْيَوْمِ
وَاللَّيْلَةِ وَابْنُ حَبَانَ فِي صَحِيحِهِ
وَرَوَاهُ النَّسَافُ فِيهِ
مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ
الْحَدِيثُ حَدِيثُ
ابْنِ عَبَّاسٍ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
سَرَدَ كَيْدَ الشَّيْطَانِ
إِلَى الْوَسْوَاسَةِ
أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَافُ
فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ
بِالْفَرْقِ
وَفِيهَا عَدَمُ
الْمَوَاقِفِ
عَلَى الْأُمُورِ
الْغَيْرِ
الْإِخْتِيَارِ
بِإِيجَابِ إِشَارَةِ
الْمَلَأِ السُّرِّيَّةِ
الْحَدِيثُ مُسْلِمٌ مَجْتَدٍ

فرمایا کہ یہ خالص ایمان (کی علامت) ہے
اور نسائی نے یوم ولیلہ میں ابوسان حبان نے
اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے مگر نسائی
نے یوم ولیلہ میں اسکو حضرت عائشہ رضی
حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث۔ ابن عباس رضی کی حدیث کہ خدا
کے لیے جس نے شیطان کے چالوں
کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا (کہ اعمال و عقائد
سے اس کا تعلق نہ ہونے دیا) روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے اور نسائی نے یوم ولیلہ
میں کید کے لفظ سے بجائے لفظ کید
الشیطان کے ف ان دونوں حدیثوں
میں امور غیر اختیار پر مواخذہ نہ ہونا مذکور
ہے بلکہ (اس سے بڑھکر ان دونوں میں
ان وساوس پر سرور ہو نیکی طرف اشارہ ہے
(اور یہی تدبیر ہی ہے اس سے بھات کی کہ
کچھ پروا نہ کرے بلکہ خوش ہو ایک بزرگ کا
قول ہے کہ شیطان کو مومن کی خوشی گوارا نہیں
جب وساوس پر خوش ہوتا ہوا دیکھے گا وہ
ڈالنا چوڑے گا)

حدیث مسلم نے ابوزر کی حدیث سے

۹۱

بعض احادیث میں ابوسان حبان سے روایت

میں ان دونوں بزرگوں سے

روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون سے فرمایا کہ کبھی دشمنوں پر بھی حکم نہ بننا
اور کبھی کسی یتیم کے مال کے متولی مت بننا
ف اس حدیث میں دلالت ہے کہ وضعفاء
کو تعلقات غیر واجبہ میں واقع نہ ہونا چاہیئے
جیسا کہ اسی حدیث میں اس ارشاد کی بنا میں
یہی فرمایا ہے کہ میں تم کو ضعیف دیکھتا ہوں
(اور ایسا شخص ایسے تعلقات کا تحمل نہیں کر سکتا
یا تو ان تعلقات کے حقوق ضائع کرے گا اور
یا وہ کمر واجبات میں اخلال کرے گا۔)

ابی ذر لاتا من
علیٰ اثنین
ولا تلین مال
یتیم ف
فیہ عدم الوقوع
فی العلاقات
الغیر الواجبة
للضعفاء کما فی
هذا الحدیث
افی لاراک ضعیفاً

۹۲

کتاب ذمالکبر کتاب مذمت کبر

حدیث - ترک زینت (بھی) ایمان کے
شعبوں میں سے ہے روایت کیا اسکو
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ بن ثعلبہ کی
حدیث سے ف - مدلول اس کا ظاہر ہے
یعنی براہ تو واضح ترک زینت کرنا - یعنی نہ تمہ
تکلف و تزین کا اہتمام ہو اور نہ میلان کچیلان
کہ نفاقت کی تاکید آئی ہے)

الحدیث البذاذة
من الایمان
ابوداؤد وابن ماجه
من حدیث
ابی امامة بن ثعلبة
ف مدلوله
ظاہر من سترك
الزينة تواضعاً

الحديث حديث

ابن ثعلبة

اذا رايت

شعاً مطاعاً

وهوى متبعاً

واجاب كل

ذی سرای

برایہ فعلیک

بنفسک ابوداؤد

والترمذی

وحسنہ

وابن ماجہ

ف فیہ ما علیہ

البعض من

عدم النعرض

لاحد وجود هذه

الاعذار ظاہر

ودع امر العامة

الحديث حديث لوليت ذنبوا

الخشيت عليكم اهل الكبر

من ذلت العجب العجب البزار

حديث ابو ثعلبة کی حدیث کہ جب تم یہ حالت

دیکھو کہ حرص کی اطاعت کی جارہی ہے اور خواہش

نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر ذی رائے

اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے تو (اوسوقت)

تم اپنے نفس کی خبر لو اور عامہ الناس سے تعرض

کرو جیسا کہ ایک روایت میں یہ زیادت بھی ہے

ودع امر العامة اور جن پر باقاعدہ حکومت

ہے وہ عامہ سے خارج ہیں) روایت کیا

اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور ترمذی نے

اسکی تحفین بھی کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی

روایت کیا۔ ف اس میں اسکا ذکر ہے جو

بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ (بجز مواقع و جہات)

کسی سے تعرض نہیں کرتے کیونکہ ان عذر و

کے سہتے تھے عدم تعرض کی اجازت ہے)

اور ان عذر وں کا وجود (اس وقت) اظہر ہے

(اور چونکہ یہ عظیم حدیث ہے اس لیے)

جو بزرگ تعرض کرتے ہیں وہ ہی اس حدیث

کے خلاف نہیں)

حديث - یرتر سے گناہ صادر نہوں تو جبکہ

نہیں اس سے بھی بڑھ کر ہے نہ اس سے کم

اور وہ جو عینی خود بینی سے اسکو نہانے

علاء العوض المکرم فی بعض الاحوال الخاف

تر صرف عام

۵۳

الحديث

وابن جبان فی الضعفاء
والبیہقی فی الشعب من حدیث
النس فیہ سلام بن ابی الصہب
قال البخاری منکر الحدیث
وقال احمد حسن الحدیث
ورواہ ابو منصور الدیلمی
فی مسند الفردوس من حدیث
ابی سعید بسند ضعیف
جدا ف فیہ ما ینکرہ
العارفون من بعض الحكم
التکوینیۃ للمعاصی ولا
یلزم منه الاذن فی مباشرتها
واما المقصود منه التخیف
فی غم المعاصی حیث یقتضی الی القنوط

الحدیث

ان الله لا ينظر

الی صورکم

تقد مرقلت

فی العزیزی

ان الله لا

ینظر الی صورکم

۹۴

کوئی اصلاح الباطن اصلاً
اصل جو نہ ملاحظہ نظر

ابن جبان نے ضعفاریں اور بیہقی نے شعبت میں
حضرت انس کی حدیث سے اور اسمیں سلام
بن ابی الصہب ہجو اسکو بخاری نے منکر الحدیث
کہا ہے اور احمد نے حسن الحدیث کہا ہے اور
اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
ابو سعید کی حدیث سے ایسی سند روایت
کیا ہے جو قایت ورجہ ضعیف ہے و
اسمیں وہ مضمون ہے جو کوعارفین ذکر کیا کرتے ہیں
یعنی معاصی کی بعض تکوینی ملکیتیں اور اس سے
معاصی کے ارتکاب کی اجازت لازم نہیں آتی
صرف مقصود اس مضمون سے ترکب معصیت
کے اوس نعم میں تخفیف کرنا ہے جو درجہ یا س
تک پہنچ جاوے (جس سے پہر وہ معصیت
توبہ کرے یہ معصیت کو ترک کرے)

حدیث - اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو
نہیں دیکھتے یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے میں
راشرف (کتابوں) کہ (چونکہ وہ موقع میں نے
تلاش نہیں کیا اس لئودوسری جگہ سے نقل
کرتا ہوں) میں عزیزی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
تمہاری صورتوں کو (جنہیں اعمال ظاہرہ و مخفیہ
بھی آگئے) کہ وہ بھی خاص ہیئات میں ہے (کی)

اور اموال کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے قلوب
اور اعمال کو دیکھتے ہیں روایت کیا اسکو
مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔
ف حدیث صحیح کہ ہے اصلاح باطن کے
اصل ہونے میں (اور اعمال کا ذکر اس کا
منا فی تمہیجا جاوے) کیونکہ اعمال بھی بدن اصلاح
باطن معتد بہا نہیں ہیں (چنانچہ عقیدہ صحیحہ مطلقاً
اعمال میں بالاتفاق شرط ہے اور یہ دونوں
باطن ہیں) اور مولانا رومی کا یہ شعر گویا اس
حدیث کا ترجمہ ہے **۵**

۹۵

مابروں را بنگریم وصال را
مادروں را بنگریم وصال را

داموالکم و لکن
انما ی نظر الے
قلوبکم و اعمالکم
مرہ عن ابنے
هريرة **ف**
صریح فی کون
اصلاح الباطن
اصلاً لان الاعمال لا
یعتد بہا بدو و قول
الدروہی کا لترجمة له **۵**

مابروں را بنگریم وصال را
مادروں را بنگریم وصال را

کتاب التوبہ از ربیع منجیات

کتاب التوبہ من ربیع المنیۃ

حدیث نام ہونا توبہ ہے روایت کیا
ابن ماجہ نے اور ابن جان نے اور حاکم نے اور
انہوں نے اسکی اسناد کو صحیح بھی کہا ہے ابن مسعود
کی حدیث اور ابن جان اور حاکم نے اسکی
حدیث سے بھی اسکو روایت کیا اور حاکم نے
کہا کہ صحیح ہے بخین کی شرط پر **ف** اس حدیث
میں توبہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے ۛ

الحديث الذم توبة ابن حنبل
و ابن حبان و الحاکم و صحیح
اسنادہ من حدیث ابن
مسعود و رواہ ابن حبان
و الحاکم من حدیث انس و قال
صحیح علی شرط الشیخین **ف**
فی حقیقة التوبة

الحديث الله افرح بتوبة
عبداه المؤمن من
رجل نزل في ارض
فلاة دوية مهلكة
الحديث متفق عليه من
حديث ابن مسعود
والن زاد مسلم في
حديث الن شرف قال
من شدة الفرح اللهم
انت عبدى وانا ربك
اخطأ من شدة الفرح
ورواه مسلم بدون
هذه الزيادة من
حديث النعمان بن بشير
ومن حديث ابن
هريرة مختصرا
ف فيه العفون
المغلوب ولومن
الفرح فكيف بالهجة
والشوق

۹۶

العفون المغلوب
ما في المغلوب

حديث الله تعالى اپنے بندہ مؤمن کی توبہ سے
اور شخص سے ہی زیادہ خوش ہے تو ہمیں ایک ایسی زمین میں
جو بے آب و گیاہ اور ہلاکت کا مقام ہے (الخ)
(الخ) جو گل میں اس کا اونٹ گم ہو گیا جبراس کا
خورد و نوش کا سامان تھا اب نہ کھانے پینے کو
رہا نہ سواری ہی پس ہلاکت کا منتظر ہو کر لیٹ رہا
آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سامان کے
پاس کھڑا ہے اور وقت بقتہ خوش ہو گا تو اللہ تعالیٰ
اس سے ہی زیادہ توبہ کرنے سے خوش ہوئے ہیں (روایت کیا
اسکا بھائی مسلم نے ابن مسعود اور انس کی حدیث اور
مسلم نے انس کی حدیثیں باو زیادہ کیا ہے یعنی پہلو
شخص نے شدت غمی میں کہہ دیا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہو
اور میں تیرا رب ہوں (مستور فرماتے ہیں کہ) وہ شدت فرح سے
جھوک گیا اور مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث اور ابو ہریرہ کی
حدیث کے بدلے اس کی یادتی کے مختصر روایت کیا ہے اس
ابن ہش میں یہ لکھ کر ہے کہ مغلوب کی غلطی معاف ہو کر کوئی
مستور علی اللہ علیہ وسلم نے اس غلطی کو فضل کر کے کہیں نہیں فرمایا
اگرچہ وہ فرح ہی ہو اور کہ ایک لاش ناشی عن الدینا ہی تو
بہلا جو محبت شوق سے مغلوب ہو اس کا تو کیا پوچھنا ہو
جو کہ ناشی عن الدین کیفیات میں سے ہے

(باقی آئندہ)

الحديث انه ليعنان
على قلبى فاستغفر الله فى
اليوم والليلى سبعين مرة
مسلم من حديث الامام الزنى
الا انه قال فى اليوم مائة
مرة وكذا عند ابى داود
والبخارى من حديث
ابى هريرة انى لاستغفر الله
فى اليوم اكثر من سبعين مرة
وفى رواية البيهقى فى الشعب
سبعين لم يقل اكثر من فيه
طريان التعيرات
على المنتهى ايضاً تعيرا
يليق ب شأنه فلا
يتضح السالك
منها ما لم تفض
الى المعصية -

الحديث حديث
ابى سعيد الخدرى
وعن غيره من
الصحاب انكم

حديث ميرے قلب پر بھی، بخاری
جاتا ہے سو شب روز میں ستر بار استغفار کرتا
ہوں روایت کیا اسکو مسلم نے اغمرزنى کی حدیث
سے مگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ دن بہر میں سو بار
(استغفار کرتا ہوں) اور اس طرح ابو داؤد کے
یہاں ہے اور بخاری کے یہاں ابو ہریرہ کی
حدیث سے یہ ہے کہ میں استغفار کرتا ہوں دن بہر
میں ستر بار سے زیادہ ابو ہریرہ کی روایت میں
شعب میں ستر سے یہ نہیں کہ کہا کہ ستر سے
زیادہ **ف** اس حدیث میں مضمون ہے کہ
نتیجہ پر تغیرات طاری ہوتے ہیں جو اسکی
شان کے مناسب ہوتے ہیں سالک کو اسکی
تنگ دل ہونا چاہیے جبکہ وہ معاصی تک
نہ پہنچاویں (اور انصار الی المعصیت اختیار
ہے جس سے بچنے کی قدرت ہے، اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ تغیر دو سے سالکین کے تکلیف سے
بھی ارفع ہے مگر آپ کے ممکن کے مقابل میں تغیر
حدیث۔ ابو سعید خدری کی اور دوسرے
صحابہ کی حدیث کہ تم لوگ ایسے اعمال کر گزرے
ہو کہ وہ تمہاری نگاہ میں بال سے ہی زیادہ بار
ہیں (یعنی تم انکو بہت خفیف سمجھتے ہو اور)

تعملون اعمالاً
 ہی اذق فاعینکم
 من الشعر کنا
 نغدھا علی
 عہد رسول
 اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم من
 الکبائر احمد و
 البزار یسند صحیح
 وقال من المویقات
 بدل الکبائر
 ورواہ البخاری
 من حدیث
 انس و احمد
 والمحاکم من حدیث
 عبادۃ ابن قرص
 وقال صحیح الاسناد
 وفيہ اصل
 لتدقیقات الصوفیۃ
 فی الاعمال
 وهو غایر التعمق

۹۸

ہم انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 میں کہا کریں گے سمجھتے تھے روایت کیا اسکو
 احمد اور بزار نے سند صحیح سے اور بجائے
 کبائر کے یہ کہا کہ ہلکات سمجھتے تھے اور
 روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت انس
 کی حدیث اور احمد اور حاکم نے عبادۃ بن
 قرص کی حدیث سے اور اسکو صحیح الاسناد
 کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے صوفیہ
 کی اس طریق کی کہ وہ اعمال میں بال کی
 کہاں نکالتے ہیں اور تدقیق منائر ہے تعمق
 کے (جسکی بنی آئی ہے) کیونکہ تدقیق میں
 تو وہ حدود محفوظ رکھے جاتے ہیں جو
 لوگوں کی نظر سے مخفی ہوتے ہیں (اس لئے
 وہ اسکو تشدد سمجھتے ہیں) اور تعمق میں حدود
 سے تجاوز ہو جاتا ہے اور وہ حدود و سبقت
 ظاہر (اور سبکو معلوم) ہوتے ہیں (پس
 تدقیق مذکور تو مطلوب کمال تقویٰ ہے اور
 تعمق غلو فی الدین اور بدعت ہے تدقیق
 کی مثال کوئی چیز رستہ میں گر پڑے اور
 اسکو خود اٹھائے کسی اور سے فرمائش اوٹھا
 کی نکرے اس احتمال کے کہ دوسرے کا

فان في الاول
حفظ الحدود
المخفية عن
اعين الناس
وفي الثاني
الحجاب وزعنها
مع ظهورها
عليهم

الحديث الدنياء صرعة
الآخرة لها جده بهذا
اللفظ مرفوعاً وروى
العقيلي في الضعفاء والوكبر
بن لال في مكارم الاخلاق
من حديث طارق بن
اشيم مخبر الدار
الدنيا لمن تزود منها
الآخرة الحديث واسناده ضعيف
فمدلوله ظاهر من
كون الدنيا غير مقصودة
بذاتها ومن كونها مقصودة
للآخرة فاهل الدنيا

حرج پاؤں کو گرائی ہو محضرات صحابہ کا بھی
معمول تھا تمتع کی مثال اپنے گہرائی ملک کا
کھانا کھانے بیٹھا اور کھانا کم پڑ گیا۔ اور گہر
والوں سے مانگا نہیں کہ مشابہ ہے سوال کے
چنانچہ میں نے ایک متقی کو جو کہ اس غلطی میں
بتلا ہے تنبیہ کیا بلکہ اس میں ایذا پہنچا تا کہ
گہروں کو جبکہ ان کو اسکی اطلاع ہو گئی کہ
باوجود حاجت کے مانگا نہیں)

۹۹
حدیث - دنیا جائے زراعت ہے
آخرت کی جگہ اس لفظ کے ساتھ مرفوعاً نہیں
ہی اور عقيلي نے ضعف میں اور ابوبکر بن لال
نے مکارم اخلاق میں طارق بن اشیم کی حدیث
سے روایت کی ہے کہ دنیا اچھا مقام ہے
اور شخص کے لیے جس سے آخرت کے
یئے سامان جمع کرے وہیں بالمعنی ثابت ہے
اور اسناد اسکی ضعیف ہے و مدلول اسکا
ظاہر ہے کہ دنیا بالذات تو مقصود نہیں مگر
آخرت کے یئے مقصود ہے پس اہل
دنیا کو تو پہلی بات کی خبر نہیں (اس یئے
اوسکو مقصود بالذات نہ لے رہے ہیں)
اور تارکین دنیا میں جو راہ ہیں اور کچھ دوسری

فی خفاء عن الاول الزاهدین
من التارکین بہا فخفاء
عن الثانی والعارفون
عالمون بہما۔

الحديث سبقت
رحمۃ غضبی مسلمین
حدیث ابی ہریرۃ **ف**
فیہ ما علیہ المحققون
من غلبۃ التبشیر
والتیسیر علیہم

الحديث الترمذی وصحی
والنسائی فی الکبری وابن ماجہ من حدیث
سعد بن ابی وقاص وقال قلت
یا رسول اللہ ای الناس اشد بلاء
فذكرہ دون ذکر الاولیاء والظہر
من حدیث فاطمۃ اشد الناس
بلاء الانبیاء ثم الصالحون **الحديث**
ف فیہ کون البلاء من الرضا
من علامات الولایۃ وتزی
اکثر الاولیاء مبتلین اما بالمرض
واما بالعدو۔

فیہ التیسیر

۱۰۰

کون بلاء من علامات الولایۃ
توزن بلاء علامات ولائہ

بات کی خبر نہیں (اس لئے وہ اس کے ترک
میں بالغہ کرتے ہیں) اور عارفین کو دونوں باتوں
کی خبر ہے (اس لئے وہ اس اعانت فی الآخرت
کا کام مٹتے ہیں اور علی الاطلاق اس سے نفور نہیں
حدیث: ترمذی) میری رحمت میر غضب پر
غالب ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ کی
حدیث **ف** اس میں اصل ہے محققین کے مذاق
کی کہ ادنیٰ اس کا غلبہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو بشارت
آسانی کی باتیں بتلایا کرتے ہیں (کہ مشاہدہ رحمت
سے مذاق پیدا ہو جاتا ہے)

حدیث ترمذی نے مع تصحیح روایت کیا اور
نسائی نے کبریٰ میں اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی
وقاص کی حدیث سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ کون شخص اشد ہیں بلاء میں پس اس
حدیث کو ذکر کیا مگر اس میں اولیاء کا ذکر نہیں ہے
(صرف یہی ہے کہ سب سے زیادہ اشد بلاء میں انبیاء ہیں) اور
طبرانی کے یہاں فاطمہؑ کی حدیث سے یہ ہے کہ سب سے زیادہ بلاء
میں حضرت انبیاءؑ ہیں پھر صالحین ہیں (صالحین بھی مراد
اولیاء کا ہے) **ف** آپس میں بلاء کا جو کہ مع الرضا و علامات
ولایت ہوتا ہے اور تم اکثر اولیاء کو دیکھو گے کہ مبتلا ضرور
ہوئے ہیں خواہ کسی مرض میں خواہ کسی مخالفت (کی مخالفت) میں

الحديث البزار من حديث
 ابی سعید الخدری سئل رسول الله
 صلی الله علیه وسلم عن اصحاب الاعراف
 فقال هم رجال قتلوا
 فی سبیل الله وهم عصاة
 لا بآئتهم فنعثهم الشهادة
 ان یدخلوا النار و منعهم
 المعصية ان یدخلوا الجنة
 وهم علی سور بین
 الجنة والنار الحديث
 وفيه عبد الرحمن بن زید
 ابن اسلم وهو ضعيف
 وللحاكم عن حذيفة قال
 اصحاب الاعراف قوم
 تجاوزت بهم حسناتهم
 النار وقصرت سيئاتهم
 عن الجنة الحديث
 وقال صحيح علی
 شرط الشيخين و
 فيه عدم الحكم علی
 احد من اهل المعصية

حديث - بزار نے ابو سعید خدری کی
 حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کی
 نسبت سوال کیا گیا آپؐ فرمایا وہ لوگ ہیں
 جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور وہ اپنے
 باپوں کا کہنا نہ مانتے تھے پس انکو شہادت تو
 دخول نار سے مانع ہوگئی اور وہ کہنا نہ مانتا دخول
 جنت سے مانع ہوگیا اور ایسے لوگ ایک دیوار پر
 ہوں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان
 میں ہوگی (اعراف یہی ہے) اس حدیث
 (کی سند) میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم
 ۱۰ ہے اور وہ ضعیف ہے اور حاکم کے یہاں
 حضرت حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ
 انہوں نے فرمایا کہ اصحاب اعراف
 ایک قوم ہے کہ ان کی حسنات نے انکو
 دوزخ سے تو پار کر دیا اور ان کی
 شیئات جنت (میں) داخل کرنے سے
 قاصر ہیں الخ اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری و
 مسلم کی شرط پر صحیح ہے و اس میں
 یہ مسئلہ ہے کہ اہل معصیت میں سے
 کسی پر دوزخی ہونے کا حکم کیا جاوے

بزار نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کی نسبت سوال کیا گیا آپؐ فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اور وہ اپنے باپوں کا کہنا نہ مانتے تھے پس انکو شہادت تو دخول نار سے مانع ہوگئی اور وہ کہنا نہ مانتا دخول جنت سے مانع ہوگیا اور ایسے لوگ ایک دیوار پر ہوں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان میں ہوگی (اعراف یہی ہے) اس حدیث (کی سند) میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہے اور وہ ضعیف ہے اور حاکم کے یہاں حضرت حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اصحاب اعراف ایک قوم ہے کہ ان کی حسنات نے انکو دوزخ سے تو پار کر دیا اور ان کی شیئات جنت (میں) داخل کرنے سے قاصر ہیں الخ اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے و اس میں یہ مسئلہ ہے کہ اہل معصیت میں سے کسی پر دوزخی ہونے کا حکم کیا جاوے

بِالنَّارِ عَسَىٰ أَنْ تَمْنَعَهُ
بَعْضُ الْحَسَنَاتِ عَنْهَا۔
الْحَدِيثُ أَمَّا أَنَا
لَا أُنْسِي (مَبْنِيًّا لِلْفَاعِلِ
مِنَ النَّسْيَانِ) وَلَكِنْ
أُنْسِي (مَبْنِيًّا لِلْمَفْعُولِ
مِنَ الْإِنْسَاءِ) لَا أَشْرَحُ
ذِكْرَ مَالِكٍ بِإِغْتِ
لَا اسْتَدْلِلُهُ وَكَذَا
قَالَ حَمْزَةُ الْكُتَّانِي
أَنَّهُ لَمْ يَرَوْهُ مِنْ غَيْرِ
طَرِيقِ مَالِكٍ وَقَالَ
أَبُو طَاهِرٍ الْإِصْطَخَاطِيُّ
وَقَدْ طَالَ بَحْثِي
عَنْهُ وَسِوَالِي
عَنْهُ لِلْأَثْمَةِ
وَالْحِفْظِ فَلَمْ
أُظْفِرْ بِهِ وَلَا
سَمِعْتُ عَنْ أَحَدٍ
أَنَّهُ ظَفَرَ بِهِ قَالَ
وَأَدْعِي بَعْضَ طَلَبَةٍ

ممکن ہے کہ کوئی حسنہ اوسکے لئے دوزخ
میں جانے سے مانع ہو جاوے۔
حدیث سن رکھو میں (نماز میں غفلت
سے) نہیں بھولتا بلکہ بھلا دیا جاتا ہوں
تاکہ (اوسکے احکام کو) مشروع کروں۔ ذکر
کیا اسکو مالک نے بطور بلاغ کے بلا سند
اور اسی طرح حمزہ کتانی نے کہا ہے کہ یہ
حدیث بجز طریق مالک کے مروی نہیں
ہوئی اور ابو طاهر اِصطخاطی نے کہا
اس کے متعلق ائمہ و حفاظ سے میری
بحث اور تحقیق بہت طویل رہی سو مجھ کو
(سند سے) پتہ نہیں لگا اور نہ میں نے
کسی سے یہ سنا کہ اوسکو پتہ لگا ہو اور
بعض طلبہ حدیث نے (البتہ) یہ دعویٰ
کیا ہے کہ اوسکے پاس یہ سند واقع
ہوئی ہے مگر مالک کا بلاغ اس کے
بے اصل ہونے کے لئے کافی ہے) ف
اس میں حکمت ہے کابلیں کی لغزشوں کی
(جو کہ بلا قصد و غرض اتفاق ہو جاتی ہیں)
تاکہ اوسوقت وہ حضرات (اونکے تذکرے
متعلق) جو معاملہ کرتے ہیں اون معاملات میں

الحديث انه وقع له
مسنداً فيه
حكمة من كلام الكاملين
ليقتدي بهم في
معاملاتهم اذ ذاك
الحديث المستغفر
من الذنب وهو مصر عليه
كالمستغفر في بآيات الله
ابن ابي الدنيا في التوبة
من طريق البيهقي في
الشعب من حديث
ابن عباس بلفظ
كالمستغفر في بآيات الله
ضعيف ف فيه
عدم الاعتماد بالتوبة
اللفظية التي لا تدم معها
وقول بعضهم كالترجمة له
سبح برکت توبه برکت ل پر از ذوق گناه
محصیت را خند می آید بر استغفار ما
الحديث ان العبد
ليحرم الرزق بالذنب

او بخاک افتد و کیا جاوے (اور اسی بنا پر مولانا
فرماتے ہیں
خون شہیدان را ناکبائی ترست
این خطا از صد صواب اولی ترست
اور ع کفر گیر دکا ملے ملت شود
حديث جو شخص گناہ سے توبہ کرے
اور او سپر مصر بھی ہو (یعنی نادم نہ ہو) ایسا ہے
جیسے احکام الہیہ سے استہزاء کرتا ہے کہ ظاہر
کچھ باطن کچھ) روایت کیا اسکو ابن ابی دنیا
نے توبہ میں اور ابن ابی دنیا کے طریق سے
بیہقی نے شعب میں ابن عباس کی حدیث
سے اس لفظ سے کہ ایسا ہے جیسے پتھر سے
استہزاء کرتا ہو اور سند اسکی ضعیف ہے
ف اس میں ایسی زبانی توبہ کا ناقابل
اعتبار ہونا مذکور ہے جسکے ساتھ (دل میں)
مذامت نہ ہو اور یہ شعر گویا اس حدیث کا
ترجمہ ہے
سبح برکت توبه برکت دل پر از ذوق گناه
محصیت را خند می آید بر استغفار ما
حديث - بیشک بندہ بعض اوقات
محروم ہو جاتا ہے رزق سے بوجہ گناہ کے جسکو

یصیبہ ابن ماجہ والحاکم
وصحیح اسنادہ واللفظ لہ الا
انہ قال للرجل بدل
العبد من حدیث ثوبان
ف فیہ بعض مضار
المعصیۃ کما ان الرزق
ویم المعنوی کالبسط فبعض
اقسام القبض یکون من
المعصیۃ ولہذا الاحتمال
یستغفر اهل الله وقت القبض

یصیب بعض القبض من المعصیۃ
بعض اقسام القبض من المعصیۃ

اختیار کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
اور حاکم نے مع تصحیح سند کے اور لفظ حاکم کے
ہیں مگر حاکم نے بجائے لفظ عبد کے لفظ جبل
کہا ہے یعنی شخص کے ثوبان کی حدیث سے
ف اس میں مصیبت کی بعض محضرتیں مذکور
ہیں جیسے رزق سے محروم ہو جانا اور یہ رزق
معنوی کو بھی شامل ہے جیسے بسط (باطنی) پس
بعض اقسام قبض کے مصیبت سے بھی ہوتے ہیں۔
اور اسی احتمال کے سبب اہل اند قبض کی قوت
استغفار کرتے ہیں۔

کتاب الصبر والشکر کتاب صبر و شکر

۱۰۴

الحديث المأثور من
السوء والمجاهد من جاهد هواه
ابن ماجه بالشرط الاول والنسائي في
الكبرى بالشرط الثاني كلاهما
من حديث فضالة بن عبيد
باسنادين جيدين ف
فيه كون المعنى أصلاً
للمصورة وشرط الشرط الثاني في آخر
كتاب رياضۃ النفس۔

كون الباطن أصلاً
في صورة النفس

حدیث (اصل) مہاجر وہ ہے جو برے
کاموں کو چھوڑ دے اور اصل مجاہد وہ ہے
جو اپنی خواہش نفسانی سے جہاد کرے (اور
اسکو مغلوب کرے) روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
اول جملہ کے ساتھ اور نسائی نے سنن کبریٰ
میں دوسرے جملہ کے ساتھ دونوں نے فضالہ
ابن عبید کی حدیث سے وجہ سندوں سے
ف اس میں باطن کا ظاہر کے لئے اصل ہونا
مذکور ہے اور جملہ ثانیہ آخر کتاب یاضۃ النفس میں لکھا ہے

الحديث يقال ان عليه
عليه السلام مشى
على الماء قال
صلى الله عليه
وسلم لو ازداد يقينا
لمشى على الهواء هذا
حديث منكر لا يعرف
هكذا او المعروف ما رواه
ابن ابى الدنيا فى كتاب
اليقين من قول بكر
ابن عبد الله المزنى قال
فقد الحواريون
نبيهم فقيل لهم توجهوا
فخو البحر فانطلقوا
يطلبونه فلما انتهوا
الى البحر اذ هو قد اقبل
يمشى على الماء فذكر
حديثا فيه ان عيسى
قال لو ان ابن آدم من
اليقين لشجرة مشى
على الماء وفى شرح الصحاح

حديث - کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
پانی پر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر اودن کا یقین اور زیادہ ہو
تو وہ ہوا پر چلتے یہ حدیث منکر ہے یعنی
غیر ثقہ نے نقاب کے خلاف روایت کیا
ہے، یہ اس طرح معروف نہیں ہے (معروف
مقابل ہے منکر کا) اور معروف وہ ہے
جو ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں بکر
ابن عبد اللہ مزنی کا قول نقل کیا ہے کہ
حواریین نے اپنے پیغمبر (عیسیٰ علیہ السلام)
کو (ایک بار) نہ پایا کسی نے کہا کہ وہ دریا
کی طرف گئے ہیں۔ وہ (دریا کی طرف)
اؤٹو تلاش کرتے ہوئے چلے جب یا پہنچے
دیکھتے کیا ہیں کہ وہ پانی پر چلتے ہوئے
آ رہے ہیں پھر حدیث ذکر کی جس میں
ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر
ابن آدم کو ایک بال برابر بھی یقین ہو تو پانی
پر چلنے لگے شرح زبیدی میں ہے کہ
میں کہتا ہوں کہ نیز ابن ابی الدنیا اور
ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے
روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے

للزبیدی قلت روی
ابن ابی اندنیا ابی و ابن
عسا کر عن فضیل بن
عیاض قال قیل لعلی
ابن مریم بای شئی
عشی عنی الماء قال
بألایمان والیقین
قالوا فانا امانا کما
امنت وایقنا کما
ایقنت قال فامشوا
اذ ا فمشوا معہ فجاء
الموج فخرقوا فقال
لهم عیسی ما لکم
قالوا اخضنا الموج
قال الا خفتم رب
الموج فخرجهم وروی
ابو منصور الالبی فی
مسند الفردوس لیسند
ضعیف من حدیث
معاذ بن جبل لو
عرفتم الله لم تعرفتمہ

۱۰۶

یہ تفسیر درود التوبۃ المسمر بالیقین

کہا گیا کہ آپ کس چیز سے پانی پر چلتے ہیں فرمایا
ایمان اور یقین سے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم بھی
ایمان کہتے ہیں جیسا آپ ایمان رکھتے ہیں وہ ہم بھی یقین
رکھتے ہیں جیسا آپ یقین رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تو اس
حالت میں چلو وہ اون کے ساتھ چلے پھر
ایک موج آگئی تو لگے غوطہ کھانے اون سے
جیسے علیہ السلام نے فرمایا تم کو کیا ہوا کہنے
لگے ہم موج سے ڈر گئے آپ نے فرمایا تم رب
موج سے کیوں نہ ڈرے پھر ان کو آپ نے
دور یا سے نکالا زبیدی کا قول ختم ہوا۔
اور ابو منصور بیہی نے مسند الفردوس میں
سند ضعیف معاذ بن جبل کی حدیث
روایت کیا ہے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح
معرفت ہو تو جیسا معرفت کا حق ہے تو
تم دریاؤں میں چلتے اور تمہاری عاؤں سے
پرہیز کرنا اپنی جگہ سے ٹل جاتے وہ مرد
یقین سے اس مقام پر پہنچے کہ بعض اوقات
یومئہ کی نسبت جو بعض تصورات حق کا ایسا
جازم خیال ہو جس میں جانب مخالفت کا احتمال
ہی نہ ہو مثلاً یہ پختہ خیال کر لیا کہ میں اگر پانی
پر چلوں گا تو اللہ تعالیٰ بکو غرق نہ کریں گے

لمشيتم على البحور
ولزالت بدعائكم
الجبال والمراد
باليقين ههنا هو
الحزم ببعض تصرفات
الحق في بعض الحوادث
اليومية بحيث
لا يحتمل النقيض وهو
قسم من التوكل و
هذه خاصيته عادة
المانع خاص
وليس من لوازم الايمان
ولا من خواصه نعم يرد
بركة بالايمان وهو معنى
قول عيسى عليه السلام
بالايمان واليقين وحده
معاذ لو عرفتم اي لوق
القلتم وعرفتم واما مقصود
بيان خاصيته لا فضيلته
ولو اشكل عليك ان
الغزالي كيف جود هذا

اور یہ توکل کی ایک قسم ہے اور یقین (بمعنی
المذکور) کی عادتِ خاصیت ہے مگر کسی
مانع خاص سے (اس کی تخلف بھی ہو جاتا ہے)
اور یہ یقین (بمعنی) نہ لوازمِ ایمان ہے
(ممکن ہے کہ ایک شخص کامل الایمان ہو اور
خیال اس درجہ کا اوسکو حاصل نہ ہو) اور نہ
خواصِ ایمان سے ہے (ممکن ہے کہ یہ خیال
اس درجہ کا کسی غیر مومن کو بھی حاصل ہو جائے)
البتہ ایمان اس (خیال) میں برکتِ زائد
ہو جاتی ہے اور یہی (ازدیا و برکت) معنی
میں عینی بیانیہ امام کے ارشاد کے کہ ایمان
اور یقین سے اور (یہی معنی ہیں) حدیث
معاذ کے اگر تھکو شدتِ ایمانی کی معرفت تھا
یعنی اگر تھکویں اور معرفت حاصل ہوتی اور
مقصود ان روایات میں یقین کی خاصیت
کا بیان کرنا ہے نہ کہ اوسکی فضیلت کا
بیان کرنا اور اگر تم کو یہ انسانِ نفع ہو کہ
یہ مقرر ہے اس وایت منکرہ کو جسے
حاضر کہا کہ پہلی کتاب میں مذکور ہے، بسکہ
حضرت عیسیٰ سے اون کے قول منقول ہے
کہ تم میرے سب پر دُشادینو جائیو

خواص بعض درجات توکل یہ یقین

الروایۃ المنکرۃ مع قول
 علیؑ لو کشف لی الغطاء
 اذ دلت یقیناً لانه لیستلزم
 بلوغ علیؑ الی اقصی
 مراتب الیقین وعدم
 بلوغ عیسیٰ علیہ
 السلام الیہ بل یزومنه
 تفصیل الولی علی النبی
 وهو باطل فالملزوم مثله
 فاحذر بان المراد به فی
 قول علیؑ علی تقدیر
 ثبوتہ ہوا لایمان
 ولادلیل علی عدم
 بلوغ عیسیٰ علیہ
 السلام الی اقصی
 مراتب بل اقصی
 مراتب ایمان
 الولی لا یبلغ اذ نے
 مراتب ایمان النبی
 فضلاً عن اقصی
 مراتبہ فافہم حق الفہم

۱۰۸

تب بھی میرے یقین میں ترقی نہ ہو بلکہ
 جتنا یقین اور سوقت حاصل ہوتا وہ اب بھی
 حاصل ہے اور اشکال اس لئے (ہو سکتا ہے)
 کہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت علیؑ کو انتہائی
 مراتب یقین تک پہنچے ہوئے تھے اور علیہ
 علیہ السلام اس مرتبہ تک پہنچے ہوئے
 نہ تھے اور اس سے ولی کی فضیلت بنی
 پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے پس جس سے
 یہ بات لازم آتی ہو وہ بھی باطل ہے (پس اس
 روایت کی صحت کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا
 پھر غصہ الی اسکو کیوں لائے) سو اس
 اشکال کو اس طرح زائل کرو کہ مراد یقین سے
 حضرت علیؑ کے قول میں بشرطیکہ یہ قول
 ثابت ہی ہوا ایمان ہے معنی مراد نہیں پھر
 کلام ہے) اور اسکی کوئی دلیل نہیں کہ عیسیٰ
 علیہ السلام ایمان کے انتہائی مراتب تک
 پہنچے ہوئے نہ تھے (نعمو باللہ منہ) بلکہ ولی کا
 انتہائی مرتبہ ایمان کا نبی کے ایمان کے ابتدائی مرتبہ
 تک ہی نہیں پہنچتا چہ جائیکہ اس کے انتہائی
 مرتبہ تک پہنچ سکے خوب چھی طرح سمجھ لو درمذہب شیعہ
 اسکی کلید فتویٰ فرستادس کے عشر ثالث میں ہے

اذا رايت سمل الرجل يعطيه
الله ما يحب هو مقبوع
معصيته فاعلموا ان ذلك
استدلال الحدیث احمد
والطبرانی والبيهقي
في الشعب بسند حسن
ف شمل ما يحب الموحد
والاذواق فلا يستدل
بوجودها على بقاء النسبة
البطنية كما اغتر بها المبطلون
المدعون لقوة نسبة فهم بحيث
لا تزول بالمعاصي فالحق
مع المعاصي ليست هي
النسبة المطلوبة التي
تعلق من العبد
بالذكر والطاعة
ومن الحق بالرضا

بقاء الاحوال مع المعاصي استدلال
استدلال بقاء الاحوال مع المعاصي
۱۱۰

تم کسی شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اوسکو تمام
اوسکی خواہشیں اور مرادیں دے رہا ہے
اور وہ اپنے معصیت پر مصر ہے تو سمجھ لو
کہ یہ استدراج ہے روایت کیا اسکو
احمد اور طبرانی نے اور بیہقی نے شعب میں
سند حسن سے ف مراد میں موافق
واذواق ہی داخل ہو گئے پس اون کے
بقا سے نسبت باطنیہ پر استدلال کیا
جاوے جیسا کہ اہل باطل کو دہوکا دیا
ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اون کی نسبت
باطنیہ ایسی قوی ہے کہ معاصی سے ہی زائل
نہیں ہوتی اس لئے کہ جو چیز معاصی کی نسبت
جمع ہو جاتی ہے وہ نسبت مطلوبہ نہیں ہے
جبکی حقیقت یہ ہے کہ عید کی جانب سے
(حق کے ساتھ) ذکر و طاعت کا تعلق ہو
اور حق کی جانب سے (عید کے ساتھ) رضا کا
تعلق ہو اور ظاہر ہے کہ معاصی کے ساتھ رضا کا

کتاب الخوف والرجاء

کتاب الخوف والرجاء

الحديث حديث زيد
الخيل جئت لاسألك

حديث زيد خيلي کی جو یہ حدیث ہے
کہ میں نے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے یہ پوچھوں

عن علامۃ اللہ فیمن یرید
وعلامۃ فیمن لا یرید
الحديث الطبرانی فی
الکبیر من حدیث ابن
مسعود بسند ضعیف
وفیہ انه قال
لہ انت زید الخیر وکذا
قال ابن ابی حاتم
سماءہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الخیر
لیس یروی منہ
حدیث و ذکرہ
فی حدیث یروی فقام
زید الخیر فقال
یا رسول اللہ الحدیث
سمعت ابی یقول
ذات و تمامہ
فقال کیف اصبحنا
اصبحنا لعل الخیر و اہلہ
اذ اقدرت علی شئ
منہ سارعت الیہ

کہ اللہ تعالیٰ کی کیا علامات ہیں اس شخص
کے متعلق جبکو وہ چاہتے ہوں اور اس
شخص کے متعلق جبکو وہ نہ چاہتے ہوں
اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود
کی حدیث سے بسند ضعیف روایت
کیا ہے اور اوہیں یہ بھی ہے کہ اپنے
اون سے فرمایا تو زید خیر ہے (اپنے
خیل کو خیر سے بدل دیا) اور اس طرح کہا ہے
ابن ابی حاتم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے اون کا نام خیر رکھ دیا اون سے
کوئی حدیث مروی نہیں اور انہوں نے
اون کا ذکر صرف ایک حدیث میں کیا ہے
جو مروی ہے یعنی زید خیر کہہ کر ہوئے
اور عرض کیا یا رسول اللہ اخیر حدیث تک
میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ یہ
فرماتے تھے اور تمہ اوس کا یہ ہے کہ
آپ نے فرمایا تم نے کس حال میں صبح
کی انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس
حال میں صبح کی کہ میں خیر سے اور اہل
خیر سے محبت کرتا ہوں اور جب میں
کسی خیر پر قادر ہوتا ہوں تو اوسکی طرف

وایقنت بشواہ واذ
فانت منہ شئی
حزنت علیہ و
حزنت الیہ
فقال هذه علامة
اللہ فیمین یرید ولوا
ارادك للآخرے
هیاك لها شملہ
یالی فی ای او دیتھا
هلكت ف فیہ
قد صرحوا به من ان الرجاء
المحض بدون
العمل مع القدر
علیہ غرر محض
الحديث لا یؤمن بحکم
الا وهو یحسن الظن بالله
مسلم من حدیث جابر
ف یدل باطلاقة علی
کون الرجاء غیر مشروط
بالعمل مع العجز عنه
کما فی قرب الموت

کون الرجاء بدون العمل غرر
قد صرحوا به من ان الرجاء

۱۱۳

افضل الرجاء غیر مشروط
بالعمل مع العجز عنه

دوڑتا ہوں اور اوس کے ثواب کا یقین کرتا
ہوں اور جب کوئی غیر میرے ہاتھ سے
نکل جاتا ہے میں اوس پر غمگین ہوتا ہوں اور
اوس کی طرف مشتاق ہوتا ہوں آپ نے
فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی علامت ہے اوس
شخص کے متعلق جسکو وہ چاہتے ہیں اور
اگر تمکو کسی دوسری بات کیسے چاہتے
(یعنی ضلال و ہال کے لئے) تو تم کو اوس کے
لئے تیار کرتے پہرہ پہنا دینا کہ تم اسکو
کسی واوی میں بھی ہلاک ہو جاتے۔
ف اس میں وہ مسئلہ ہے جسکی تحقیق نے
تصریح کی ہے کہ رجاء محض بدون عمل کے
باوجود عمل پر قادر ہونیکے محض (فرض کا)
غریب ہے۔

حدیث۔ تم میں سے کسیکو موت نہ آنے
پائے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کیسیاتہ
گمان نیک رکھتا ہو روایت کیا اسکو مسلم
نے جابر کی حدیث سے ف یہ حدیث
اپنے اطلاق سے اس پر نال ہے کہ رجاء عمل کیسیاتہ
مشروط نہیں جبکہ عمل پر قدرت نہ ہو جیسا موت
کے قرب میں حالت ہوتی ہے۔

باقی آئندہ

الحديث انما عند جن
عبدی بنی فلیظن
بی ما شاء
ابن حبان
من حدیث
واثلة بن الاسقم
وهو فی الصحیحین
من حدیث
ابیهرة دون قوله
فلیظن بی ما شاء
هو مجمل فیصله الحدیث
السابقا و
الایمان شرط فی کل حال
الحديث لو تعلمون
ما اهل الضحیة فتم فنیلا
ولیکیتهم کثیر الحدیث
وفیه قبط جبریل
الحديث ابن
حبان فی صحیحہ من
حدیث ابیهرة فاوله
متفق علیه من حدیث

حدیث (قدسی) میں (یعنی حق تعالیٰ)
اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہیں
پس میرے ساتھ جو چاہے گمان کر لے
روایت کیا اسکو ابن حبان نے واثلة بن
الاسقم کی حدیث سے اور یہ حدیث
صحیحین میں ابوہریرہؓ سے ہے اوس میں
یہ مضمون نہیں ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے
گمان کر لے **ف** یہ حدیث مجمل ہے
اوپر کی دو حدیثیں اس کی تفصیل کرتی
ہیں (یعنی حسن ظن قدرت کے وقت
عمل کے ساتھ مقرب ہے اور عجز کے وقت
بدون عمل بھی مقرب ہے) اور ایمان
ہر حال میں شرط ہے۔

حدیث اگر تم کو اون باتوں کی خبر
ہو چکی مجکو خبر ہے تو تم بہت کم ہنسو۔
اور کثرت سے رویا کرو اور اس حدیث
میں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نازل
ہوئے انکو اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح
میں ابوہریرہؓ کی حدیث سے روایت
کیا ہے پس اس حدیث کا اول حصہ
شیخین کا روایت کیا ہوا ہے حضرت

النسور و رواہ بریاق
 و لخرجہم الی
 الصعدات
 احمد و الحاکم
 و تمامہ فقال
 ان ربک یقول
 لک لم تقنط عبادک
 فخرج علیہم
 و رجاءہم و
 شوقہم و
 فیہ ادب
 الشیخ من تغلیب
 المہجاء علی الخوف
 لمن ہو بصد
 الحیازۃ لغایبہ
 الخوف من الہتقام
 للأخیرۃ کذاب
 الصحابۃ رض
 الحدیث المؤمن افضل
 من الکعبۃ ابن طلحہ
 من حدیث

اس کی حدیث سے اور احمد اور حاکم نے اسکو
 اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا
 اور تم جنگلوں کو نکل جاتے اور تمہارا
 یہ ہے کہ پس جبریل علیہ السلام نے کہا
 کہ آپ کے پروردگار فرماتے ہیں کہ آپ
 میرے بندوں کو مایوس نہ کیوں کرتے ہیں پس
 آپ اولن لوگوں کے پاس تشریف لائے
 اور انکو مایوس دلائی اور شوق دلایا تاکہ
 زیادت تحریف کا تدارک ہو جاوے
ف اس حدیث میں سخت کا ادب ہے کہ
 خوف پر رجا کو غالب رکھا کرے ایسے
 لوگوں کے لیے جو کہ خوف کی حکمت یعنی
 اہتمام آخرت کے سامان کی کوشش میں لگے
 ہوں جیسے صحابہ کی شان تھی کہ اہتمام آخرت
 میں شریک مشغول تھے جس سے خوف
 کی غایت حاصل تھی تو اون کے لیے خوف
 زیادہ ضرورت رجا کی ہے
حدیث مؤمن کعبہ سے افضل ہے
 روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث
 سے ان الفاظ سے کہ (ای کعبہ) تو کعبہ

۱۱
 الفیضۃ الوجاع من الخوف للعالمین
 الخوف من رجاہم از خوف راستہ سالار خوف

ابن عمر بلفظ
ما اعظمک واعظم
حرمک والذی نفسی
بیدۃ لحرمة المؤمن
اعظم حرمة منک ماله
ودمه وان یظن به الا
خبر او شیخہ نصر بن محمد
ابن سلیمان الحمصی
ضعفہ ابو حاتم و
وثقہ ابن حبان
ف فیہ فضل المؤمن
علی الکعبۃ ولوجزیئاً
ومنہ قول
بعضہم
از ہزاراں کعبہ یکے ل بہتر است
فان المؤمن ہوا
القلب لقولہ تعالیٰ
ولمّا یدخل
الایمان فی قلوبکم
ولا یحنا لجنک
ان مدلول الحدیث

لہ ان تاخذہ وظن منہ للفقول ۱۲

عظیم ہے اور تیری حرمت کس قدر عظیم ہے
(مگر) قسم ہے اوسنات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے (کہ) البتہ مومن کی حرمت
تیری حرمت سے اعظم ہے اوسکا مال بھی اور
اوسکی جان بھی اور اوس کے ساتھ خیر بھی
کا گمان کیا جاسکتا ہے اور بن ماجہ کے
شیخ یعنی نصر بن محمد بن سلیمان حمصی کو
ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے اور بن حبان
نے اوس کی توثیق کی ہے و اس
حدیث میں مومن کا کعبہ پر فضیلت رکھنا
نذکر ہے اگرچہ یہ فضیلت جزئیہ ہو (اسی
لئے اوسکا جہت سجدہ ہونا لازم نہیں
آتا) اور اسی سے بعض کا مقولہ ہے
از ہزاراں کعبہ یکے ل بہتر است
کیونکہ مومن قلب ہی ہے حسب ارشاد
حق تعالیٰ کے کہ ابھی تک ایمان تمہارے
قلوب میں داخل نہیں ہوا پس مومن کا
افضل ہونا جیسا کہ حدیث میں ہے
اور دل کا افضل ہونا جیسا قول بعض میں ہے
ہم معنی ہے) اور تمکو یہ جلعان نہ ہو کہ حدیث
کا مدلول تو صرف حرمت میں اعظم ہونا ہے

۱۱۵

فیض المؤمنین علی الکعبۃ
بہت مومن بہتر

إِنَّمَا هُوَ الْعَظَمِيَّةُ فِي الْحَقِّ
بِمَعْنَى لَزُومِ الدَّخْلِ بِأَتَمِّهَا
فَوْقَ الْكُفْرِ مِنْ
وَجْهِ لَكُونِ حَقِّ الْعَبْدِ
أَشَدَّ مِنْ حَقِّ اللَّهِ وَ
هُوَ لَا يَسْتَلْزِمُ
أَفْضَلِيَّةَ وَالْأَلْزِمُ
الْقَوْلُ بِأَفْضَلِيَّةِ
مَالِ الْمُسْلِمِ أَيْ وَهُوَ
بِاطِلٌ لِأَنَّهُ لَا يَسْتَدِلُّ
بِقَوْلِهِ حُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ
بَلْ يَقُولُ مَا عَظُمَ الدَّلِيلُ
عَلَى الْعَظَمِ الَّذِي أَتَى فِي
بَارَادَةِ الْمَقَابِلَةِ عَلَى عَظَمِيَّةِ
الْمُؤْمِنِ ذَاتًا وَالْأَلْزِمُ
لَكَانَ ذَكَرَ الْعَظَمِ الَّذِي
خَالِيًا عَنْ الْفَائِدَةِ وَلَا يَسُوْغُ الْقَوْلُ

الْحَدِيثُ الْمُؤْمِنِ أَكْرَمُ
عَلَى اللَّهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
ابْنُ مَاجَةَ مِنْ رَوَايَةِ
أَبِي الْمُهَزَّمِ يَزِيدُ بْنُ سَعْيَانَ

جسکے معنی یہ ہیں کہ اوس (مومن) کی حرمت
پر حملہ کرنے سے بہ نسبت بے ادبی کو بیہ کس
من و جہر گناہ زیادہ لازم آتا ہے بوجہ انکو
کہ حق العبد اشد ہے حق اللہ سے
اور مستلزم فضیلت (ذات) کو نہیں
ورنہ لازم آتا ہے کہ مال مسلم کی فضیلت
کے بھی قایل ہوں کہ وہ بھی دم کے
ساتھ مذکور ہے) حالانکہ یہ باطل ہے
(سو یہ خلیجان نہ ہو) کیونکہ ہم اس قول سے
استدلال نہیں کرتے حرمت المؤمن الخ
بلکہ ما غلطک سے استدلال کرتے
ہیں۔ جو کہ عظمت ذات (کعبہ) پر دال ہے
پس چیز کہ مقصود مقابلہ کرنا ہے اس سے
یہ قول مومن کی عظمت ذات پر دال
ہوگا ورنہ عظمت ذات (کعبہ) کا ذکر
بیفائدہ ہوگا اور (حدیث میں) اس کا
قائل ہونا جائز نہیں۔

حدیث۔ مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک
ملائکہ سے بھی زیادہ کرم ہے روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے ابوالمہزم یزید بن سفیان
کی روایت سے وہ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ بلفظ المؤمن
 اکرم علی اللہ من بعض
 الملئکۃ و ابوالمہزم
 ترکہ شعبۃ وضعفہ
 ابن معین و رواہ
 ابن حبان فی
 الضعفاء و البیہقی
 فی الشعب
 من هذا الوجه بلفظ
 المصنف فیہ
 دلیل علی بعض اجزاء
 مسئلۃ التفاضل
 بین البشر و بین الملئکۃ و فی
 البعض جزئی و البعض کلی
 الحدیث قال اللہ
 تعالیٰ انما خلقت الخلق
 لیوحدوا علی و لم
 اخلقہم لاریح
 علیہم لم اقف
 نہ علی اصل
 قلت و الیہ

ابو ہریرہ سے ان لفظوں سے کہ مومن اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک بعض ملئکہ سے بھی زیادہ مکرم ہے
 اور ابوالمہزم کو شعبہ نے ترک کر دیا ہے اور
 ابن معین نے اسکو ضعیف کہا ہے اور
 روایت کیا اسکو ابن حبان نے ضعیف
 ابویہقی نے شعب میں اسی طریق سے مصنف
 کے الفاظ سے (یعنی اس میں لفظ بعض
 نہیں ہے) اس میں دلیل ہو مسئلہ
 تفاضل بین البشر و الملئکۃ کے بعض اجزاء پر
 اور بعض بشر کی فضیلت (ملئکہ پر) خبری
 ہے (جیسے عوام مومنین کی کہ باوجود موافق
 طبعیہ کے کچھ اطاعت کرتے ہیں) اور بعض
 کی کلی ہے (جیسے حضرات انبیاء کی کہ قرب
 میں بھی افضل ہیں)

حدیث ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے
 مخلوق کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ
 مجھ سے نفع حاصل کریں اور اس لئے
 پیدا نہیں کیا کہ میں ان سے نفع حاصل
 کروں (عراقی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث
 کی کسی اصل پر واقف نہیں ہوں) اس میں
 کتنا ہوں کہ اسی مضمون کی طرف مولوی

والفصل الجزئی فی بعض الملئکۃ

بعضات جزئیہ مومن بعض ملئکۃ

استعمال حق ثانی بالغیر
استعمال بالغیر

۱۱۸

اشار الرومی بقوله
من نكز مخلق تاسو ككتم
بلکہ تا بر بندگاں جو ككتم
واصله فی القرآن من
قوله تعالى وهو
يطعم ولا يطعم وقوله
تعالى لا نسئلك
رزقا نحن نرزقك قوله
تعالى ما اريد منكم من رزق
وما اريد ان يطعمون ان
الله هو الرزاق والمسئله
عقلية من امتناع استعماله
تعالى بالغیر۔ فالحدیث
اذن ثابت معنی وان
یثبت لفظاً۔

الحدیث لو لم تذنبوا لخلق
الله خلقا یدنبون لیغفر لهم
وفی لفظ لذهبکم الحدیث
مسلم من حدیث ابی
ایوب واللفظ الشافی
من حدیث ابی هريرة

رومی نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے
من نكز مخلق تاسو ككتم
بلکہ تا بر بندگان جو دے كنم
اور اس مضمون کی اہل قرآن مجید اکی ان
آیات میں ہے نبی سر وہ اوروں کو
کھلاتا ہے اوسکو کوئی نہیں کھلاتا۔
نبی سر ہم تم سے رزق نہیں مانگتے ہم تمکو
خود رزق دیتے ہیں نبی سر میں اون (جن
ان سے رزق نہیں چاہتا اور نہ یہہ
چاہتا ہوں کہ وہ مجھکو کھانا کھلا دیں بیشک
اللہ تعالیٰ وہ خود رزاق ہیں اور یہ مسئلہ
دنکورہ فی الحدیث عقلی ہے کہ حق تعالیٰ
پرستکمال بالغیر محال ہے بس حدیث
اس حالت میں بالمعنی ثابت ہے گو باللفظ
ثابت نہیں۔

حدیث اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ
ایسی مخلوق کو پیدا کرتے جو گناہ کرتے
تاکہ اون کی مغفرت فرماتے اور ایک لفظ
میں یہ ہے کہ تمکو (اس عالم سے) لیجا
روایت کیا اسکو مسلم نے ابوایوب کی حدیث
سے اور لفظ ثانی کو ابوہریرہ کی حدیث سے

قرباً منہ و تمامہ
وجاء بخلق اخرين نبون
فيغفر لهم **حرف** فيه
حكمة لوجود الذنب
تكويناً من الخالق
لانہ حسن لاصدرا
من الخلق لانه
قبیم و حاصلها
ظہور المغفرة
ولو يصل اليها
ذهن غيبي
العارفين

الحديث حديث
عائشة قلت
يا رسول الله
الذين يؤتون
ما اتوا وقلوبهم
وجلة
هو الرجل
لسراق
ويزني

اوسيكے قریب اور تمہ او سکا یہ ہے کہ تم کو
تو اس عالم سے لیجاتے اور (بجائے تمہارے)
ایک دوسری مخلوق کو لاتے جو گناہ کرتے
پہراؤن کی مغفرت فرماتے **ف** ہمیں
گناہ کے وجود کی حکمت (مذکور ہے
(مگر) اس حیثیت سے کہ وہ حق تعالیٰ
کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ ایجاد حسن ہے
نہ اس حیثیت سے کہ وہ خلق سے صادر
ہوا ہے کیونکہ یہ صدور بیچ ہے اور حاصل
اس حکمت کا ظہور مغفرت ہے اور اس نکتہ
تک بجز عارفین کے کسی کے ذہن کی رسانی
نہیں ہوئی۔

حدیث حضرت عائشہ کی حدیث ہے
کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو بیت
ہے یوتون ما اتوا وقلوبهم وجلة
یعنی دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور انکے
دل خوف زدہ ہیں (یہ تمام افعال کو عام ہے
کیونکہ سب میں اولیٰ کو عدم سے ہستی میں
لانا اور وجود دینا ہے) کیا مراد اس سے
وہ شخص ہے جو چوری اور زنا کرے۔
کیونکہ خوف تو ان ہی افعال کے بعد

بعض اصناف کثیرہ از جنہ انیضاد النقص
بعض اصناف کثیرہ از جنہ انیضاد النقص

قال لا لحدیث الترمذی و
ابن ماجہ والحاکم وقال
صحیح الاسناد قلت بل
منقطع بن عائشہ و بین
عبد الرحمن بن سعد بن
وہب قال الترمذی وری
عبد الرحمن بن سعد عن ابی
حازم عن ابی ہریرۃ و قمامہ
بل الرجل یصوم ویصلی
و یتصدق و ینحاف ان
لا یقبل منه ف فیما
عدم الاتکال علی
الاعمال + و قطع الضرور
والادلال + ان یغلب الخوف
علی الرجاء من الرحیم
الافضال + فان الثابت
هو عکسہ لمن له بالطاعات
اشتغال + من الصلوٰۃ و
الصوم و التصدق بالاموال
ومقرباً تحت حدیثہ
تعلون ما اعلی

۱۲۰

تذکرہ برکات
عالم الاعمال

ہوتا ہے) آپ نے فرمایا نہیں (اگے تتمہ
آتا ہے) اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے
اسکو صحیح الاسناد کہا میں (یعنی عراقی) کہتا
ہوں کہ بلکہ منقطع ہے عائشہ اور عبد الرحمن
ابن سعد بن وہب کے درمیان میں ترمذی نے
کہا ہے کہ یہ حدیث عبد الرحمن بن سعد سے
بھی مروی ہے وہ ابو حازم سے روایت کرتے
ہیں وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور
تتمہ حدیث کا (حضور کے اوس ارشاد کے
بعد کہ نہیں) یہ ہے کہ (آپ نے فرمایا) بلکہ
مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھے اور نماز
پڑھے اور صدقہ دے اور (پھر) ڈرے
کہ یہ اوس سے قبول نہ کیا جائے **ف**
اس حدیث میں یہ مضمون ہے کہ اعمال پر
اعتماد نہ چاہیے اور نیز اس میں قطع ہے غور
نازکا اور یہ مضمون نہیں ہے کہ خوف کو غالب کیا جائے
ذی الفضل ہی امید نہ کیے کہ چونکہ شخص کو طاعت میں
مشغولی ہو جسے نماز روزہ و اموال کا تصدق نہ ہو اسے
یہ تو اس کا عکس ثابت ہے چنانچہ یہ مضمون قریب ہی گزر
چکا ہو اس حدیث کے تحت میں لوتعلون ما اعلم

(باقی)

الحديث
حديث
حنظلة
كنا عند
رسول الله
صلى الله عليه
وسلم فوعظنا
وفيه نافع
وفيه ولكن
يا حنظلة
ساعة وساعة
مسلم مختصراً
وفيه
ان التعذر الطبعي
لا يخلو عنه
كامل وهو
غير مضر
بل فيه
من المصلح
ما يذوقه
اهل الطريق

حديث حضرت حنظلہ کی حدیث ہے کہ
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
تھے آپ نے ہم کو یہ نصیحتیں فرمیں اور اس
حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت حنظلہ نے
حضرت صدیق اکبرؓ سے یہ کہا کہ (حنظلہ رضی
میں) تو منافق ہو گیا جسکی وجہ یہ بیان کی کہ
جب ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں ہوتے ہیں تو ہماری یہ حالت
ہوتی ہے کہ گویا حبت دو درخ کا مشابہ
کر رہے ہیں اور جب گہڑتے ہیں تو بوی
بچل میں مشغول ہو کر وہ حالت نہیں ہتی
اور یہ بظاہر تفاتی ہے حضرت صدیقؓ نے کہ
یہ حالت تو میری بھی ہے (اور اس حدیث
میں یہ بھی ہے کہ) پھر دونوں صاحبِ حضور
میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو آنحضرت
ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کی سی حالت
رہے تو تم سے ملکہ مصافحہ کیا کریں لیکن
اے حنظلہ ایک ساعت کیسی ایک ساعت
کیسی روایت کیا اسکو مسلم نے مختصراً
اس حدیث میں یہ ہے کہ تغیر طبعی سے
قابل ہی خالی نہیں (چنانچہ صحابہ سب کا یہی

۱۲۱

انتہای ضعیف لافناہۃ امکان
مافی بود تا تغیر طبعی کا

الحديث قال يوم
 بدر اللهم
 ان تملك هذه
 العصاة لم
 يبق على وجه
 الارض احد
 يعبدك بخارجي من
 حديث ابن عباس
 بلفظ ان شئت
 لم تعبد بعد اليوم
 في سياقي ما فيه
 الحديث كان
 اذا دخل في الصلوة سمع
 لصداه ازيزا كالسريز
 المرحل ابو داود
 الترمذي في الشمائل
 والنسائي من حديث
 عبد الله بن الشخير
 في الحديثين
 اجتماع غلبة الحال
 مع الكمال ولو

خصوص حضرت صدیق اکبرؓ اور یہ تغیر
 (مقصود میں) مضر نہیں بلکہ اس میں ایسی صحت
 ہیں جو اہل طریق کو ذوقی طور پر معلوم ہوتی ہیں
 حدیث آپؐ نے یوم بدر میں فرمایا ہے
 اگر یہ جماعت (مسلمانوں کی) ہلاک ہو جائے
 گی تو روئے زمین پر کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے گا
 جو آپؐ کی عبادت کرے گا روایت کیا اسکو
 بخاری نے ابن عباس کی حدیث ان انما ظن
 کہ اگر آپؐ کو یہی منظور ہے تو آج کے دن
 بعد آپؐ کی عبادت نہ کی جاوے گی و
 اس کا فائدہ آگے آتا ہے +

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت
 نماز میں غل ملے تھے تو آپؐ کے سینہ کی اسی
 آواز سنائی دیتی تھی جیسے ہنڈیا کے جوش
 کی آواز ہوتی ہے روایت کیا اسکو ابو داود
 نے اور بخاری نے شامی میں اور ابن ابی
 عبد اللہ بن الشخیر کی حدیث سے و اس
 حدیث میں اور حدیث سابق میں لالہ ہے
 اس پر کہ غلبہ حال کا کمال کے ساتھ جمع ہونا ممکن
 ہے اگرچہ یہ علی سبیل القلہ ہوتا ہے (چنانچہ
 حدیث سابق میں عاکا انداز اور اس حدیث میں

اجتماع حال مع الکمال
 اجتماع حال مع کمال

علی الندۃ۔

سینہ کی آواز اسی قلبہ مال سے ناشی ہے)

کتاب الفقر والزهد

کتاب الفقر والزهد

الحديث ابو نعیم فی الحلیۃ
من حدیث الحسن بن علی
بسند ضعیف اتخذوا عند
الفقر ایاادی فی الحاشیۃ
عن البرهان الحلبي عن ابن
تیمیمۃ فخط بعض الفضلاء
اتخذوا مع الفقر ایاادی
وکن احدیث الفقر فخری کلاهما
کذب وفی المقاصد الحسنۃ
الفقر فخری قال شیخنا باطل
موضوع والدلیلی عن معاذ
ابن جبل رفعه تحفة المؤمن
فی الدنیا الفقر وسبک لا بأس
ف واصل معنی الحدیثین
من فضل الفقر و
الفقراء والا حسان
الیهم ثابت بلا امتراء
الحديث لقد هممت ان

حدیث۔ ابو نعیم نے حسین بن علی سے
بسنڈ ضعیف حلیہ میں روایت کیا ہے کہ
فقراء کے پاس احسانات میا کیا کروالی
آخرہ حاشیہ میں برہان حلبی سے انہوں نے
بخط بعض فضلاء ابن تیمیمہ سے نقل کیا ہے
کہ یہ حدیث مذکور اور اس طرح حدیث الفقر
فخری دونوں غلط ہیں اور مقاصد حسنہ میں
ہے کہ لفظ فخری کو ہمارے شیخ نے باطل
موضوع کہا ہے اور دلیلی نے ماذن جبل
سے مرفوع روایت کیا ہے کہ مؤمن کا تحفہ
دنیا میں فقر ہے اور اسکی سند میں کچھ
مضانقہ نہیں (اشارہ ہے قدر ضعیف
کی طرف) ف واصل یعنی اوّلینوں
حدیثوں کی (خلکو موضوع کہا گیا ہے)
یعنی فقر و فستقیر کی فضیلت اور ان کے
ساتھ احسان کرنا یہ بلا کسی اشتباہ کے ثابت
ہے

حدیث میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں
کر دیا

اقطب الا من
 فس شى
 او شفتى
 او انضادى
 او دوسے
 الترمذى
 من حدیث
 ابھیرویرہ
 وقال روى من
 غیر وجہ عن
 ابھیرویرہ قلت
 ورجاله ثقات
 وفيه
 اصل لتقید
 قبول
 الهدایہ
 بشرائط تقتضیه
 مصالح
 الوقت

ہبہ قبول نہ کرو لکھا بخیر قریشی یا ثقفی یا انصاری
 یا دوسی کے (یہ اس وقت فرمایا تھا جبکہ ایک
 اعرابی نے آپ کو ایک اونٹ ہدیہ دیا تھا اور
 آپ نے اس کے عوض میں کئی اونٹ عطا
 فرمائے مگر وہ سامعی نہ ہوا اسکو توقع اور زیادہ
 کی تھی اس فرمانے کا حاصل یہ تھا کہ یہ خاص
 قبائل یا ان کے امثال عالی حوصلہ ہوتے
 ہیں کہ محض محبت سے ہدیہ دیتے ہیں کسی
 غرض کی طمع سے نہیں دیتے) روایت کیا
 اسکو ترمذی نے حدیث ابو ہریرہ سے
 اور کہا کہ یہ حدیث کئی طریق سے ابو ہریرہ
 سے روایت کی گئی ہے میں (عسراقی)
 کہتا ہوں کہ اس کے رجال ثقہ ہیں
 اس حدیث میں اہل ہے اسکی کہ قبول ہدیہ
 کو ایسے خاص شرائط کے ساتھ مقید
 کر دیا جاوے جن کو مصالح مقتضی ہوں
 (اور اون شرائط کے نہ ہونے پر رو
 ہدیہ کو خلاف سنت نہ کہا
 جاوے)

(باقی آئندہ)

۱۲۴

بشرائط قبول الهدایہ بشرائط مقتضیہ
 مشروط کردن ہدیہ بشرائط مقتضیہ

الحديث في الصحيحين من
حديث عمر بن الخطاب من هذا
المال وانت غير مشرك ولا
سائل فخذ الحديث وفيه
بعض الادب بقبول الهدية
من اشترطه بعدم
الاشراف ولامنه التاذي
بعد ما اتيان

الحديث للسائل حق وان
جاء على افرس ابوداود من حديث
الحسين بن علي ومن حديث
علي وفي الاول يعلى بن ابي
يحيى جهله ابو حاتم
ووثقه ابن حبان في الثاني
شيخ لم يسمه وسكت
عليهما ابوداود واما
ذكر ابن الصلاح في
علوم الحديث انه
بلغه عن احمد بن حنبل
قال اربعة احاديث
تدور في الاسواق

حديث صحيحين میں ہے حضرت عمر بن الخطاب
حديث سے کہ جو مال تمھارے پاس اس حالت
میں آوے کہ تم کو نہ اس کا انتظار ہو اور نہ تم
اس کا سوال کرو تو اس کو لے یا کرو
اس حديث میں قبول ہدیہ کا ایک ادب ہے
یعنی اس میں شرط یہ ہے کہ اس کا انتظار
نہ ہو اور انتظار کی یہ علامت ہے کہ اس
مال کے نہ آنے سے اس کو ناگواری ہو۔

حديث سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گورے
پر آوے روایت کیا اس کو ابوداود نے
حید بن علی ثمالی حدیث اور نیز حضرت علی
کی حدیث سے اور اول طریق میں یحییٰ
ابن ابی یحییٰ جو جسکو ابوجاتم نے مہول کہا
ہے اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی
ہے اور دو ستر طریق میں ایک شیخ ہے
جس کا نام معلوم نہیں ہوا اور دونوں (طریقین)
حدیثوں پر ابوداود نے سکوت کیا ہے (تو)
ثابت ہوا کہ حدیث بے اصل نہیں (اور ابن
الصلاح نے جو علوم حدیث میں (اس کے
خلافت) ذکر کیا ہے کہ ان کو احمد بن حنبل سے
یہ خبر پہنچی کہ چار حدیثیں ہیں جو بازاروں میں

اشترطوا علی السائل الهدية یعنی من اشترطوا
من اشترطوا علی السائل الهدية یعنی من اشترطوا

لیس لها اصل منها السائل
حق الحديث فانه لا يصح عن
احمد فقد اخرج حديث
الحسين بن علي في مسنده
ف فيه عدم الحكم بالقليل
الظنية فيما يضر صاحب ككون
السائل غنيا وهو من
اخلاق القوم -

الحديث لما قال له
حارثة انا مؤمن حقا
فقال وما حقيقة
ايمانك الحديث البزار
من حديث النس
والطبراني من حديث
الحارث من مالك و
كلا الحديثين ضعيف
وتمامه قال عرفت نفسي
فاستوى عندي حجرها
وذهبها وكافى
بالجنة والنار وكافى

سه في القاموس عرفت نفسي خنثى زهد تين
والنصرت عنه او لم تتركه ۱۲

واثر ہیں جن کی کوئی اصل نہیں انہیں سے
ایک یہ ہے للسائل حق الظن توبہ قول احمد
صحیح نہیں ہے کیونکہ خود احمد نے اس حدیث
کو اپنی مسند میں حسین بن علی سے روایت
کیا ہے **ف** ایسے مضمون ہے کہ صاحب
معاملہ کو جس میں ضرر ہوا وہیں قرآن ظنیہ
پر حکم نہ کرنا چاہیے جیسے سوار دیکھ کہ اس کو
غنی سمجھ لیا جاوے اور یہی عادت صوفیہ کی
حدیث جب آپسے حارث نے عرض کیا
کہ میں مومن ہوں آپ نے فرمایا تمہارے
ایمان کی حقیقت کیا ہے انہی روایت کیا
اسکو بزار نے حدیث انس سے اور طبرانی
نے حدیث حارث بن مالک سے اور دونوں
حدیثیں ضعیف ہیں اور تتمہ حدیث کا یہ ہے
کہ حارث نے (حقیقت ایمان کے سوال
کے جواب میں) عرض کیا کہ میرا نفس دنیا
سے ہٹ گیا پہر میرے نزدیک دنیا کا
سنگ اور زر برابر ہو گیا اور (مجھ کو
مشاہدہ قلبیہ نہ کہ مشاہدہ عین سے
ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا میں جنت و
دوزخ پر مطلع ہوں اور گویا میں اپنے

عدم علم بقرآن محمد
قد علم بالحکم بالقليل الظن

بعرش رجبہ با رزم
فقال صلی اللہ علیہ
وسلم عرفت فالذم
عبد نور اللہ قلبہ
بالایمان ف فیہ
صفات الکاملین
ومعنی الحدیث اور وہ
الروحی فی مثنویہ
بعد اربعۃ اجناس
من الدفتر الاول مع
معنی الحدیث الاول من کتاب
الخوف الرجاء و خلط بینہما
مع تعددہما و ساذکر ہما فی الشطر
الباقی عن غید العراقی مفصلاً
ان شاء اللہ تعالیٰ و فیہ عوف
ابن صالح مکان
حارثہ
الحديث الطبرانی من
روایۃ ابی العالیۃ ان
العباس بنی عرفتہ
فقال لہ البی صلی اللہ

پروردگار کے عرش مطہر ہوں کہ نیا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
(واقعی) تمکو معرفت حاصل ہوگئی پس سنی
جسے رہو اور او کی نسبت یہ بھی فرمایا کہ
یہ ایک بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے
قلب کو ایمان سے منور فرمایا ہے ف میں
صفات کاملین کی مذکور ہیں اور اس
حدیث کے مضمون کو مولانا رومی اپنی
مثنوی میں فقر اول کے چار خمس کے بعد لکھا
ہیں مع مضمون اس حدیث کے جو کتاب
الخوف میں سب سے پہلی حدیث ہے اور
دونوں حدیثوں کو ایک کر دیا حالانکہ
دونوں الگ الگ ہیں (مگر اس سے
اصل مقصود میں کوئی خلل نہیں ہوا) ا
اس تہذیب کی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ شطر باقی
میں غیر العراقی میں آدھے لگی اور اس میں
بجائے حارثہ کے عوف بن مالک ہیں
حديث طبرانی نے ابوالعالیہ کی
روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت
عباس نے ایک بالا خانہ رباعہ عزرت
بنایا متبادر نہ بضرورت خود حضور کے یہاں

بعض صفات الکاملین

بعض صفات کاملین

درجہ گندم

۱۲۸

درجہ تکلف والتواضع
درجہ تکلف اور تواضع

عليه وسلم اهد معاً الحديث
وهو منقطع وحديث
مجنبة معلة فقال
لمن هذه قالوا الفلان
فلما جاءه الرجل اعرض
عنه الحديث ابوداود
من حديث النسب اسنا
جيد بلفظ فرأى قبة
مشرفة وقماه فلم
يكن يقبل عليه كما كان
فسال الرجل اصحابه عن
تغير وجهه صلى الله عليه
وسلم فاخبروه فذهب
فمر رسول الله صلى الله عليه
وسلم بالموضع فلم يرها
فاخبر بانها قد عالجوا
فيها ذم للتفاخر
والترفع والتكلف فوق الحاجة
والمسئلة كما متفق
عليه بين القوام
علماً وعملاً (باقی آیتہ)

بالا تھانہ تھا) اون سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسکو منہدم کرو اور اہم اور یہ حدیث
منقطع ہے اور یہ حدیث کہ آپ ایک
بلند قبة پر گزرے اور پوچھا کہ یہ کس کا ہے
لوگوں نے عرض کیا کہ فلان کا ہے جب
شخص آپ کے پاس حاضر ہوا آپ نے اوس سے
مومنہ پھیر لیا اس حدیث کو ابوداود نے
حدیث النسب سے اسناد جید نقل کیا ہے
ان الفاظ سے کہ حضور نے ایک بلند قبة
دیکھا اور تتمہ اوس کا یہ ہے کہ آپ (آنے
کے وقت) اوس کی طرف اتنے متوجہ
نہیں ہوئے جیسے پہلے ہوتے تھے اوس نے
اپنے دوستوں سے یا آپ کے اصحاب سے آپ کے رخ سے
کیوجہ پوچھی۔ لوگوں نے بتلادیا اوس نے جا کر
اوسکو منہدم کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس
موقع پر گزر ہوا تو اوسکو نہ دیکھا اور آپ کو خبر نہ
گئی کہ اوس نے اوسکو منہدم کر دیا آپ نے اوس کے
بیٹے دعائے خیر فرمائی **ف** ان دونوں میں
میں مذمت ہو تفخر اور ترفع اور تکلف اور
از حاجت کی اور یہ مسئلہ علماً و عملاً اہل طریق
میں مثل متفق علیہ کہ ہے (باقی آیتہ)

کتاب التوحید والتوکل

الحديث ابن عدی
وابو نعیم فی الحلیۃ
من حدیث ابن عمر
القدر سر الله فلا
تغنوا الله عز وجل سره
لفظ ابی نعیم وقال ابن
عدی لا تکلموا فی القدر
فانه سر الله الحديث
وهو ضعیف و
فی تسمیة القدر لیسر الله
والنهی عن التکلم
فیہ دلالة علی امرین
احد هما جواز انکشاف
مسئلة القدر فی
الدنیا بقدر الاستعداد
والا لیس نهی
عن افشاء لان النهی
یقتضی المقدس ربه وثانیها
النهی عن افشاء الکشف

کتاب توحید وتوکل

حدیث ابن عدی اور ابو نعیم نے جلیہ میں
ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے
کہ (مسئلہ) قدر اللہ تعالیٰ کا راز ہے سو افشاء
عز وجل کے راز کا افشاء مت کرو یہ الفاظ ابو نعیم
کے ہیں اور ابن عدی نے (بجائے ان الفاظ
کے یہ) کہا ہے کہ قدر میں کلام مت کرو
کیونکہ وہ راز ہے اللہ تعالیٰ کا (اسکا ہی
وہی حاصل ہے) اور یہ حدیث ضعیف ہے
(یعنی لفظاً باقی معنی حدیث صحیح سے ثابت ہے)
جس میں قدر میں کلام کرنے پر ناخوشی ظاہر
فرمائی ہے (مسئلہ قدر کو میرا الٰہی فرما
میں اور اُس میں کلام کرنے سے ممانعت
فرمانے میں دو امر پر دلالت ہے ایک یہ کہ
مسئلہ قدر دنیا میں بھی بقدر استعداد
منکشف ہو سکتا ہے ورنہ اُس کے
افشاء سے ممانعت نہ فرمائی جاتی کیونکہ
ممانعت کرنا اسکو مقتضی ہے کہ اُس
چیز پر قدرت ہی ہو (اور قدرت علی
الافشاء موقوف ہے انکشاف پر)

۱۲۹

روایت ابی نعیم فی الحلیۃ والحدیث من کشف القدر
روایت افشاء قدر موقوفہ علی انکشاف

والغوامض التي لا
يتحملها غير الادل
والثاني معرفت في
كلام القوم والاول معلوم
للخواص وما قاله
بعضهم من امتناع
انكشافه حتى في
الجنة فالمراد
انكشافه بكنهه
لتوقفه على
تحقيق الصفات
بكنهها وهو
ممتنع لا يستلزم
احاطة الممكن
بالواجب۔

الحديث مرض على
فسمعه رسول الله
صلى الله عليه وسلم
وهو يقول اللهم
يسرني على البلاء
فقال لقد سالت الله

۱۳۰

اور دوسرا امر یہ کہ امور کشفیہ کے اور ایسے
غوامض کے افشاء سے مانعت ہے کہ
نا اہل اوس کا تحمل نہ کر سکے اور یہ دوسرا امر تو
(عام طور سے) کلام قوم میں معروف ہے
اور امر اول (صرف) خواص کو معلوم ہے
(باقی عام خیال ہی ہے کہ سر قدر دنیا میں
منکشف نہیں ہو سکتا گو آخرت میں ہوگا)
اور بعض کا جو یہ قول ہے کہ اس کا انکشاف
(مطلقاً) ممتنع ہے حتیٰ کہ جنت میں بھی انکشاف
نہیں ہوگا) تو مراد انکشاف بکنہ ہے کیونکہ
وہ موقوف ہے انکشاف صفات (الکبیر)
بکنہا پر اور وہ ممتنع ہے (حتیٰ کہ آخرت
میں بھی) کیونکہ اس سے ممکن کا احاطہ کرنا
واجب کو لازم آتا ہے (اور یہ احاطہ عقلاً
ممتنع ہے جمیع سب مواطن برابر میں)
حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ
سوان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا کرتے سنا کہ اے اللہ مجھ کو بلا پر صبر
دیکھئے آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے
بلا مانگی (کیونکہ صبر تو اسی میں ہوتا ہے)
سو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو (عراقی کہتے ہیں)

البلاء فصل الله العافية
تقدم مع اختلاف قلت لم
اظفر بهذا المحل ورأيت
في الفصل الثاني من باب
الدعوات في الاوقات من
المشكوة عن الترمذي
سمع النبي صلى الله عليه وسلم
رجلا وهو يقول اللهم اني
اسئلك الصبر فقال سألنيك
فاستل العافية في فيه نكس
على ما يؤهم دعوى القوة فكيف
بدعواها كما قد يصدر
عن بعض المغلوبين كقول
سمنون المحب هـ
فليس لي في سواك حظ
فكيف ما شئت فاختبرني
وعوتب وابتلى فاستغفر
وعوفي وما ورد من
سؤال الصبر في النصوص
فهو في الاعمال مثل
الثبات في الجهاد

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کی قدر اختلاف کے
میں (اشرت) کہتا ہوں کہ مجکو وہ موقع نہیں
ملا اور مشکوٰۃ کے باب دعوات فی الاوقات کی
فصل ثانی میں ترمذی سے منقول دیکھا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ
دعا کرتے سنا کہ اللہ میں آپسے صبر مانگتا
ہوں آپ نے فرمایا تو نے اللہ سے بلا مانگی
سو اُس سے عافیت مانگ و اس
حدیث میں ایسے امر بزرگ ہے جو دعویٰ
قوت کو مومہم ہو چکا تاکہ قوت کا دعویٰ
ہو جیسے بعض مغلوبین سے اس کا صدق
ہو جاتا ہے جیسے سمنون محب کا قول ہے
جز تیرے مجکو کوئی بھاتا نہیں
از ملے جس طرح چاہے مجھے
اور اس کے اُنیر عتاب ہوا۔ اور جس لیل
میں مبتلا ہو گئے پھر استغفار کیا اور
آرام ہو گیا اور وہ جو لصوص میں صبر کا
سوال آیا ہے وہ صبر فی الاعمال ہے
جیسے جہاد میں ثابت قدم رہنا۔ اور
اُسی کے ساتھ ساتھ غلبہ علی الکفار کا
بھی سوال ہے جو زوال کے سوال کو

وامر معہ لیسوال الغلبۃ
علی الکفار المستلزم للکفر
زوال البلاء فافترقا -

کتاب المحبۃ والشوق

الحديث ان ابراهيم
قال لملك الموت اذ جاءه
ليقبض روحه هل رأيت
خليلاً يقبض خليله
الحديث لم اجد له أصلاً
وتمامه فإوحى الله تعالى
اليه هل رأيت محباً
يكره لقاء حبيبه
فقال يا ملك الموت
الآن فاقبض قلتي
معناه مركب من الأدلة
والمشوق وهما
ثابتان ومن كلامه
الله مسأله المؤمن
وقد ورد صريحاً
وقد تقدم

۱۳۳

مستلزم ہے سود و نول سوالوں میں
فرق ہو گیا (یعنی جس سے نہی آئی اور جس کا
امر آیا ہے)

کتاب المحبۃ والشوق

حديث ابراهيم عليه السلام انه ملك
الموت سے فرمایا جب وہ آپ کی روح قبض
کرنے آئے کیا آپ نے کسی دوست کو
دیکھا ہے کہ اپنے دوست کی جان لیتا ہے
(عراقی کہتے ہیں) میں نے اسکی کوئی
اصل نہیں پائی اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے پیروچی فرمائی کیا تم نے
کسی محب کو دیکھا ہے کہ اپنے محبوب سے
ملنا ناگوار سمجھتا ہو انہوں نے فرمایا کہ
ملك الموت بس اب جان لیلوف
میں کہتا ہوں اس کے معنی مرکب ہیں
ادلالات اور شوق سے اور یہ دونوں ثابت
ہیں اور نیز ایک تیسرے جزو سے بھی
یعنی اللہ تعالیٰ کا مومن کے سچ کو ناگوار
سمجھنا اور یہ مضمون (حدیث میں) صریحاً
وارد ہوا ہے (کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

باقی آئید

فی کتاب النکاح من
الرسالة فمعناه ثابت
لکن لیس روایۃ
بالمعنی بل للمعنی وقلت
وفی ذکرها اصلہ لم
یوجد فائدتان احدا لھا
ما فی خطبة الرسالة
من قول عسان یظفر
به احد وثانیۃ ما
الاحتیاط عن
روایۃ ما لم یوجد
لہ سند

الحديث ابو نعیم فی الطب
النبوی من حدیث ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
یحب ان ینظر الی الخضرۃ
والی الماء جاری واسنادہ
ضعیف فیہ الاستمکع
بالمباح ما لم یغل فیہ
لا ینافی بحال الزہد کما
یزعمہ المتقشفون +

مجکوموں کا رنج گوارا نہیں اور اسکو موت
سے رنج ہوتا ہے اور یہ حدیث اس سارہ کے
کتاب النکاح میں گزر چکی ہے پس اس
روایت کا مضمون (جو کہ اصل مقصود ہے) وہ
ثابت ہے لیکن اسکو روایت بالمعنی نہ کہ
گے گو بمعنی کہیں اور یہ سن میں کہتا ہوں
ایسی روایات کے ذکر کرنے میں جبکی اصل
نہیں پائی گئی وہ فائدے ہیں ایک تو وہی جو
اسی رسالہ کے خطبہ میں میرے اس قول میں
مذکور ہے کہ شاید یکو وہ روایت (شک)
بلحاظے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اسکی روایت
احتیاط رکھی جاوے جبکہ کہ سند لمجاوے
حدیث ابو نعیم نے طب نبوی میں حضرت
ابن عباس کی حدیث سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سہری اور آب جاری
کی طرف نظر کرنے کو پسند فرماتے تھے
اور ہناد اسکی ضعیف ہے ف اس
حدیث میں سپردالالت ہے کہ مباح سے
اتقاع جب تک کہ اوس میں غلو نہ کرے
کمال زہد کے منافی نہیں جیسا کہ خشک
لوگ سمجھتے ہیں :

۱۳۳

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حدیث ابو نعیم فی الطب نبوی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الحديث حديث فما تَعَارَفَ
منها اُتِلَفَ وقد تقدم في
اداب الصحبة وسياقة فيما
تقدّم هكذا الروح
جنود مجندة فما تَعَارَفَ
منها اُتِلَفَ وما تنكر
منها اُخْتَلَفَ مسلم من
حديث ابی ہریرۃ والبخاری
تعليقا من حديث عائشة
ف فيه اصل لما
تقدّر عند القوام
من اشتراط التناسب
بين المفيد والمستفيد
لانّه هو الغرض
من الحكاية +
الحديث في الصحيحين
انها راى عائشة قالت
من حدثت ان محمداً رى
رب فقد كذب المسلم من
حديث ابى ذر سألت رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم هل رایت

اشترط التناسب بين المفيد والمستفيد
سواء كانا من نفس واحد

۱۳۴

تزوج ابنته روى غير صحيح
في صحيح البخاري

حديث فما تَعَارَفَ منها اُتِلَفَ
یہ آداب صحبت میں گزر چکی ہے اور اس
مقام پر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ
ارواح (اپنے عالم میں) جمع کی ہوئی
جامعتیں ہیں سوچن (ارواح) میں (وہاں)
تعارف ہو گیا (یہاں) انہیں باہم آلفت
ہو گئی اور جن میں (وہاں) اجنبیت رہی
(یہاں) انہیں باہم اختلاف رہ گیا
روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث سے اور بخاری نے معلقاً حضرت
عائشہؓ کی حدیث سے **ف** اس حدیث
میں اصل ہے اس مسئلہ کی جو صوفیہ
کے نزدیک مقرر ہے کہ شیخ اور طالب
میں مناسبت شرط ہے کیونکہ اہم مقصود
اس واقعہ کی خبر دینے سے یہی ہے۔
حدیث صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہؓ
نے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ سے یہ بیان کہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
ہے اُسے جھوٹ بولا اور مسلم کے نزدیک
ابو ذر کی یہ حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے

ربك قال نوراني اراه وذهب
ابن عباس واكثر العلماء الى
اثبات روئيه له رقلت
واورد السيوطي في تفسيره عن
مستدرک الحاکم عن ابن عباس
قال قال رسول الله صلى الله
عليه وآله ايت ربي عز وجل (۴)
وعائشه لم ترو ذلك عن النبي
صلى الله عليه وسلم رقلت مرواه
ابن عباس عنه صلى الله عليه
وله محتمل الحکم بالاثبات
ان يكون اجتهادا
ويحتمل النفي كواسر
بالاجتهاد بقوله تعالى
لا تدركه الابصار (۴)
وحدیث ابی ذر قال
فيه احمد ما زلت
له منكرا و قال
ابن خزيمة في
القلب من صحة
اسناده شيء

رب کو دیکھا ہے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے میں
اوسکو کہاں کچھ سکتا ہوں اور حضرت ابن عباس
اور اکثر علماء آپ کی اثبات رویت للرب
کی طرف گئے ہیں (میں کہتا ہوں کہ جلیل
سیوطی نے اپنی تفسیر (جلالین) میں مستدرک
حاکم سے وارو کیا ہے وہ ابن عباس سے
نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں نے اپنے ربؐ کو دیکھا
ہے (۴) اور حضرت عائشہ نے اسکو دیکھا
نفی رویت کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل نہیں کیا) محض اونکی رائے ہے میں
کہتا ہوں اور ابن عباس نے اثبات رب
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا
ہے اور حکم بالاثبات میں اس کا احتمال
نہیں کہ اجتهاد سے ہو اور نفی میں اس کا
احتمال ہے اس آیت کی وجہ سے لا تدركہ
الابصار (۴) اور ابو ذر کی جو حدیث ہے
(جس میں نفی رویت مذکور ہے) امام احمد فرماتے
ہیں کہ میں اسکو ہمیشہ منکر سمجھتا رہا۔ اور
ابن خزيمة کہتے ہیں کہ قلب میں اسکی
صحیح اسناد کی طرف سے کٹک ہے

مع ان فی روایت لاحمد
فی حدیث ابی ذر رائتہ
نور الحدیث و رجال
اسنادھا رجال الصمیم
رقلت و فی الحاشیۃ علی
مسلم عن فتح الباری
ول ابن خزمیۃ عنہ
امی عن ابی ذر قال
راہ بقلبه ولم یبرہ
بعینہ وبہذا یتبین
مراد ابی ذر بذکرہ
النورای ان النور
حال بین رویتہ
وبصرہ اء ما فی
الحاشیۃ قلت ہذا رای
من ابی ذر یجمع بہ بین روایتی
الاثبات والنفی والجمع
فرع التعارض ولا تعارض
لتقدم النص وهو اثبات
علی الظاہر وهو النفی ولو سلم
یمکن الجمع بوجہ اخر

۱۳۶

اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ امام احمد کی ایک
روایت میں ابو ذر کی حدیث میں یہ ہے
کہ میں نے اوسکو ایک نور دیکھا الحدیث میں
یہ صریح ہے اثبات رویت میں) اور اس
روایت کے سند کے رجال صحیح کے رجال
ہیں (اور کسی امام نے) اوس پر نکارت یا تردید
کا حکم نہیں کیا پس اسکو ترجیح ہوگی میں کہتا
ہوں کہ مسلم پر ایک حاشیہ میں فتح الباری
میں مضمون ہے کہ ابن خزمیہ کے نزدیک
ابو ذر کا یہ قول ہے کہ آپ نے نبی کو قلب سے
دیکھا اور آنکھ سے نہیں دیکھا اور اس سے
ابو ذر کی مراد ذکر نور سے ظاہر ہوتی ہے
یعنی نور درمیان رویت اور بصر کے حامل
ہو گیا۔ حاشیہ ختم ہوا میں کہتا ہوں کہ یہ ابو ذر
کی ایک رائے ہے جس سے اثبات و نفی
کی روایتوں کے درمیان وہ جمع کر رہے
ہیں اور جمع فرع ہے تعارض کی اور تعارض
ہو نہیں کیونکہ نفس اور وہ اثبات ہے ظاہر
پر اور وہ نفی ہے مقدم ہوگی۔ اور اگر
تعارض تسلیم ہی کر لیا جاوے تب بھی
دوسرے طریق پر جمع کرنا ممکن ہے۔

باقی آئندہ

وہو حمل الاثبات علی
مطلق الرویۃ والنقی
علی الادراک بالکفہ وھکذا
یکون یوم القیمۃ وھذہ التذ
فی ھذہ الحیوۃ من خواص نبینا
صلی اللہ علیہ بدلیل النصوص
الاخری المألفۃ للردیۃ قبل الموت
والعبارات المدرجۃ
منی ابتدأت بقولی قلت
وانتھت بقولی اء والبا
من العراقی۔)

الحديث حديث الش
اذا احب الله جدا
لم يضرب ذنب والتائب
من الذنب لمن لا
ذنب له ذكره
صاحب الفردوس ولم
يخرجه ولده في
مسند ف صريح
في ابطال مذهب
الاباحۃ والالم يبق ذنبا

اور وہ طریق یہ ہے کہ اثبات کو مطلق ہوتے
پر محمول کیا جاوے اور نفی کو ادراک بالکفہ پر اور
قیامت میں بھی ویت ایسی ہی ہوگی اور یہ تروت
اس حیات میں ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم
کے خواص میں سے ہے بدلیل دوسرے
نصوص کے جو رویت قبل الموت کو متنع قرار
دے رہی ہیں اور درمیان درمیان کی جہاز
میری بڑھائی ہوئی ہیں جو اس لفظ سے
شرع ہوتی ہیں کہ میں کہتا ہوں اور اس لفظ
پر ہو جاتی ہیں کہ اے یعنی ایتھے اور باقی عبارت
عراقی کی ہیں)

حدیث جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے
محبت کرتے ہیں اسکو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا
اور گناہ سے توبہ کر نیوالا اس کے مشابہ ہے
جن کے پاس کوئی گناہ ہی نہیں فکر کیا اس کو
صاحب فردوس نے اور ان کے ولد نے
اسکو مسند الفردوس میں تخریج نہیں کیا۔
ف یہ فرقہ اباحہ کے مذہب کے ابطال میں
صریح ہے (جو کہتے ہیں کہ بنی تقریکے معاصی بھی
بیاح ہو جاتے ہیں) ورنہ وہ گناہ ہی نہ تھا پس
اسکو گناہ فرمانا صاف اباحت کی نفی کر رہا ہے)

اما عدم الضرر
 فاما لعدم المحقة
 ويجعل ما بعده
 مقابلا له واما
 لتوفيق التوبة
 ويجعل ما بعده
 مفسلا له واما لغلبة
 الحسنات ويجعل
 ما بعده مستقلا
 في مقصوده
 قلت وكذا
 حديث فقد
 غفرت
 لكم في اهل
 بدر قال
 الشيخ الاكبر
 فيه لم يقل
 ابحت
 لكم
 احللت
 لكم

۱۳۸

باقی ضرر نہ کرنا اس کی وجہ یہ ہے کہ گناہ اس کے لئے
 ہی نہیں تھا (یعنی اس گناہ کا صدور ہی نہیں تھا
 تا کہ ضرر پہنچا سکے) اور (اس صورت میں) اس کا
 مابعد اس کا مقابل ہوگا (یعنی بعض وہ ہیں جن سے
 گناہ ہی نہیں تھا اور بعض ان کے مقابلہ میں وہ ہیں
 جن سے گناہ ہوتا ہے مگر توبہ کر کے ایسے بھٹکتے ہیں
 جن سے نہیں تھا)۔ اور یا (عدم ضرر) توفیق توبہ
 کی وجہ سے ہے اور (اس صورت میں) اس کا
 مابعد اس کا مفسر ہو جائیگا (یعنی عدم ضرر کی تفسیر یہ ہے
 کہ وہ توبہ کر لیتا ہے) اور یا (عدم ضرر) غلبہ
 حسنات کے سبب ہے (جن سے گناہوں کا کفار
 ہو جاتا ہے) اور (اس صورت میں) اس کا
 مابعد اپنے مقصود میں قتل ہو جائیگا (نہ مقابل ہوگا
 نہ مفسر ہوگا) نیز میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ابن
 کے باب میں حدیث میں ہے فقد غفرت
 لكم وہ بھی (ابطال) بات کی دلیل ہے چنانچہ
 شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث (یستلک)
 میں کہا ہے کہ (حدیث میں غفرت لكم فرمایا ہے
 جو خود دلیل ہے اس فعل کے ذنب ہونے کی)
 ابحت لكم یا احللت لكم نہیں فرمایا۔
 (جو اباحت پر فال ہو)۔

الحديث لا يمتنع احداكم
الموت لضر نزل به متفق عليه
من حديث الشرف دل هذا
التقيد على الاذن بالتعنه شفا
الى لقاء الله ونقل عن
الوحي

الحديث روى ابو نعيم
في الحلية المرفوع
منه من حديث
عمر بن ان سالم
يحب الله حقاً
من قلبه وفي
رواية ان سالم
الحب لله عز وجل ولم
نجف الله عز وجل
ما عصاه وفيه عجل
بن لهيعة ف فيه ان
الاصل في ترك المعصية
هو الحب لما الخوف ف ذو
والجمله يعني المحققون
بالقاء المحبة في قلوب الطالبين

حديث تم میں کوئی شخص موت کی تمنا
نہ کرے کسی تکلیف کے سبب اس پر نازل ہو رہا
کیا اس شخص نے اس کی حدیث سے
یہ قید (تشریح) اس پر وال ہے کہ شوق الہی
کے سبب جو موت کی تمنا ہو اس کی مانعت
نہیں اور یہ بی شمار بزرگوں سے منقول ہے۔

حديث ابو نعيم في حلية
مرفوع حصه حضرت عمر بن الخطاب
ہے کہ سالم اس حدیث کے ساتھ دل سے مجتہد
ہیں اور ان کی ایک روایت میں ہے
کہ سالم کو اللہ تعالیٰ سے بہت محبت ہے
(حتی کہ) اگر ان کو اللہ عز وجل خوف بھی نہ بنا
تب بھی یہ اس محبت کے سبب (اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی نہ کرتے اور اسکی سند میں عبد اللہ
بن لہیعہ ہے جو ضعیف ہے اس
حدیث میں اس پر علامت ہے کہ اصل (موشن
ترک معصیت میں محبت ہی ہے یا خوف
سورہ اس تاثیر میں) اس (مرمت)
سے بعد کے درجہ میں ہے اور اس کی وجہ
محققین اس کا خاص تمام کرتے ہیں کہ
طالبان کے قلوب میں محبت کا آثار کریں

بعض الموت شوقاً
نہی موت شوقاً

۱۳۹

اعتماداً بالحقائق والاقتدار بالحقائق
اذا حجبنا ذلک بالحقائق

الحديث قال الله انا الله لا اله الا انا من لم يصبر على بلائي الحديث الطبراني في الكبير وابن جبان في الضعفاء من حديث ابى هند الداري مقتصدا على قوله من لم يرض ويصبر على بلائي فليلق رباً سواي واسناده ضعيف **ف** صريح في وجوب الصبر والرضا.

الحديث الدال على الشكر فاعله ابو منصور الديلمي في مسند الفردوس من حديث انس باسناد ضعيف **ف** صريح في النهي عن التسبب للشرق لان كان افعالاً لعموم الدلالة لهما ومن ثم تری اهل الحشية يهبون الخمول لئلا يتأسر بهم

۱۴۰
ابن جبان
ابن جبان

ابن جبان
ابن جبان

حديث حق تعالى نے فرمایا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص میری بلا پر صبر نہ کرے اکی بیٹ (اچھا نہیں اس حدیث میں یہ بھی ہے اور میری نعمتوں کا شکر نہ کرے اور میری قضا پر راضی نہ ہو ائمہ) روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اول ابن جبان نے ضعیف ابن ابی ہند داری کی حدیث گجھیں صرف یہی قول ہے کہ جو شخص میری بلا پر صبر و رضا نہ کرے (اُس میں شکر کا مضمون نہیں) اور اسکو چاہئے کہ میرے سوا کسی اور رب کو تلاش کرے اور اسناد اسکی ضعیف **ف**

یہ حدیث صریح ہے وجوب صبر و رضا میں (جو کہ مقامات سلوک میں سے ہیں)

حديث دلالت کرنے والا شرعی شل اور کرمیو اسے کہ ہے روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں اسناد ضعیف **ف** صریح ہے تسبب للشر سے ممانعت میں محاذ قول ہو یا فعل کیونکہ لفظ دلالت و تولی (کے تسبب) کو عام ہے اور یہی وجہ سے تم اہل خشیت کو دیکھتے ہو کہ گمنامی کو پسند کرتے ہیں تاکہ کوئی اُن کا ایسے امر میں اقتدار

فیماعسی ان یضر
بالدین ولم تقبل
نظرهم الی ضررہ۔
الحديث حدیث جابر
یبعث کل عبد علی مامات علیہ
رواہ مسلم **ف** لما کان
الموت غیر موقت وکان
البعث علی مامات فلاجلہ
تولی لقوم یعتنون اشد اعتناء
باصلاح ظواهرهم وبنواظہم کل
الحديث من تطہب للہ
جاء یوم القیمة ورجیہ
اطیب من المسک **الحديث**
ابو الولید الصغار فی
کتاب الصلوة
من حدیث اسحق
بن ابی طلحہ مرسل
ف فیہ اصل لما
قد سمعت
شیخہ ان ینتہا فی التطہب
لستحس فی نظر اللہ تعالیٰ

نکرنے پاوے جس میں یہ احتمال ہو کہ وہ دین
کو مضر ہو اور ان کی نظر اس کے ضرر (فی الدین)
تک نہ پہنچی۔

حدیث جابر رضی کی حدیث کہ ہر بندہ کی
حالت پر مبعوث ہوگا جس پر وہ ہے روایت
کیا اس کو مسلم نے **ف** چونکہ موت کا
کوئی وقت نہیں اور بعثت ہوگا موت کی
حالت میں اسی لیے تم صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ دنیا
اصلاح ظاہر و باطن کا ہر وقت شدت سے
اہتمام رکھتے ہیں۔

حدیث جو شخص اللہ کے لئے خوشبو لگائے
وہ قیامت میں اس حالت میں آدیاگا کہ اسکی
خوشبو شک سے زیادہ پاکیزہ ہوگی روایت کیا اسکو
ابو الولید صغار نے کتاب الصلوة میں یحییٰ بن ابی
طلحہ کی حدیث مرسل **ف** اس میں مضمون
کی اصل ہے جو میں نے اپنے شیخ دوسو سنہ سے
کہ ہماری نیت تو خوشبو لگانے میں ہوتی ہے کہ
کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں چھو معلوم ہوں کیونکہ
جو چیز واقع میں اچھی ہے وہ خدا تعالیٰ کو پسند آتی
ہی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ اذکار علم مطابق و قہم
کے ہواور اللہ میں اور سب نیکیاں ہیں اہل گہنوں

اور اعتناء بالاصلاح کل وقت
اہتمام حاصل ہر وقت

۱۴۱

الطہب للہ و دخل فیہ التطہب للہ
جو یہاں لکھا ہے خدا تعالیٰ کی خوشبو لگانے کا ذکر ہے

الحديث نية المؤمن خيرا

من عمله الطبراني من
حديث سهل بن سعد
ومن حديث النّوّاس بن سميّان
وكلاهما ضعيف **و** الوجه فيه
ان النية لا يحتمل لغائلة والعمل
يحتملها ومن ثم تری القوام
ينظر من الى مناشى الاعمال
مالا ينظرون الى الاعمال -

الحديث ان في الجسد

خفة اذا صلت صلوات
الجسد متفق عليه من حديث
النعمان بن بشير **و** صريح
في كون اصلاح القلب
اصل مدار الاصلاح والمسئلة
كانها روح الفن

اعني رايه في العمل
اعني نية في العمل

۱۴۲

كون القلب مناط الاصلاح
بدون شائبه مدار صلاح

حديث نية المؤمن

کی زیادہ بہتر ہے اس کے عمل
روایت کیا اسکو طبرانی نے سهل بن سعد کی حدیث
اور نوّاس بن سميّان کی حدیث اور دونوں
کے دونوں ضعیف ہیں **و** اور جب اسکی یہ ہے
کہ نیت میں کوئی آفت کا احتمال نہیں (کیونکہ اوپر
کیسکو طبع ہی نہیں) اور عمل میں اسکا احتمال ہے
(مثلاً ریاء وغیرہ) اور سیوج سے تم من جاعت
(صوفیہ) کو دیکھتے ہو کہ مناشی اعمال پر سحر
نظر کرتے ہیں کہ عمل پر استغناء نہیں تم انوشا عمل نہیں

حديث بدن

یرایگشت کا تو تھرا ہی وجہ
سندرجا تا ہے تو تمام جسد سنور جا تا ہے (مراد قلب
کہ اسکی اصلاح ہی تمام جسد کے اعمال درست ہو جائیگا)
روایت کیا اسکو بخاری و سلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث
سے **و** یہ حدیث صریح ہے اسمیں اصلاح
قلب اصل مدار ہے تمام اصلاح کا اور یہ
(باقی آئندہ) مسئلہ گویا فن کی روح ہے -

تنبيه متعلق ما بعد

حدیث آئندہ یعنی مصعب بن سعد کی حدیث رسالہ ہذا ہی کا جزو ہے مگر اس کے مدلول کے
مہتمم بالشان ہونے کے سبب اسکو مستقل رسالہ کی شکل میں یکجہریا گیا ہے اس کا ما بعد
اس کے ماقبل ہی کی صورت میں رکھا گیا ۱۲ -

الحکایت

شعر الملقب بالادریک والتوصل
الی تحقیق التواضع والتواضع

بعد البسملة والحمد لله والصلاة والسلام علیہ وآلہ وسلم۔ یہ ایک حدیث ہے رسالہ تشرف کی جن میں
دو معجزہ الہامی رسائل کی ایک نئی تحقیق ہے جو غالباً نہ تلاش سے ملتی ہی نہ سامانہ کو کو
دہاں تک سائی جاتی ہے ایک مسئلہ توسل جو موضوع رسالہ (تشرف) میں اہل حق
کے سبب قصداً وارد کیا گیا ہے دوسرا معیار فرق شرک اکبر و اصغر کا جو ضمناً مذکور
ہوا ہے۔ ضروری اور کثیر النفع اور اہل علم کے معتقہ بہ ہونے کے سبب کو ایک مستقل
رسالہ کی شکل میں بنادیا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو اور استقلال کی بنا پر پاس کا ایک لقب
بھی رکھ دیا گیا جو عنوان میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور شہادت کے لئے دافع
فرمادے۔ کتب سما۔ اشرف علی آغاز محرم ۱۳۲۸ھ

حدیث مصعب بن سعد
عن ابیہ انه ظن ان له فضلا
على من دونه من اصحاب النبى
صلى الله عليه فقال لنبى
صلى الله عليه ما اغانى الله

حدیث مصعب بن سعد کی حدیث میں
روایت کرتے ہیں اپنے بچے کو ان کو یہ
خیال ہو گیا کہ مجھ کو دوسرے صحابہ پر (موجبہ)
ریاست کے کچھ فوقیت ہے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت

مدہ الامت
بضعفائہا ودعوتہم
واخلاصہم
رواہ النسائی وھو
عند البخاری
بلفظ ھل تنصرون
وترزقون الا بضعفائکم
ف دل علی امرین الاول
فضل الضعفاء ومن ثم ترے
اہل للہ یقدمون الضعفاء
علی الکبراء والثانی ثبوت
التوسل بالمقبولین ذواتہم
واعمالہم الظاہرہ واعمالہم
الباطنہ کما تدل علیہ
بضعفائہا ودعوتہم و
اخلاصہم التفصیل فی
المسئلۃ ان التوسل
بالمخلوق لہ تفسیر ثلثۃ
الاول عادیۃ واستغاثۃ
کد بدن المشرکین
وہو حرام اجماعاً

۱۴۸

اس امت کیساتھ ہی وہ بدولت اس کے
عاجزوں کے اور انکی دعا و اخلاص ہی کہے
(تو رؤساء ان کے مخالف ہوئے نہ کہ برعکس)
روایت کیا اسکو نسائی نے اور یہ حدیث
بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے۔
تمھاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو
رزق ملتا ہے بہ صرف تمھارے عاجزوں
کے بدولت یہ حدیث دو امر پڑا
ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت اور سیوچہ
سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو
رؤسا پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسرا
مقبولین سے توسل کا ثبوت انکی ذات سے بھی
اور ان کے اعمال ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ
بھی چنانچہ اس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے
ہیں کہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور انکی
دعا و اخلاص کے (لفظ عاجز ذات پڑا ہے
اور دعا عمل ظاہرہ پر اور اخلاص عمل باطن پر)
اور اس مسئلہ تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخاتبا
کی تین تفسیریں ہیں ایک مخلوق سے دعا
کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا
طریقہ ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے باقی

اصانہ شرک
جلی ام لا فعیارہ

یہ کہ یہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں سوس کا
معیاریہ ہے کہ اگر شیخ اُس مخلوق کے

علاقہ اس عقائد تاثر و عدم اعتقاد تاثر کے معیار فرق کا یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ کائنات
نے کئی خاص مخلوق کو جو اُس کا مقرب ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا فرمادی ہے
کہ اُس کا اپنے معتقد و مخالف کو نفع و ضرر پہنچانا مشیت جزیئہ حق پر موقوف نہیں گو اگر روکنا چاہے
پھر قدرت حق ہی غالب ہے جیسے سلاطین اپنے نائبین و حکام کو خاص اختیارات اس طرح دیدیتے ہیں
کہ ان کا اجراء و سوقت سلطان عظم کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا گو روکنا چاہے تو سلطان ہی کا
حکم غالب رہے گا سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثر ہے اور مشرکین عرب کا اپنے آلہہ باطلہ کے ساتھ
یہی اعتقاد تھا "اور بعض کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ایسی قدرت مستقلہ تو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق
کو قرب و قبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کیلئے سفارش کرتے ہیں پہر اوس
سفارش کے بعد قبول میں مختلف کبھی نہیں ہوتا اور اوس سفارش کی تحصیل کے لئے اُس کے ساتھ بلا واسطہ
یا بواسطہ معاملہ مشابہ عبادت کرتے ہیں یہ عقیدہ اعتقاد تاثر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ خلاف
دلیل شرعی ایسا عقیدہ رکھنا معصیت، عقاد یہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت
عملیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاعات شرعیہ میں ہر کو شرک کہ دیا جاتا ہے۔ ہذا
ما سئل فی واللہ اعلم"

تتمیم لزیادۃ التفہیم

تفسیر مذکور فاروق بن الشریکین اُجوکہ ماخوذ ہے کلیات شریعہ سے اپنے دونوں دعویٰ کے
اعتبار سے ایک یہ کہ مشرکین اس تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے دوسرے یہ کہ تصرف مقید بالاذن
کا قائل ہوتا شرک اکبر میں زیادت، امتناع میں محتاج تھی اور جسریہ کی جتنے ایک وارت تک باوجود
فکر و ذہن خالی رہا الحمد للہ کہ پرسوں اور کل میں علی النواقب تین ایڈیشن ہوئے اور جسریہ گزیر جنت کا
مجموعہ دونوں دعویٰ میں تردد کے لئے کافی ہے

دلیل اول عقلی براہِ اصل میراث میں جاپنی جزیئہ کے سبب بیکت زیادہ کا جتنی وجہ یہ ہے کہ مسئلہ
توحید الہی واجب عقلی ہے خواہ بدیسی ہو یا نظری یہ دوسری بحث ہے اور کسی حکم کا وجوب عقلی
مستلزم ہوتا ہے اسکی نقیض کے امتناع عقلی کو پس نقیض توحید کا حکم متنع ہوگا اور اس نقیض کی
دو قسمیں ہیں ایک نفی آلہ کہ کفر ہے دوسری تشریک الہ آخر معہ کہ شرک ہے اور متقسم کی امتناع

موت مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ شرک
کفری ہے جیسا کہ مخلوق کے لئے نادر و ندری

انہ ان اعتقد استقلالہ بالتأثیر
فہو شرک کفری اعتقاداً کما ان الصلوة

مستلزم ہوتا ہے اوس کے سب اقسام کے امتناع کو پس شرک کے لئے لازم ہوا کہ وہ کسی امر متنع کا عقلاً
ہوگا اور اس امتناع و استحکام کی طرف نصوص بھی مشیر ہیں۔

کقولہ تعالیٰ - لو کان فیہما الہة الا اللہ لغسداً و قوله تعالیٰ لو کان معہ
الہة کما یقولون اذا لا تبغوا الی ذی العرش سبیلًا و قوله تعالیٰ اما اتخذ

اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا الذہب کل الہ بما خلق ولعلی
بعضہم علی بعض و قوله تعالیٰ لو ادا د اللہ ان یتخذ ولداً اصطفاً

ما یخلق ما یشاء سبھا نہ - و نحوہا من الآیات علی ما فہرت فی بیان القرآن -
اور تصرف مقید بالاذن عقلاً متنع نہیں پس وہ شرک نہ ہوگا گو کسی تصرف منفی بالنص کا اعتقاد ہو

مخالفت نص کے معصیت یا کفر یا بدعت ہو علی اختلاف مراتب النص مراتب المخالفة مگر شرک
کسی حال میں نہ ہوگا اور جاہلان عرب کا شرک ہونا نص سے ثابت ہے پس لا محالہ وہ تصرف

غیر مقید بالاذن کے قائل تھے - اس سے بحد انشدد و نول و نحو سے ثابت ہو گئے ہیں
وہل ثمانی نتملی من الاقوال المستقلة عن العلماء الربانیین جو بوجہ صراحت موافقت اکابر کے

دلیل عقلی سے زیادہ شافی ہے - قال القاضی محمد علی التہانوی فی کتابہ کشاف
اصطلاحات الفنون الشرک علی اربعة الخاء آلی ان قال منہم من یقول

ان اللہ سبحانہ خلق ہذا الکواکب وفوض تدبیر العالم السفلی
الیہما و قال بعد و قد ان القوم یعنقدون ان اللہ فوض تدبیر کل منزل الیہما

الی ملک معین وفوض تدبیر کل قسم من اقسام العالم الی روح سماوی
بعضہ (ص ۱۰۱ و ۱۰۲)

وقال ابن القيم فی اغاثۃ اللہقان ما حاصلہ انہ تعالیٰ قال ام
اتخذوا من دون اللہ شفعا قلا لو کانوا لعلکون شیئاً ولا یعقلون

قل للہ الشفاعۃ جمیعاً لہ ملک السموات والارض اخبار ان الشفاعۃ
لمن لہ ملک السموات والارض وهو اللہ وحدہ فہو الذی یشفع بنفسہ

الی نفسه فی رحم عبدہ فیاذن ہو لمن لیشاء ان یشفع فیہ فصارت

البقیہ ما شیئہ بر صغیر اسندہ

والصوم ما يختص بالله تعالى للخالق شرک	عبادت کرنا جو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ
کفری عملاً و معاملۃ لا یجوز الخیة	عملاً و معاملۃ شرک کفری ہے نہ کہ مجدد حقیت
وان کانت معصیۃ الا ما کان شعار	گو معصیت کرنا با استثناء اور اس فعل کے جو شعار
الکفر کبیرۃ الصنم و شد الزنار	کفر موجب ہے مجدد صنم شکن نار و زنجیر نہیں

الشفاعة فی الحقیقة انما هی له والذی یشفع عنده انما یشفع باذن له وامره بعد شفاعته سبحانه تعالیٰ وهی ارادته من نفسه ان یرحم عبداً

وهذا صند الشفاعة الشریکۃ التي اثبتناها هو الامم المشركون ومن وافقهم وهی التي ابطالها سبحانه وتعالیٰ فی کتابہ بقوله یس لهم من دونه واول الشفع فاخبر سبحانه انه لیس للعباد شفیع من دونہ بل اذا اراد الله تعالیٰ رحمة عبده اذن هو من یشفع فیہ لشفاعة باذنہ ولیست لشفاعة من دونہ والفرق بین الشفیعین كما لفرق بین الشریک والجد الماص الى ان قال فالسرب تعالیٰ هو الذی یجوز الشفیع حتی یشفع والشفیع عند المخلوق هو الذی یجرك المشفوع الیه حتی یفعل (ص ۱۱۵ الی ۱۱۸)

۱۳۴

ان اقوال سے دعوے او لے منطوق اور دعوے ثانیہ مفہوماً ثابت ہے۔
 وکیل ثالث نقلیٰ من آیات رب العلین جو عالم السرائر والضمائر کی شہادت ہونے کے سبب حجت میں سب سے زیادہ دانی ہے وہو قولہ تعالیٰ قل دعوا الذین رعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحوید، وقولہ تعالیٰ ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعة الا من اذن، وامشاً لهما من الایمان التي تفوت المحصور وجه دلالت دعوے او لے پر یہ ہے کہ ان خصوص میں ملک تصرف کی نفی کی گئی ہے اور ملک من حیث الملک کا منقضا بلکہ حقیقت تصرف غیر حقیقہ یا بارئ ہے اور سیاق سے مقصود فرعونات مشرکین کا ابطال ہے اس سے معلوم ہو کہ وہ اپنے اختیارات و تصرفات کے قائل تھے جو کہ مقید بالاذن نہیں پس دعوے او لے ثابت ہو گیا۔ اور محل ذم کی قیود میں مفہوم مخالفت معتبر ہوتا ہے اس سے دعویٰ ثانیہ پر بھی دلالت ہوگی والحمد لله علی اتمام المعمر والہام بالحکم۔ صفحہ ۲۔ ۱۳۳۴ھ۔ ۲۔

(یہ دعا اللہ کے واسطے سے ہے)

والا فلا ومعنی استقلالہ ان اللہ قد فرض
الیہ الامور بحیث لا یحتاج فی
امضائها الی مشیتہ الخیرۃ و
ان قد علی عزله عن هذا التفویض
والثانی طلب الدعاء
منہ و هذا اجازت فیمین
ممکن طلب الدعاء منه
ولم یثبت فی المیت بدلیل
فیختص هذا المعنی بالحي
والثالث دعاء الله ببركة
هذا المخلوق المقبول وهذا
قد جوزة الجاهل ومنع منه
ابن تیمیة واتباعه زعموا
منهم انه لم یذکر
احد من العلماء انه لیشرع
التوسل والاسْتِسْقَاء
بالانبي والصلحاء
بعد موته ولا فی
مغیبه کما فی رسالته
زیارة القبور
والعجب من

۱۴۸

(صرف معصیت ہے) اور متقل بالتاثر ہو کر
کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اس کے
سپر دایسے طور پر کر دیے ہیں کہ وہ اون کے
نافذ کرنے میں حق تعالیٰ کی مشیت خاصہ کا
محتاج نہیں ہے گو اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے
کہ اس کو اس تفویض (واختیارات) سے
معزول کر دے اور دوسری تفسیر یہ کہ مخلوق
دعا کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص کے
حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست
ممکن ہے اور یہ امکان میت میں کسی دلیل سے
ثابت نہیں پس یعنی (توسل کے) زندہ
کے ساتھ خاص ہوں گے۔ اور تیسری تفسیر یہ
اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس متقبل مخلوق
کی برکت سے اور اس کے چہرہ پر جانز کہا ہے
اور ابن تیمیہ نے اور اون کے اتباع نے
منع کیا ہے اس خیال سے کہ کسی نے علماء
میں سے اس کو ذکر نہیں کیا کہ توسل باستسقاء
کسی نبی یا صالح کے وسیلہ سے اون کی وقت
یا غیر عارضی کی حالت میں مشروع ہے
جیسا کہ اون کے رسالہ زیارة القبور میں یہ
تقریر مذکور ہے اور اون سے تعجب ہے کہ خود

انه نفسه قد ذكر في رسالته
المذكورة قول المحوزين
ودليلهم بما لضعه قالوا
وليس في التوسل دعاء
المخلوقين ولا استغاثه
بالمخلوق لكن
فيه سوال مجاهه
كما في سنن ابن
ماجه بحق
السائلين عليك و
بحق ممشاي هذا
والله تعالى قد
جعل على نفسه حقاً
الى اخر ما قال
واطال وسرد الايات
والاحاديث ولم يجزعه
الدلائل لكن مع هذا ثبت
المنع وحقيقه هذا المعنى
الثالث اللهم ان العبد
الفارق او العال الفارق في لنا
اولفان مقبول وعرضي

انہوں نے اپنے رسالہ مذکور میں مجوزین کا قول
اور اونکی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر
کی ہے کہ وہ مجوز لوگ کہتے ہیں کہ توسل میں نہ
مخلوق سے دعا ہے اور نہ اون سے اجازت
لیکن اس میں صرف اوسکی جاہ (مقبولیت)
کے ذریعے (حق تعالیٰ سے) سوال ہے
جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں
اُن لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں
جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور اپنے اس
چلنے کی حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض
انلاص کے ساتھ واقع ہوا ہے) اور اُن
نے اپنی ذات پر (مقبولین کا) حق قرار دیا
اپنے قول کے ختم تک اور ورنہ کہتے
چلے گئے اور اس حق کے اثبات کے لئے
آیات و احادیث بیان کی ہیں (موضوع مجوزین
کی دلائل خود ذکر کئے ہیں) اور ان دلائل کا
کچھ جواب نہیں یا لیکن باوجود اس اجازت
نہ دینے کے، اس کے منع ہو، پر جب
رسپے اور اس معنی ثالث کی حقیقت یہ ہے
کہ اے اللہ بندہ یا فذل عمل ساجد
یا فذل بندہ کا عمل آپ کے نزدیک مقبول ہے

عندك ولنا تلبس
وتعلق به ۱
مباشرة له في العمل
واما حجة له في العبد
او عمله وانت عدت
الرحمة بمن له هذا
التلبس فنسلك هذه
الرحمة فيا ليت
شعري اى عذور فيه
نقل ۱ وعقل و نعم
لو منع عنه لمصلحة
العوام لما خالفناه لكن
الكلام في تحقيق المسئلة
فالحق فيه معناه انشاء
الله تعا فاختتم هذا
التحرير بالكا شفت
لحقيقة التوسل حقيقة
الشرك اللتين
يتخير فيهما كثير
من الفضلاء والعقلاء

۱۵

اور ہم کو اوس (بندہ یا عمل) سے تلبس اور
تعلق ہے خواہ تو اوس عمل میں ارتکا کی
اور خواہ اوس بندہ یا اوس کے عمل میں اوس
محبت رکھنے کا اور اپنے ایسے شخص پر محبت
فرمانے کا وعدہ کیا ہے جسکو تلبس (تعلق)
ہو پس ہم اوس رحمت (موعودہ) کا آپ کے
سوال کرتے ہیں (حقیقت ہے اس
توسل کی) پس کاش جسکو کوئی یہ بتلائے
کہ اس (معنی) میں کوئی خرابی نقلی یا عقلی
ہے البتہ اگر عوام کی (دینی) مصلحت کے
لیئے اس سے منع کیا جاوے تو ہم ہی اپنے
کی مخالفت نہ کریں گے۔ لیکن کلام مسئلہ کی
تحقیق میں ہے سوا وہیں حق ہمارے ساتھ
سبب انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اس تحریر غنیمت
سمجھو جس سے حقیقت توسل کی اور حقیقت
شُرک کی کشوف ہوگی جنہیں بہت فضلاء و عقلاء تحریر
ہیں۔ تبذیلہ مسئلہ توسل کی ضرورت تحقیق مع اتمام
رسالہ نشر الیب کی اذقیسویل فصل میں بقابل الملاحظہ فقط
خاتمہ مصعب بن سعد کی حدیث جو شکل رسالہ
مستقلہ ہے ختم ہوئی +

(تحریر و تصحیح
۱۳۸۵ھ)

۱۵۔ اس تحریر کے بعد ایک تحقیق علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی جواز توسل کے باب میں نظر سے گزری چونکہ ابن

(بقیہ صفحہ ۳۴)

معتقدین شوکانی کو بھی حجت کہتے ہیں اسلئے اسکو نقل کرنا نافع معلوم ہوا و ہذا دارالحدیث علیہ السلام
 قاضی بشوکانی کا بیان۔ رہی یہ بات کہ ان ان اپنے مقصد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے
 دربار میں کسی شخص کو بطور وسیلہ پیش کرے تو اس میں شیخ غفر الدین عبد السلام فرماتے ہیں کہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بطور وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں
 ماں نبی کریم کو وسیلہ بنانا جائز ہو گا۔ لیکن بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جو توسل بالنبی صلعم کے
 اثبات میں پیش کی جاتی ہے۔ شاید حدیث توسل بالنبی صلعم سے شیخ غفر الدین کی مراد وہ حدیث
 ہو جو نسائی نے اپنے سنن اور ترمذی نے اپنے صحیح اور ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں
 اسند نقل کی ہے کہ ایک اندھا دربار نبی صلعم میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 میں اندھا ہو گیا ہوں میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ میں بینا ہو جاؤں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ
 وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو پھر یہ دعا پڑھو اے اللہ میں تیرے نبی کی فیض تجھ سے
 درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں اپنی بینائی واپس کرنے میں
 تجھ (خدا کے دربار میں) سفارشی پیش کرتا ہوں اے اللہ میرے حق میں اپنے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما۔ پھر نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ ازیں بعد بھی اگر تمہیں
 کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو اسی طرح مجھے وسیلہ بناؤ اس شخص نے نبی کریم کو وسیلہ
 بنایا اور آنکھوں کے لئے دعا کی (تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بینا کر دیا علماء حدیث مذکورہ بالا
 حدیث کا مطلب دو طرح بیان کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث میں توسل کا مطلب وہی ہے
 جو حضرت فاروق نے بیان کیا ہے کہ اے اللہ جب قحط پڑ جاتا تھا تو ہم تیرے نبی کو
 تیرے دربار میں وسیلہ پیش کیا کرتے تھے پس تو ہم پر بارش کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی
 کے چچا کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ حضرت عمر کی حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب
 میں موجود ہے تو حضرت عمر کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم صلعم کی زندگی میں بارش کی دعا
 کے وقت صحابہ کرام آپ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے پھر آنحضرت کی رحلت کے بعد
 آپ کے چچا عباسؓ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا تو صحابہ کے توسل بالنبی کا یہ مطلب ہے کہ وہ
 اللہ تعالیٰ سے اس طرح طلب باران کیا کرتے تھے کہ نبی کریم دعا فرماتے اور صحابہ
 بھی آپ کے ساتھ دعا کرتے تو اس طرح آنحضرت صحابہ کے لئے خدا کے دربار میں وسیلہ
 ہوتے کہ سفارشی بھی ہوتے اور ان کے لئے دعا بھی فرماتے اور دوسرا مطلب حدیث توسل

۱۵۱

(بقیہ صفحہ ۱۵۲)

(فقیر خانیہ سلفی از شریعت)

بالبنی کا یہ ہے (جو قاضی شوکانی کا مذہب ہے) کہ بنی کریم کو حاجات میں وسیلہ بنانا ہر زندگی کی حالت سے مخصوص نہ تھا بلکہ جس طرح زندگی میں آپ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا اسی طرح انتقال کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور جس طرح آپ کی موجودگی میں آپ سے توسل جائز تھا اسی طرح عدم موجودگی میں بھی جائز تھا۔ یہ بالکل واضح ہے کہ بنی کریم آپ کی زندگی میں وسیلہ بنانا اور آپ کے انتقال کے بعد دوسرے بزرگوں کو وسیلہ بنانا صحابہ کرام کے اجماع سکوتی سے ثابت ہے کیونکہ جب حضرت فاروقؓ نے حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنایا تو کبھی صحابی نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا۔ میرے خیال میں جو از توسل کو بنی کریم سے مخصوص کر دینا جیسا کہ عزالدین کو وہم محاسبے اس کی کوئی وجہ نہیں اس عدم تخصیص کی دو دلیلیں ہیں پہلے تو وہی صحابہ کا اجماع جس سے ہم مطلع کر چکے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ارباب فضل اور کمال کو بطور وسیلہ پیش کرنے کا درہل یہ مطلب ہے کہ ان کے اعمال صالحہ اور کمالات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کیونکہ کوئی شخص وسیلہ معنی کے قابل ہی تب ہوتا ہے جبکہ وہ اعمال صالحہ کرے تو گویا جب کوئی شخص یوں کہے کہ اے اللہ میں فلاں صاحب کمال کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتا ہوں تو اس کا وسیلہ نہ الہامی کمال کے ہوگا۔ اور نیک عمل کو وسیلہ بنانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مسلم بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ بنی کریم نے ان تین شخصوں کا قصہ بیان کیا جو غار میں تھے اور فار کے منہ پر پتھر آٹکھا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے بڑے عمل کو وسیلہ بنایا اور پتھر فار سے ہٹ گیا تو اگر اعمال صالحہ سے توسل ناجائز ہو تو یا شرک ہوتا جس طرح عزالدین وغیرہ محنت گیر لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں آدمیوں کی دعا قبول نہ کرتے اور بنی کریم صلعم ان کا قصہ بیان کرنے کے بعد ان کے فعل توسل کو ضرور ناجائز قرار دیتے (قاضی مرحوم توسل کو ثابت کر کے اب منکرین توسل کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے کہ جب یہ واضح ہو گیا کہ توسل جائز ہے تو اب معلوم ہو گیا کہ جو دلائل منکرین توسل پیش کرتے ہیں۔ مثلاً مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللہِ دَلِیْلِی) اور فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللہِ اَحَدًا اور لہ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِہِ اِلٰہِ سِجِّیْنِ لَہُمْ لَبِثٌ) ہمارے دعویٰ جواز توسل بالبنی والصحابین کے لیے مضر نہیں بلکہ اگر ان آیات کو امتناع توسل کے لیے پیش کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ محل نزاع اور امتناع

(۱۴) جو کہ بنی کریم سے ہے

نیکو کاروں کو جو اللہ تعالیٰ سے ملے

توسل سے یہ دلائل بالکل اجنبی ہیں کیونکہ مشرکوں کے اس قول سے (کہ ما بعدہم الا الخ) صاف یہ واضح ہے کہ مشرک قرب الہی حاصل کرنے کے لئے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ خدا کے دربار میں اس کی غرت ہے اس کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسی طرح یہ آیت (فلاتدعوا مع الشدا) جو از توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں تو حضرت یوں کہا گیا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور یوں نہ کہو یا اللہ یا فلاں اور جو کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ تو صرف اللہ کو پکارتا ہے ہاں اللہ کے کسی نیک آدمی کو جو بہہ کمال وسیلہ بناتا ہے جس طرح ان غارتوں میں تین اشخاص نے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنایا تھا اور اسی طرح آیت والذین یدعون من دونہ الخ جو از توسل کے خلاف نہیں کیونکہ مشرک تو انکو بلا تے تھے جو ان کی سنتے نہیں تھے۔ اور خدا کو جو ان کی سنتا ہے اس کو نہیں بلا تے لیکن کسی بزرگ کو وسیلہ بنانا تو صرف اللہ کو بلا تہا ہے کسی دوسرے کو نہیں بولا تہا۔

ہمارے کلام سابق سے متکررین توسل کے تمام دلائل کی بھی تسلی کھل جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دلائل کو منع توسل سے دور کا بھی واسطہ نہیں مثلاً ان کا یہ استدلال کہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئاً والا امر یومئذ للہ الخ) جو از توسل کے منافی نہیں کیونکہ اس آیت میں صرف یہ بیان ہو رہا ہے کہ قیامت کو سب اختیارات اللہ کو ہوں گے۔ اور کسی دوسرے کو کوئی اختیار نہیں ہوگا لیکن جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے اس کا تو کبھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ یہ بزرگ اختیارات خسر وی میں خدا کا شریک ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ غیر اللہ کو امر آخرت میں کچھ اختیار ہے اس کو تو ہم بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن متوسل کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا۔ اسی طرح متکررین توسل کا آیت لیس لك من الامر شیء وایہ قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرراً سے استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ ان آیتوں میں تو اس کی تصریح ہو رہی ہے کہ بنی کریم صلعم کو امر اللہ میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور یہ کہ بنی کریم جب اپنے نفع نقصان کے نہ نک نہیں تو دوسرے کے نفع نقصان کے کس طرح مالک ہو سکتے ہیں۔ لیکن کسی نبی یا ولی یا عالم کے توسل کے عدم جہاد میں ان آیتوں کو کیا دخل متوسل کا تو یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کو امر آخرت یا نفع نقصان میں کوئی اختیار ہے۔ توسل کا انکار بنی کریم کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بنی کریم صلعم کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت عطا فرمایا ہے

الحديث حديث ابن عباس
ان قوما تفكروا في الله عز وجل
فقال النبي صلى الله عليه وسلم
تفكروا في خلق الله ولا تفكروا
في الله فانكم لن تقدروا
قدرة ابونعيم في الحيلة
بالمرفوع منه باسناد
ضعيف ورواه الاصبهاني
في الترغيب والترهيب من
وجه اخر اصح منه فصرح
فيما قالوا من امتناع ادراك
كنهه تعالى انا وصفت لا فضلا
لكونه داخل في المخلوق

حديث حضرت ابن عباس کی حدیث
کہ ایک قوم نے حق تعالیٰ میں تفکر کیا نبی صلی
علیہ وسلم نے (اطلاع پاکر) فرمایا خلق اللہ میں
تفکر کرو اللہ میں تفکر مت کرو تم اور اسکا اندازہ
نہ کر سکو گے روایت کیا اسکو ابونعیم نے علیہ
میں اس کے مرفوع حصہ کو اسناد ضعیف
اور روایت کیا اسکو اصبہانی نے ترغیب
میں دوسرے طریق سے جو اس سے صحیح ہے
فیرجح ہے اس مضمون میں جو عارفین
نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات یا صفات
کا ادراک بالکنتہ متنع ہے مگر فعل کا ادراک
متنع نہیں کیونکہ فعل مخلوق میں داخل ہے
(جمین تفکر کی اجازت ہے)

۱۵۵
اعلان و ادراک کتبہ
استاذ دارالعلوم دیوبند

کتاب ذکر الموت

الحديث تحفة المومن الموت
روى ابن ابى الدنيا في كتاب الموت
والطبراني والحاكم من حديث
عبد الله بن عمر مرسل بسند حسن
الحديث اثبت كفارة لكل مسلم

حديث مومن کا تحفہ موت ہے روایت
کیا اسکو ابن ابی الدینا نے کتاب الموت
میں اور طبرانی اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر
کی حدیث سے مرسل سند حسن سے
حدیث دیگر موت کفارہ ہے ہر مسلمان

تصحیح کرماتہ تشریف بہار اربعہ ض ۳۳۱ (غلط) تجدید گنجی اس کا بعد صحیح تجدید گنجی بہار دوس کا باب ۱۲

ابونعیم فی الحلیۃ والبیہقۃ
فی الشعب والخطیب فی
التاریخ عن حدیث
النس قال ابن العربی
فی شرح المریدین
انہ حسن صحیح وضعفہ
ابن الجوزی وقد
جمعت طرقہ فی جزء
ف صرح بھان فی فضل
الموت ومن ثم یحبہ اهل الله
الحديث قال لعبد الله بن عمار
اصحبت لا تحدث نفسك بالمساء
ابن حبان رواه البخاري عن قول ابن عمر
اخر حديث كن في الدنيا كأنك غريب
الحديث حديث ابن عباس
كان يخرج يهرق الماء فيمسم بالماء
فما قول الماء منك قريب
فيقول ما يدريني لعلی
لا ابلغه ابن المبارک
في الزهد ابا بن ابی الدنيا
في قصر لاصل والبزار

فصل في
الموت
۱۵۹

(کے گناہ) کا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے علیہ
میں اور بیہقی نے شعب میں اور خطیب نے
تاریخ میں انس کی حدیث سے ابن العربی
نے شرح المریدین میں کہا ہے کہ حسن صحیح
ہے اور ابن الجوزی نے اسکو ضعیف کہا
ہے اور میں نے اس کے طرق کو ایک جزء
میں جمع کر دیا ہے۔ **ف** یہ دونوں حدیثیں
فضیلت موت میں صریح ہیں اسی لیے اہل اللہ
اوس کو محبوب رکھتے ہیں (اوس سے متوحش
نہیں ہوتے)

حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے عبد اللہ بن عمر کو فرمایا کہ جب تم صبح
کرو تو اپنے نفس سے شام کی بابت
باتیں مت کرو (کہ شام کو یہ کروں گا)
حدیث دیگر ابن عباس کی حدیث کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے
اور پیشاب کرتے اور دروازہ پر تیمم فرمالتے
میں عرض کرتا کہ پانی تو آپ سے قریب ہے آپ
فرماتے شاید میں یا تو تک نہ پہنچ سکوں
روایت کیا اسکو ابن المبارک نے زہد
اور ابن ابی الدنيا نے قصر لاصل میں اور بزار

بسند ضعیف و صریحان
 فی استحضار الموت وهو
 كالعادة العامة للقوم
 الحديث حديث عائشة
 ما من رجل يزور قبر
 اخيه ويجلس عنده
 الا استأنس به و رزق عليه
 حتى يقوم ابن ابي الدنيا
 في القبور وفيه
 عبد الله بن سمعان
 ولما قف على حاله
 و رواه ابن عبد البر
 في التمهيد من حديث
 ابن عباس نحوه و صحه عبد الحق
 الاشبيلي و صریح
 فی ادراك المیت و اتفق علیه
 اهل الكشف -

الحديث ما المیت فی
 قبره الا كالخريق المنعوث
 ينتظر حرقه تلعة من ابيه
 او من ابيه و صدق له

بسند ضعیف و دون حدیث صحیح ہیں۔
 استحضار موت میں اور یہ صوفیہ کی مثل
 عادت عامہ کے ہے۔

حدیث حضرت عائشہؓ کی حدیث کوئی
 ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی کی قبر کی زیارت
 کرے اور اس کے پاس بیٹھے گمراہ اس
 مانوس ہوتا ہے اور اسکو (سلام کا جواب
 دیتا ہے یہاں تک کہ یہ اونٹ کھڑا ہوا
 روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے قبور
 میں اور اس (کی سند) میں عبد اللہ
 بن سمون ہے اور میں اس کے حال
 واقف نہیں ہوں اور روایت کیا اسکو
 ابن عبد البر نے تمہید میں بن عباس کی
 حدیث کی اسی کی قریب قریب تصحیح کی
 اسکی عبد الحق بشبیلی نے و صریح ہے
 میت کے صاحب اور اک ہونے میں و
 اسیر اہل کشف متفق ہیں +

حدیث حضرت عائشہؓ کی حدیث کوئی
 ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی کی قبر کی زیارت
 کرے اور اس کے پاس بیٹھے گمراہ اس
 مانوس ہوتا ہے اور اسکو (سلام کا جواب
 دیتا ہے یہاں تک کہ یہ اونٹ کھڑا ہوا
 روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے قبور
 میں اور اس (کی سند) میں عبد اللہ
 بن سمون ہے اور میں اس کے حال
 واقف نہیں ہوں اور روایت کیا اسکو
 ابن عبد البر نے تمہید میں بن عباس کی
 حدیث کی اسی کی قریب قریب تصحیح کی
 اسکی عبد الحق بشبیلی نے و صریح ہے
 میت کے صاحب اور اک ہونے میں و
 اسیر اہل کشف متفق ہیں +

ما المیت فی قبره

۱۵۷

ما المیت فی قبره

الحديث ابو منصور الديلمي
 في مسند الفردوس
 من حديث ابن عباس
 وفيه الحسن بن علي بن
 عبد الرحمن قال
 الزهبي حدث عن
 هشام بن عمار بحديث
 باطل وتمايه فاذا
 لحقته كانت احب اليه
 من الدنيا وما فيها
 وان هدايا الاحياء
 للاموات الدعاء
 والاستغفار في
 نفع اعمال الاحياء
 للاموات سواء كانت عام
 كما في هذا الحديث او طاعة المؤمنين
 وبيان في نصوص اخرها الاول
 متفق عليه بين الامة والثاني
 بين اهل السنة والثالث فيه
 اختلاف اهل السنة واثبتته الحنفية

۱۵۸

نفع اعمال الاحياء للاموات
 بالجملة

طرت سے پہنچ جاوے الحدیث روایت
 کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے منہ الفردوس میں
 ابن عباس کی حدیث کے اور اس میں حسن بن علی
 بن عبد الرحمن ہے ذہبی نے کہا ہے کہ اس
 ہشام بن عمار سے ایک غلط حدیث روایت
 کر دی اور تمہ اس کا یہ ہے کہ جب وہ دعا
 اسکو پہنچتی ہے تو وہ اس کے نزدیک تمام
 دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور
 ایسا رکے ہدایا اموات کے لیے دعا و استغفار
 ہے **ف** یہ صریح ہے اس میں کہ ایسا رکے
 اعمال اموات کو نافع ہوتے ہیں خواہ دعا
 ہو جیسا اس حدیث میں ہے خواہ طاعت
 مالیہ ہو خواہ طاعت بدنیہ ہو۔ جیسا
 دوسری نصوص میں ہے اور اول تمام
 امت میں متفق علیہ ہے (حتی کہ فرق ہلہ
 بھی اس کے قائل ہیں اسی لیے اس حدیث
 کا مجروح ہونا مضر نہیں اجماع سے اس کا
 معقول ثابت ہے) اور ثانی اہل سنت و ربیان
 متفق علیہ ہے اور ثالث میں اہل سنت کا بھی
 اختلاف تھا جنفیہم کا اثبات کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

الحديث حديث صهيب
 في قوله تعالى للذين احسنوا
 الحسنه وزياده رواه مسلم
 كما ذكره المصنف قلت
 وهو قال (صهيب) قرأ
 رسول الله صلى الله عليه
 وسلم قوله تعالى للذين
 احسنوا الحسنه وزياده
 قال اذا دخل اهل
 الجنة الجنة واهل النار
 النار نادى مناد يا
 اهل الجنة ان لكم
 عند الله موعدا يريد
 ان ينجزكموه قالوا
 ما هذا الموعد الم
 يثقل موازيننا
 ويبيض وجوهنا ويدخلنا
 الجنة ويجرنا من النار
 قال فيرفع الحجاب
 وينظر من الى وجه الله
 عز وجل فما اعطوا شيئا

حديث صهيب کی حدیث اس آیت کے
 متعلق کہ جن لوگوں نے نیک کام کیے
 ان کے لئے اجر نیک ہے اور ایک اندازاً
 ہے روایت کیا اسکو مسلم نے جب کہ مصنف
 نے ذکر کیا میں (یعنی عراقی) کہتا ہوں کہ
 وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے یہ آیت پڑھی للذين احسنوا
 الحسنه وزياده (جس کا ترجمہ اوپر گذر چکا ہے)
 اور فرمایا جب اہل جنت جنت میں لو اہل
 نار میں داخل ہو چکیں گے ایک پکارنیوالا
 پکارے گا اے اہل جنت تمہارے لئے اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک ایک عہد ہے وہ تم سے اسکو
 پورا کرنا چاہتا ہے اہل جنت (تعجب سے)
 کہیں گے وہ وعدہ کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ
 نے ہماری میزان کو (نیکوں سے) وزن نہیں
 فرمایا اور کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کیا
 اور کیا ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور
 کیا ہم کو دوزخ سے نہیں بچا ہوا (اب
 اس سے بڑھ کر کیا ہوگا جو ابھی ناقص ہے)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ
 حجاب اٹھادیا جائیگا اور جن قتال کے

الحديث حديث صهيب
 في قوله تعالى للذين احسنوا
 الحسنه وزياده رواه مسلم
 كما ذكره المصنف قلت
 وهو قال (صهيب) قرأ
 رسول الله صلى الله عليه
 وسلم قوله تعالى للذين
 احسنوا الحسنه وزياده
 قال اذا دخل اهل
 الجنة الجنة واهل النار
 النار نادى مناد يا
 اهل الجنة ان لكم
 عند الله موعدا يريد
 ان ينجزكموه قالوا
 ما هذا الموعد الم
 يثقل موازيننا
 ويبيض وجوهنا ويدخلنا
 الجنة ويجرنا من النار
 قال فيرفع الحجاب
 وينظر من الى وجه الله
 عز وجل فما اعطوا شيئا

أجل إليهم من النظر إليه ف
 دل على رويته تعالى وهو بظاهر
 يدل على روية الذات وهو
 من ذهب الجوهل وذهب
 البعض إلى كونها تجلياً مثالياً
 كما في حديث مسلم أيضاً
 عن أبي هريرة لما سأله صلى
 الله عليه وسلم هل ترى رباً
 يوم القيمة قال صلى الله عليه وسلم
 فإني أتهم الله في صورته التي يعرفون
 فيقول أنا ربكم فيقولون أنت
 ربنا الحديث والله تعالى منزّه
 عن الصورة فأقرب تأويلها
 هو التجلي المثالي والمبهم يحمل على
 المقسّر هذا ما قالوه لكن الظاهر أن
 هذه الروية في الموقف يوم القيمة
 غير الشريفة التي في الجنة الكرامة
 أولياً بالله تعالى إنما هذه للافتقار
 صريح بالخطاب عما نقله عنه النواو
 في شرح مسلم ولا نسلم إلا بهما
 فإن قوله عليه السلام فيظرون

۱۶۰

روے مبارک کی طرف نظر کریں گے سوائے
 کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوئی جو ان کے
 نزدیک حق تعالیٰ کی طرف نظر کرنے سے
 زیادہ محبوب ہو۔ **ف** یہ حدیث تواتر
 باری تعالیٰ پر صریح دال ہے اور یہ حدیث اپنے
 ظاہر الفاظ سے روایت ذات پر دلالت
 کرتی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض
 اس روایت کے تجلی مثال ہونے کی طرف گئے
 ہیں جیسا کہ مسلم ہی کی دوسری حدیث میں
 حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جبکہ
 بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سوال کیا کیا ہم قیامت کے دن
 اپنے رب کو دیکھیں گے آپ کے اس شاہد
 تک کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس تشریف
 لاویں گے اپنی اس صورت میں جس کو
 یہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائیں گے تو میں
 تمہارا رب ہوں وہ لوگ عرض کریں گے
 آپ ہمارے رب ہیں الخ (تو اس حدیث
 میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ صورت وارد ہے)
 اور اللہ تعالیٰ صورت سے منزہ ہیں (پس
 لامحالہ یہ باطل ہوگا) اور سب تاویلات

الى حمده الله تعالى صريح في روية
العين فلا يفسر بالتجلى المثالي
ولتيمم الفائدة انقل لك ذلك
الحديث مع توجيه بعض اجزائه
على اصول القوم واللفظ لا بوسعيد
الحديثي حين يقال لاهل الموقف
ليتم كل امته ما كانت تعبد وفي
اخره حتى اذا الم يبق الا من كان
يعبد الله تعالى من بوفاجراتهم
رب العالمين في اذني صورة من
التي اؤوه فيها راى عرفوه بها
كما في لفظ ابى هريرة وتبقى هذه
الامته فيها منافقوها فيا يقيم الله
في صورة غير صورته التي يعرفون
الحديث اى قبل ذلك في الدنيا
ويكون هذا تجليا مثاليا كما هو
ظاهر صدلول لفظ الصورة
قال فماذا تنتظرون تتبع كل امته ما كانت تعبد
قالوا يا ربنا فارقنا الناس
افقر ما كنا اليهم ولهم
نصاحبهم فيقول انا ربكم

۱۲۱ میں تشریب تر تاویل تجلی مثالی ہے اور ہم کو
مفسر پر محمول کیا جاتا ہے (پس رویت کا
بطریق مثالی ہونا ثابت ہو گیا) یہ وہ قول
ہے جو اپنے مطلوب پر استدلال میں
انہوں نے کہا ہے لیکن (یہ استدلال کافی
نہیں کیونکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ رویت جو قیامت
کے دن موقف میں ہوگی اس رویت سے
مغاثر ہوگی جو جنت میں مقبولان حق کے
اکرام کے لئے ہوگی اور یہ (موقف کی رویت)
تو محض امتحان کے لئے ہوگی (جیسا عنقریب
آتا ہے) خطابى نے اس تغاثر کی تصریح کی
۱۲۱ ہے جیسا کہ نووی نے شرح مسلم میں اس
نقل کیا ہے اور ہم ابہام کو تسلیم نہیں کرتے۔
کیونکہ یہ قول نیز ظن الى وجماعہ تعالیٰ
رویت عین میں صریح ہے پس اسکی تجلی مثالی
کے ساتھ مفسر نہ کریں گے اور تيمم فائدہ کیلئے
میں اس حدیث کو مع اس کے بعض اجزاء
کی توجیہ بنیاد اصل قوم کے ابو سعید خدری
کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں جبکہ اہل حق
سے کہا: وگیا ہر جماعت کو چاہئے کہ اپنے
محبوب کے ساتھ باکے اور اس حدیث کے

فیقولون نعوذ باللہ منک
 لا نشرک باللہ شیئاً مرتین او ثلاثاً
 حتی ان بعضهم لیکاد ان یقلب
 رعن الصواب یرجم عنہ
 لامتحان الشدید الذی
 جرى قاله النواوی ولعل
 وجه انکارہم ان الوجه الذی
 یعرفون بہ الحق فی الدنیا
 تجلی مثالی ایضاً علی اوضاع
 مختلفة فی اذهان مختلفة
 ویكون هذا التجلی المثلث المحشر
 کما دل علیہ قولہ علیہ
 السلام فی اذنی صوۃ من
 التی راۃ فیہا الحدیث ولعل
 حکمۃ الامتحان کما سبق
 عن الخطابی والنواوی یعنی
 امتحان ایمانہم ودعواہم
 التوحد وقولہم فارقنا
 الناس فتجلی لہم فی غیر
 صور تہم الذہنیۃ ولہم
 یخلق فیہم علما ضروریاً لیکونہ تجلیاً ربانیا

۱۶۲

آخر میں ہے کہ یہاں تک کہ جب کوئی باقی
 نہ رہے گا بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ
 کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہوں یا بد
 اس وقت انبیاء امین ان کے پاس ایسی صورت
 میں تشریف لائیں گے جو اس صورت کے بعد
 کے درجہ میں ہوگی جس میں پہلے دیکھا تھا انہی
 جس صورت کے پہلے معرفت حاصل تھی جیسے
 ابو ہریرہؓ کے الفاظ میں اس طرح ہے
 کہ یہ امت باقی رہ جائے گی جس میں منافقین بھی
 ہوں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایک
 ایسی صورت میں آویں گے جو ادنیٰ اس صورت
 سے غیر ہوگی جسکی ان لوگوں کو معرفت
 حاصل تھی یعنی اس سے قبل دنیا میں ہیں
 جو دیکھنے کی تفصیل معرفت سے کی ہے وہ اس
 دلیل سے ثابت ہو گئی اور یہ رویت تجلی
 مثالی ہو گئی جب لفظ صوت کا ظاہر دلول ہے
 پھر ارشاد ہو گا تم کس چیز کے منتظر ہو
 جماعت اپنے محبوب کے ساتھ جاوے
 وہ لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب
 ہم (صرف آپ کے لئے) دوسرے لوگوں کے
 ایسی حالت میں جدا ہوئے۔

(باقی آئندہ)

فلما انكروها ظهر صدق دعواهم
 التوحيد حيث نفوا ربوبية
 ما زعموا غير الرب ولعل
 الانقلاب عن الصواب
 هو الغلبة الا هو ال على
 عقولهم حيث لا يبعدان
 ينكروا التجلي المثالي
 الاخرا لا في فيما بعد
 قياسا لاحدهما
 على الآخر فيقول
 هل بينكم وبينه
 اية فتعرفونه
 بها فيقولون نعم
 فيكشف عن ساق
 فلا يقف من كان
 يسجد لله من تلقاء
 لنفسه الا اذنه
 بالوجود ولا يبقى
 من كان يسجد لغيره
 و رباء جعل الله
 ظهرة طبقة واحدة

کہ ہم کو اون کی طرف سخت احتیاج تھی اور
 اون کا ساتھ نہیں دیا پس اسوقت آپ کو
 چھوڑ کر کہاں جائیں (حق تعالیٰ ارشاد فرمادینا
 گے میں تمہارا رب ہوں چونکہ اوس تجلی میں حق
 تعالیٰ کو پہچانیں گے نہیں اسلئے وہ لوگ
 کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں
 تجھ سے ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیوں شریک
 نہیں کرتے دوبار یا تین بار ایہ کہیں گے
 یہاں تک کہ بعض تو بالکل اس کے قریب
 ہو جائیں گے کہ (امر صواب سے) منقلب
 ہو جائیں (اور اوس سے ہٹ جائیں
 بسبب امتحان شدید کے جو کہ جامدی
 ہو گا یہ نووی نے کہا ہے اور ان لوگوں
 کے اس انکار کی کہ تو ہمارا رب نہیں
 شاید یہ وجہ ہے کہ جس صفحہ حق تعالیٰ
 کی اذکو دنیا میں معرفت حاصل ہے وہ بھی
 تجلی مثالی ہے جو اذہان مختلفہ میں اوضاع
 مختلفہ پر ہے اور یہ تجلی مثالی ذہنی قسمت
 کی تجلی مثالی محشری پر منطبق ہوئی نہیں
 جیسا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یہ ارشاد دل ہے فی اذن صدور من

كلما اراد ان
 يسجد خير علي
 قفاه وقت الالقاض
 عياض كما نقله
 عنه النوادي
 قيل المراد
 بالساق هنا
 نور عظيم وورد
 ذلك في حديث
 عن النبي صلى الله
 عليه وسلم قلت
 ويخلق الله ح
 فيهم علما
 ضروريا بكونه
 تجليا ربانيا
 وان لم يعرفوه
 به قبل ذلك
 والله اعلم ثم
 يرفعون رؤسهم
 وقد تحول
 في صورة نة التي

۱۶۴

التي راوها اور شايد حکمت اس تنہا تجلی
 کی امتحان ہو عیا خطابی و نوادی سے
 اوپر مذکور ہے یعنی امتحان اون کے
 ایمان کا اور ان دعویٰ توحید کا کہ
 اون کے اس قول کا کہ ہم لوگوں سے
 جدا ہو گئے تھے پس اس امتحان کے
 لئے اون کے لئے اون کی صورت
 و ہنیہ سے مغائر صورت میں تجلی
 فرمائی اور اسکی ساتھ اون میں اس کا
 علم ضروری پیدا نہیں فرمایا کہ یہ بھی تجلی
 ربانی ہے پس جب انہوں نے اس صورت
 کا انکار کیا تو اون کے دعویٰ توحید
 کا صدق ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے غیر کی
 ربوبیت کا انکار کر دیا اور شايد انقلاب
 عن الصواب کا سبب اون کے عقول
 پر احوال کا غلبہ ہو اس طرح کہ مستبعدہ
 تھا کہ اسپر قیاس کر کے اس تجلی مثالی
 کا بھی انکار کر بیٹھیں جس کا ذکر عنقریب
 اسی حدیث میں آتا ہے پھر ارشاد فرمایا
 گے کیا تمہارے اور رب تعالیٰ کے
 درمیان کوئی علامت ہے جس سے

رواہ فیہا اول مرة
فقال انا ربکم
فیقول انت ربنا
الحديث رباب
اثبات روية
المؤمنين ۱۷۱
والذي ارى
ان هذا التحول
هو ظاهرة في
الصورة الذهنية
المثالية
التي كانوا يعرفون
بها قبل ذلك
وهذا هو الذي
عدنا بآتيان
ذكره بقولنا
سيأتي في
الحديث ويجوز
هذا التحول
في التحليات
المثالية من

تم اوسکو پہچان لو وہ کہیں گے ہاں پس
ساق کو کھول دیا جاوے گا۔ پس کوئی
ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ کو سجدہ
کرتا ہو دل سے مگر اوسکو سجدہ کی توفیق
ہو جاوے گی اور کوئی ایسا شخص باقی
نہ رہے گا جو تعلقہ اور ریاض سے سجدہ کرتا
ہو مگر اللہ تعالیٰ اوسکی کمر کو ایک تختہ
کر دیں گے وہ جب بھی سجدہ کرنا
چاہے گا فوراً ہی قفا کے پھل گر جائیگا
(قاضی عیاض نے کہا ہے جیسا کہ نووی
نے اون سے نقل کیا ہے کہ بعض نے
کہا ہے کہ مراد ساق سے اس جگہ ایک
نور عظیم ہے اور یہ ایک حدیث میں بنی
صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اھ
میں اشرف مکتا ہوں کہ اون لوگوں میں
اوسوقت اللہ تعالیٰ اوس کے تجلی بانی
ہونے کا علم ضروری پیدا کر دیں گے
اگرچہ اس کے قبل اس تجلی سے اونکو
اوسکی معرفت نہ تھی واللہ اعلم) پیر
لوگ سجدہ سے اپنا سر اٹھا دیں گے
اور اللہ تعالیٰ اپنی ایسی صدمت میں منتقل

بعضہا الى بعض
وهذه الصورة
وان كانت
واحدة بالشخص
لكنها يمكن
ان ترے مختلفة
في ابصار مختلفة
فلا يشك
انطباق
التصورات
المختلفة على
الصورة المتعينة
هذا وانما
يتجل بصورة
اعلى مما عرفوه
مغارة له لعدم
حصول حكمة
الامتحان به
لان كل مؤمن
يعتقد انه تعالى
ليس من ما اعتقدناه

۱۶۶

ہو چکے ہوں گے جس میں ان لوگوں
نے اون کو اول بار (یعنی دنیا میں) دیکھا
تھا (یعنی پہچانا تھا) پھر فرمادیں گے میں
نمٹا رہا ہوں وہ لوگ کہیں گے
آپ ہمارے رب ہیں (حدیث مسلم ۱)
باب اثبات روتہ المؤمنین (اور اسمیں
میں جو سمجھا ہوں یہ ہے کہ اس انتقال
کی حقیقت اس صورت مثالیہ ذہنیہ
میں ظہور ہے جس کے ذریعہ سے وہ
لوگ حق تعالیٰ کو اس کے قبل دنیا میں
پہچانتے تھے اور یہی تجلی ہے جس کے
مذکور ہونے کا ہم نے اپنے اس قول
میں مدعا کیا تھا وہ قول یہ ہے جس کا
ذکر عنقریب حدیث میں آتا ہے اور
تجلیات مثالیہ میں ایسا انتقال ایک
دوسری کی طرف جائز ہے اور یہ صورت
مثالیہ اگرچہ واحد بالتحض ہوگی لیکن
ممکن ہے کہ ابصار مختلفہ میں جب
تصویرات مختلفہ مختلف اطوار میں نظر
آوے پس یہ اشکال واقع نہیں ہوتا
کہ تصویر مختلفہ صورت متعینہ کیسے منطبق ہوگی

بانی ہند

ولا یعتقد انہ لیس فوق
ما اعتقدناہ
فلو تجلی بصورة اعلیٰ لسنوع
احتمال کونہ تجلیا ربانیا وما
نغاہ فلم یحصل لامتحان فلما
تجلی بصورة ادنیٰ وکان یعتقد
انہ لیس ادنیٰ حکو بالنفوق فافہم
واعلم ان کل ما ذکرہ ہنا فی
شرح الحدیث علی اصول القوم
لیس شیئ متہا قطعاً الغم ہوا
اقرب من کل ما ذکرہ الاخر
من العلماء کقول بعضہم فی التجلی
الادنیٰ انہ بعض الملائکۃ
ظہر لہم ولا یخفی علیہا بعدہ
واباء قوله علیہ السلام
انہم رب العالمین عن ہذا
الحل وکانک عثرت بھذا
التقریر علی ما ادعینا من ان
التجلی فی الجنة یكون بثر ویتہ
الذات وان لم یدک کتھما
وفی الموقف بالمثال کما کان

خوب سمجھ لو اور دیکھئے ادنیٰ صورت میں
تجلی فرمانے کے، ایسی صورت میں تجلی نہ فرما
جداون کی پہچانی ہوئی صورت سے اعلیٰ
ہو اس وجہ سے ہے کہ اس سے امتحان
کی حکمت حاصل نہ ہوتی اس لئے کہ ہر مومن
کا یہ تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے
اعتقاد سے کم نہیں ہے اور یہ کیسا کجا
اعتقاد نہیں کہ میرے اعتقاد سے فوق بھی
نہیں ہے پس اگر صورت اعلیٰ میں تجلی
فرماتے تو اس کو یہ احتمال ہوتا کہ شاید
تجلی ربانی ہوا اور اسکی نفی نہ کرتا پس امتحان
حاصل ہوتا اور جب صورت ادنیٰ میں
تجلی نہ فرمائی اور اسکا اعتقاد یہ تھا کہ وہ
ادنیٰ نہیں ہے اسلئے نفی کا حکم کر دیا
خوب سمجھ لو اور جاننا چاہئے کہ میں نے
اسجگہ حدیث کی شرح میں اصول قوم
پر جو کچھ ذکر کیا ہے انہیں کوئی جزو قطعی
نہیں البتہ دوسرے علماء نے جو کچھ
ذکر کیا ہے ان سب سے اقرب ضرور ہے
مثلاً بعض نے کہا ہے کہ ادنیٰ صورت
میں تجلی کسی منہرشتہ کا ظہور ہو گا اور اسکا

لمی سے علیہ السلام یا الطور بصور
النار ولا یمتنع علیہ المثال بمعنی
المشارك له فی الوصف لقوله تعا
وله المثل الا علی و یمتنع علیہ
المثل بمعنی المشارک فی الماہیة
لقوله تعالیٰ لیس کمثله شیئ
وهذا المثال وان لم یکن
قد یمالکن للمشارك البالف
الی حد الکمال یكون مرآة للقدیم
ولا یلتفت الذهن فی الح
وجود التغائر والتماثل بربهما
فتبصر وتفکر لئلا تضل ولا
تزل فالماقام اذق من الشعرا
واحد من السیف و ما یعلق
بالحدیث ما قاله النووی و ان
لیس فی الحدیث تصریح برویة
المنافقین الله تعالیٰ و انما
فیہ ان الجمع الذین فیہم المؤمنون
و المنافقون یرون وهذا
لا یقتضی ان یراه جمیعہم وقد
قامت دلائل الكتاب

۱۶۸

پورا ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
اتاہم رب العالمین کا اس سے آبی ہونا ظاہر
ہے اور غالباً تم اس تقریر سے ہمارے
اس معوجہ پر آگاہ ہو گئے ہو گے کہ جنت
میں تجلی رؤیت ذات سے ہوگی اگرچہ اسکی
کنہ کا ادراک نہ ہوگا اور موقف میں مثال
ہوگی جیسا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر حضور
نار ہوئی تھی اور حق تعالیٰ پر مثال بمعنی مشارک
فی الوصف متنع نہیں چنانچہ ارشاد ہے
وله المثل الا علی او مثل یعنی مشارک فی الماہیة
متنع ہے جیسا ارشاد ہے لیس کمثله شیئ
اور مثال مستدیم نہیں ہوتی لیکن مشارک کامل
کے نسبت بیکم کا مرآة ہو جاتی ہے اور اقسام
تہن کو وجوہ تغائر و تماثل کی طرف التفات
نہیں ہوتا خوب بصیرت اور شکر سے
کام تو تاکہ غلطی اور لغزش میں نہ پڑ جاؤ کیونکہ
مقام بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہو
اور اسی حدیث کے متعلق وہ بات بھی ہے
جو نووی نے کہی ہے کہ اس حدیث میں
اس کی تصریح نہیں ہے کہ منافقین کو بھی
اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہوگی صرف حدیث

والسنة على ان المتأفق
لا يراه سبحانه وتعالى
ركقول له تعالى في الكفار
كل انهم عن ربهم
يومئذ لمحقوا بوان و
اعلم ان الحديث
تسبب منه مسألة وهي
انه كما ان الله تعالى قد
عذر من نفى ما لا يعرفه
من الحق مع كونه مثبتا
في الواقع كذلك بعذر
من اثبت ما عرفه منه
مع كونه منفي في الواقع
لا شترالك العلة وهو
التكليف حسب العلم
كما وقع لبعض المكاشفين
من توهمهم التجلي الروح
تجليا ربانيا والظن انه يعاين
انشاء الله تعالى وحل بعضهم
قول ابراهيم عليه السلام
هذا ربي على مثل هذا

میں یہ ہے کہ ایسی جماعت کو جس میں منین
و منافقین دونوں ہوں گے رویت ہوگی
اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ہی کو
رویت ہو اور کتاب و سنت کے دلائل
اس پر قائم ہیں کہ منافق کو حق سبحانہ تعالیٰ
کی رویت نہ ہوگی (جیسے ارشاد ہے
(كل انهم عن ربهم يومئذ لمحقوا بوان)
اور جانتا چاہیے کہ حدیث سے ایک مسئلہ
مہم مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ
نے ایسے شخص کو معذور کہا جس نے
حق کے ایسے وصف کی نفی کی جس کی
اس کو معرفت نہ تھی باز جو دیکھ کسی مرتبہ
میں وہ وصف مثبت تھا۔ اسی طرح وہ
شخص بھی معذور رکھا جاوے گا جو ایسے
وصف کو ثابت کرے جس کی اس کو
معرفت ہے گو وہ بعض مرتبہ میں متقی ہو
کیونکہ دونوں جبکہ علت معذوریت
کے مشترک سے اور وہ علت تکلیف سے
حسب جیسا بعض مکاشفین نے تجلی روح
کو تجلی حق سمجھ لیا امید ہے کہ معذور ہوں گے
اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

الغذر منهم العذر الروي
 في دفتر الخا ص من المثنوي
 بعد اربعة احماس منه
 قيل قصة الشيخ محمد بقول
 گفت ہدابی ابراہیم را د
 چونکہ اندر عالم وہم افتاد
 و اختارہ الشیخ عبدالقادر الدہلوی من
 اسانندہ تنافی تفسیرہ لہذہ
 القصۃ وافی وان لم ارض
 لا نبیاء لکن ذہاب بعض
 اهل الحق الیہ کاف
 فی جو از احتمال کوانہ
 عذرا و اللہ اعلم
 الحدیث ینادی مناد
 من تحت العرش یوم
 القیمہ یا امة محمد
 اما ما کان لی قبلکم
 فقد غفرتہ لکم
 و بقیۃ التبعات
 فتواہبوا بینکم
 و ادخلوا الجنة برحمتی

۱۷۰

قول حدیث کو اسی قسم کے عذر پر محمول کیا
 ہے انہیں سے عارف رومیؒ بھی ہیں۔
 دفتر خامس کے تین جنس کے بعد شیخ محمد کے
 قصہ سے ذرا قبل اس قول میں سے
 گفت ہدابی ابراہیم را د
 چونکہ اندر عالم وہم افتاد
 اور ہمارے مشلخ میں سے حضرت شاہ
 عبدالقادر دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں
 اسکو اختیار کیا ہے اور اگرچہ بلکہ انبیاء
 علیہم السلام کے شان میں پسند نہیں
 لیکن بعض اہل حق کا اس طرف جانا اس کے
 عذر محتمل ہونے کے لئے تو کافی ہے
 واللہ اعلم

حدیث اقامت کے دن ایک ندا اگر
 والا حق تعالیٰ کی جانب سے
 ندا کرے گا اے امت محمدیہ! جو کچھ
 حق تمہارے طرف تھا اسکو تو معاف
 کر چکا اور تمہارے باہمی حقوق باقی رہ
 گئے سو تم آپس میں ایک دوسرے کو بخشو
 اور میری رحمت سے جنت میں داخل
 ہو جاؤ۔ (باقی آئندہ)

رویناہ فی سبا عیات
ابی اسعد القشیری
من حدیث السنن و فیہ
الحسین بن داؤد السجی
قال الخطیب لیس بثقة
ف فیہ تقویہ الرجاء فی
حقوق العباد ایضاً و یتقوی
هذا الرجاء لمن راقبها
ومن شریکون رجاء
الصلوۃ اقوی کخوفهم ایضاً۔
وقد وقع الفراغ بحمد الله تعالی
ونعمته من تألیف الشطر الاول
من اصل التشریف المأخوذ
من تخریج العراقی للتاسع و
العشرین من صفر یوم الجمعة
وقت الفحوة الکبری
ساله من الجهری فی
الخانقاه الامدادیة
دامت برکاتها
من کورة تھانہ بھون و
ہو مشتمل علی مائتی

ہم سے یہ حدیث سبا عیات ابی اسعد
قشیری میں حدیث السنن سے روایت
کی گئی ہے اور اس میں حسین بن داؤد السجی
ہے خطیب نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے
اس حدیث میں حقوق العباد میں بھی رجاء کی
تقویت ہے اور یہ رجاء اس شخص کے
لئے اور زیادہ قوی ہو جائے گی جو حقوق
العباد کی نگرانی و اتہام رکھے اور اسی مقام
سے صوفیہ کی رجاء اوروں سے زیادہ قوی
ہوتی ہے جیسا کہ ان کا خوف بھی ایسا ہی تھا
اور بحمد اللہ تعالیٰ اصل تشریف
کی تالیف سے جو کہ تخریج عراقی سے ماخوذ
انتیسویں صفر یوم جمعہ وقت چاشت
۱۳۸۵ھ ہجری کو خانقاہ امدادیہ و خانقہ قصبہ
تھانہ بھون میں فراغت ہوئی اور یہ حصہ
دوسرے حدیثوں پر مشتمل ہے ان حدیثوں میں
وہ بھی ہیں جو مقصود لائی گئیں اور وہ بھی
ہیں جو کسی دوسری حدیث کے ضمن میں
لائی گئیں مع چندے دیگر حدیثوں کے
جو دوسروں سے علاوہ ہیں اور یہ عدد زائد
حدیث مکرر کے عدد کے جو کہ میری تلاش میں

تقویۃ الرجاء حق فی التبعات
تقویت رجاء و حقوق العباد

حدیث ما بین المقصوح
والضمنی مع زیادة قليلة
توازی عدد المکر و هو
الواحد فیما تتبعت و
عدد ما لیس ثابتاً
لفظاً مع ثبوت معناہ
نبقی ما لتان وصارت
مع احادیث حقیقتہ
الطریقۃ خمساً و خمسين

صرف ایک ہے (احکام اعمال الی اللہ
ادومہ) اور بعض ایسی روایات کے عدد
جو کہ لفظاً ثابت نہیں گو معنی ثابت ہیں۔
برابر ہے پس دوسو حدیثیں باقی رہ
گئیں اور حقیقتہ الطریقۃ کی حدیثوں سے
ملکر ساڑھے پانسو ہو گئیں اور اگر اس میں
سے مشترک کو منہا کر دیا جاوے گا جو انشاء اللہ
تعالیٰ پچاس سے متجاوز نہ ہونگی تب بھی باقی
حدیثیں پانسو سے کم نہیں گی اور فوائد کی

۱۴۲

لے اور سب احادیث کے دلائل ہیں مسائل تصوف کے ان آیات کے علاوہ ہیں جو مسائل السلوک
میں ان مسائل کے ثبات کے لیے جمع کی گئی ہیں ان مسائل کی تعداد اسکی نو نوں جلدوں میں جیسا کہ
سلسلہ کے نمبروں میں مضبوط ہیں پانچ کم چودہ سو ہیں جن میں بعض آیات سے متعدد مسائل بھی ثابت
ہئے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اسمیں جو رسالہ تائید الحقیقہ ملحق ہے اس کے مسائل کی تعداد بالاستیعاب
نہیں لکھی گئی۔ اگر اس تعداد متروک اور اس تعداد کو تخمیناً برابر بھی لیا جاوے تو یہی پانچ کی کسر کا اعتبار
نکر کے سو کم و بیش ہزار آیات کا عدد محفوظ رہے گا اور ان پانچ سو احادیث کی ملا کر سو کم و نہر دلائل ہوں گے
اور بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک مسائل و مواظظ کا (جو کہ سائل یا صلح لا الشاۃ ہو چکے ہیں) عدد (۴۴۴) تک پہنچا
ہے جیسا کہ رابطۃ التابہ مع الکاشیہ میں بذیل مضمون دوم مذکور ہے اگر انہیں سے چھوٹے رسالوں کا یا جو
کسی دو سے کر سالہ کا جزو ہے ان کا عدد تخمیناً (۴۴) قرار دیکر اسکو کم کے پر بھی بقیہ میں جو مسائل
قواعد کلیہ شریعہ سے کہ وہ بھی احکام کے دلائل ہیں یا نصوص جزئیہ سے ثابت ہئے ہیں۔ اگر
فی وعظ اور فی کتاب میں تین تین مسئلہ کی دلیلین فرض کی جاویں اور یہ عدد کچھ بھی نہیں واقع میں
اس سے بہت زیادہ ہیں چنانچہ اس وقت ایک دوست صرف مواظظ میں سے ہر فوج کے

<p>ولوطرح منها المشترك الذی لا یتجاوز عن خمسين انشاء الله تعالی ما انتقصت عن خمسائة ووقع الفراغ من تحریر الغوا تحت كل حدیث ایضاً للتاریخ المذكور والتمهات المذكور</p>	<p>تحریر سے جو کہ ایک ایک حدیث کی تحت میں ہیں نیز تاریخ و ماہ مذکور میں منسوخ ہوا صرف سبب بدل گیا یعنی ۳۲۷ھ تھا (اور غوا مذہبی کے ساتھ ترجمہ سے بھی فراغ ہوا) بجز چند سطروں کے جو ایک وقتی عند کے سبب وقت مذکور کے بعد لکھی گئیں کہ وہ</p>
---	--

(بقیہ نوٹ ص ۳۱) مضامین کا جدا جدا انتخاب کر رہے ہیں جس کا ذکر ثالثہ التالیہ میں بذیل مضمون سویم کیا گیا ہے
اگر یہ مکمل ہو گیا تو اس عدد کا قلیل ہونا معاینہ میں آجائے گا اور دوسرے رسالوں کا قیام الگ رہا۔
لیکن باوجود اس کے اگر فی الحال یہی عدد فرض کر لیا جائے تب بھی چار سو رسالوں میں بارہ سو
ہوتی ہیں اور اسبق انیس سو سے ملا کر تین ہزار سے سو زیادہ اولہ کا عدد پہنچتا ہے اور بعد
فرض سیاوی اثبات المتعدد بالواحد و اثبات الواحد بالمتعدد کہ فرض قریب ہے اوسط عدد مسائل کا
بھی استیقاد ہوتا ہے اور اگر اس رسالہ تشریف کی دوسری جلد کی بھی توفیق ہو گئی جیسا اس کے
خاتمہ کی اخیر سطروں میں اس کی طرف اشارہ بھی ہے تو وہ اولہ اسپر مزید رہیں اور اگر میں فن
اعتبار کی دلائل کا بھی اخذ کرتا تو اس سے چند گونہ عدد بڑھ جاتا۔

تحلیل بالنعمة۔ اب حق تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ کا ذکر کرتا ہوں کہ جو فن (یعنی تصوف) نے
دلائل کے اعتبار سے تو گویا بے جان اور مسائل کے اعتبار سے بیجا ہو چکا تھا چنانچہ جو بعض اولہ
اس کے زبانوں پر مشہور اور غیر محققین کے ملفوظات و مکتوبات میں مذکور تھے ان کے اکثر حصہ
میں یا کتاب سنت کی تحریف تھی یا تخیلات شاعری کی تصریف تھی جس سے وہ فن اہل ظاہر کی
تکذیب بلکہ استہزاء کا محل بن گیا تھا اور محققین کے کلام سے تتبع کرنے کی کسوہمت خصوص جو
طالب بھی نہ ہوا اور اسی کے قریب قریب مسائل کی حالت تھی کہ بجز چند مسائل کے اور وہ بھی نہایت
جمل بلکہ مبہم عنوان سے کوئی مسئلہ خصوص صحیح مسئلہ کان میں بھی نہ پڑتا تھا جس فن کی یہ نیوبت

یبتدل السنۃ وھو سنۃ من الحجۃ
الاسطویٰ معدودۃ حرۃ لعدۃ
وقتی بعد الوقت المذکور لولا ہما
تاخرت ولعلی اوفق لتالیف
شطر الیاقی ویکون ماخفا من غیر العرق
ولا مرکہ للہ وافوض امری الی اللہ

مقرر نہ ہوتا تو یہ تاخر نہ ہوتا اور شاید اس کے
حصہ باقیہ کی جو کہ غیر عسرتی سے ماخوذ
ہو گا تا لیت کے لئے ہی مجبورت نسیق
ہو جاوے اور سب اختیارات حق تعالیٰ
کو ہیں اور میں اپنے سب کام الہی کے
سپرد کرتا ہوں + تمام شد

(بقیہ نوٹ ص ۱۷۱) یہودی گئی ہو کیا خدا تعالیٰ کی یہ تہذیبی نعمت ہے کہ وہ ایسا زندہ ہوا جیسا بفضلہ تعالیٰ ائمہ طریقت کے
عہد مبارک میں تھا اور ب انشاء اللہ تعالیٰ قرون متطاوہ تک اس کے زندہ رہنے کی توقع کی جاتی ہے واللہ
اعلم اور اس میں اقرار کا آیت رمیہ بلکہ اسمیہ سے فرماؤ کہچھ دخل نہیں شیعہ حقیقی حضرت خن سجانہ و تعالیٰ ہیں اور
واسطہ انعام حضرت مرشد علیہ الرحمۃ بقول ایک حکیم کے

مصلحت را تہمتے برآہوئے جس بستہ اند

کا زلف تست مشک افشانی لما عاشقان

اور بقول دوسرے حکیم کے

ولیکن مدنے با گل نہ شستم

بگفتا من گلے ناچیز بودم

وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

جمال ہنشیں در من اثر کرد

اب اس حاشیہ کو اس اظہار شکر اور اقرار عجز پر ختم کرتا ہوں

عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

شکر نعمت ہائے توحید را کہ نعمت ہائے توحید

458A